UNIVERSAL
LIBRARY
OU-232766
UNIVERSAL
LIBRARY

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہفتم — بابت ماہ رجب ۱۲۹۶ ہجری مطابق جولای ۱۸۷۹ع — جلد دوم

جو دو حصون پر تقسیم ہے

حصہ اول مین بعض اصول ادلہ کاملہ کا ثبوت ہے — حصہ دوم مین بعض مضامین تہذیب الاخلاق کے جواب

اور بعض حصہ اول اہل انجمن کے اس خیال کا ابطال ہے کہ شریعت کی ہر بات کا عقل مین آجانا ضرور ہے

منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری

اشتہار اشرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

(۱) یہ ماہواری رسالہ مذہبی ہے ملکی یا قومی باتون سے اسمین تعرض نہین

(۲) اسکی عام قیمت آٹھ آنہ ماہوار ہین خاص قیمت جو ماغنیا دروسا سے لیجاتی ہے کم سے کم ایک روپیہ ماہوار اور بعض دو دو تین تین روپیہ ماہوار بھی دیتے ہین - وہ لوگ انجمن اشاعۃ السنۃ کے ممبر ہین - رعایتی قیمت جو بشرط سالیانہ پیشگی ادا کرنیکے تجویز ہوئی ہے حسب آنہ ماہوار ہین اس رعایت کے مستحق دو قسم کے لوگ ہین قسم اول وہ لوگ ہین جو نہ پوری وسعت رکھتے ہین کہ پوری اعانت کرین اور نہ محض مسکین ہین کہ مفت لین - قسم دوم وہ لوگ ہین جو تہذیب الاخلاق کے معتقد ہین اس رسالہ کو ابھی معتقد نہین ہوئے یا دو نو مین متردد ہین اور بنظر تحقیق دو نو نمبر دیکھنا چاہتے ہین اسلیے وہ ہنوز اس رسالہ کے پوری اعانت کو ضروری نہین سمجھتے اور مفت لینے کا بھی استحقاق نہین رکھتے پیشگی ادا کرنیکی شرط دونون قسم کی کی ہے اور یہ ادا پیشگی تاریخ وصول پرچہ سے ایکسال مقرر ہوئی ہے - جو اس شمار مین سالیانہ نہ بھیجگا اس سے آٹھ آنہ ماہوار سے کم نہ لیا جاویگا -

(۳) زر چندہ بذریعہ ہنڈی یا منی آرڈر ارسال فرماوین اگر نوٹ یا ٹکٹ بھیجین تو بذریعہ رجسٹری بھیجین ٹکٹ آٹھ آنہ

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

برسوم صفحہ ۴ ۷ سے نمبر ششم صفحہ ۱۸۱
تک دلیل دوم (منجملہ دلائل عقلیہ اصل اول
منجملہ اصول جواب ادلہ کاملہ) کا بیان ہے
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ عقل انسانی اختلاف
وتناقض کے سبب بھروسے کے لایق نہین ہے
اور احکام تشریعیہ وتجویز کا وہ منصب
نہین رکھتے - اب بقیہ دلائل عقلیہ اصل
اول کا بیان ہوتا ہے

دلیل سوم یہ کہ عقل انسانی شریعت
کی بتائی ہوئی بہتیری باتونکا حسن وقبح
ومدار ومبنی سمجھ نہین سکتے پھر وہ اُن
باتونکو بن بتائے کیونکر سمجھ سکتے ہی اور
اُن پر احکام حلال وحرام کس طرح لگا سکتے
ہے پس معتزلہ وغیرہ قائلین حسن وقبح
کا یہ قول لولا الشارع وکانت الافعال
لتثبت الاحکام یعنے شارع نہوتا اور افعال
پائی جاتے تو اُن پر بھی احکام لگائے
جاتے علے العموم والاطلاق کس طرح
صحیح ہوسکتا ہے -

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ہرچند
ماتریدیہ کے مذہب کے موافق ہمارا باتونکو
حوشرع نے ہمکو بتائی ہین ہم سمجھ سکتے
ہین اور اُن کی مشروعیت کی وجہ عقل سے
پہچانتے اور بیان کرتے ہین

تمثیلات

(۱) عبادت مین شکر منعم پایا جاتا ہے اسلئے
وہ واجب ہوئے

(۲) کفر وشرک مین ناشکری واحسان فراموشی
ہے اس لئے اسکی حرمت تجویز ہوئی -

(۳) نکاح مین عفت وحفظ صحت وبقاء نسل
وتربیت اولاد ہے اس لئے وہ مشروع
ہوا -

(۴) سفاح (یعنے زنا) مین حق تلفی غیر
وقطع نسل واضاعت اولاد ہے اس لئے
وہ حرام ٹہیرا -

(۵) سود وقمار وفاسد بیعون مین (جیسے
کچے پہلونکو بیچنا وہوکہ وغبن فاحش سے
بیع کرنا) ظلم وایذا خلائق ہے اس لئے
اُن پر حکم حرمت لگایا گیا

(۶) بیع وشراء صحیح رفاہ عیش خلائق کا
مدار ہے اس لئے اُسکو حلال کیا -

(۷) بول وبراز وغیرہ متعفن چیزون سے

روح اور جسم کا نقصان ہے اس لئے اُن سے پرہیز کا حکم ہوا۔

(۸) طیبات و ستھری چیزون سے روح و بدن کا فائدہ متصور ہے اس لئے اُن کو مباح فرمایا۔

(۹) راستبازی و عدالت و مروت معاملات دین و دنیا کی بہتری کا مدار ہین اس لئے اُن کو دین ٹھیرایا۔

(۱۰) ظلم و تعدی و دروغگوئی حسن معاشرت مین خلل انداز ہین اس لئے اُن کو حرام فرمایا فقال عز من قائل ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربے وینھی عن الفحشا والمنکر والبغی۔ اسی قسم کے ہزارہا احکام حلال و حرام ہین جنکے حسن و قبح کو ہم بعد ورود شرع بخوبی سمجھ رہے ہین **ولیکن** مع ذلک صدہا باتین شریعت کی ایسی بھی ہین جن کو ہم سمجھ نہین سکتے اور اُن کی مشروعیت و عدم مشروعیت کی ایسی وجہ جس مین اشتباہ باقی نرہے اور چون وچرا عقل کا انقطاع ہوجاوے بیان نہین کر سکتے۔

تمثیلات

(۱) ریح یا بول یا براز کے نکلنے سے تمام بدن کا ناپاک ہوجانا جسکو حدث کہتے ہین۔

(۲) پھر اس ناپاک بدن کا فقط ہاتھ پاؤن مونہہ دھونے سے (جسکو وضو کہتے ہین) پاک ہوجانا۔

(۳) اس پاکی یعنے وضو مین ہاتھ کی حد کہنیون تک پاؤن کے ٹخنون تک مقرر کرنا۔

(۴) اس مین بجائے غسل سر مسح کافی ٹھیرانا اور اس مسح کے لئے سر کی چوتھائی یا ایک دو بال یا تمام سر کو مقرر کرنا۔

(۵) اس مین بجائے غسل پاؤن کے موزہ پہن کر مسح تجویز کرنا اور اس مسح کے لئے پشت قدم کو مخصوص کرنا۔

(۶) بوقت پانی نہ ہونے مٹی کو مونہہ اور ہاتھون پر ملنا اور اس حکم سے سر اور پاؤن کو مستثنے کرنا۔

(۷) عبادت کو بہیئت نماز ادا کرنا اور

اس مین خاص خاص صورتین اور خاص خاص اذکار اور خاص خاص اوقات اور خاص خاص عدد رکعات اور خاص سمت وجہت مقرر کرنا۔

(۸) صوم کے لئے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک وقت مقرر کرنا پھر تمام سال کے مہینون سے ایک ماہ رمضان اس کے واسطے مخصوص کرنا اور اس سے دوسرے دن (یعنے غرہ شوال) کا روزہ حرام ٹھہرانا — اور روزہ توڑ دینے پر کفارہ خاص تجویز کرنا۔

(۹) وجوب زکوۃ کے لئے ایک عدد خاص کو (کہ بکریان ہون تو کم سے کم چالیس ہون۔ اونٹ کم سے کم پانچ چاندی کم سے کم پچاس تولہ) مخصوص کرنا۔

(۱۰) حج کے لئے خاص خاص ارکان خاص مکان خاص زمان خاص خاص دعوات واذکار خاص صورت ولباس معین کرنا۔

(۱۱) وراثت کے باب مین باپ کا چھٹا حصہ اور مان کا تیسرا حصہ یا چھٹا۔ بیٹی کا نصف۔ بیٹے کا اس سے دگنا۔ صلبی اولاد سے مرد وعورت دونو کو وارث بنانا۔ سوتیلی کی اولاد سے عورتون کو مردون کے ہوتے محروم ٹھہرانا۔ بہن کی اولاد ہو تو دونو فریق کو گرانا۔

(۱۲) ازدواج کے قانون مین باپ کی بیٹی کو حرام ٹھہرانا۔ چچا (جو عرفاً و شرعاً باپ کی مثل ہے) کی بیٹی کو حلال فرمانا۔ خالہ کو حرام کہنا۔ خالہ کی بیٹی کو حلال بتانا۔

(۱۳) پرورش کے دستور مین دودھ پلانے کی میعاد کو دو سال سے محدود کرنا اس سے ایک دن اوپر دودھ دینے کو حرام ٹھہرانا۔

وعلیٰ ہذا القیاس صدہا باتون کو ہم سمجھ نہین سکتے اور اس کے وجہ عقلی جس مین جائے سوال باقی نرہے بتا نہین سکتے۔

یہ تو فروعات ہین جو ضبط وحصر سے باہر ہین۔ اور ان کی کثرت کے سبب ہر ایک کی وجہ کا جاننا بہت مشکل ہے۔ ہم بعض **اصول اسلام** کو (جو محصور ومعدود ہین) اچھی طرح سمجھ نہین سکتے۔ اور ان کی

اصلیت حقیقت وصورت وکیفیت کو عقل کے
ذریعہ سے بتا نہین سکتے - بلکہ جو کچھ
خدا و رسول نے بتایا اُسکو ہم ایمانًا و
اعتقادًا مانتے ہین اور خدا و رسول کی تقلید
سے اُسکو حق جانتے ہین -

تمثیلات

(۱) خدا تعالے کے وجود کو ہم بجز اسکے
کہ وہ ہے کچھ نہین جانتے - اور اس
ہونے کی صورت وکیفیت خیال مین
نہین لاسکتے -

جن صفات سے خدا تعالے نے ہمکو
اپنا ہونا بتایا ہے - کہ وہ وہ ہے جس نے
آسمان یا آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ
سے پیدا کیا اور وہ عرش پر ہے اور بولتا
اور سنتا اور دیکھتا خوش ہوتا ہے
ہم اُن صفات کو بھی اچھی طرح نہین سمجھتے
اور اُن کی صورت وکیفیت کو خیال مین
متعین نہین کرسکتے

اس مین ہم سمجھتے ہین تو یہی سمجھتے ہین
کہ ہم اُسکو نہین سمجھتے اور جو سمجھتے ہین

خدا کو اُسکے لایق نہین جانتے

ہماری عقل اسمین گھوڑا دوڑاتی ہے تو یہی
خبر لاتی ہے کہ کلما خطر ببالك فالله
تعالے منزہ عن ذلك یعنے جو تیرے خیال
مین آوے اللہ تعالے اُس سے پاک ہے
خدا تعالے کو ہم عرش پر جانتے ہین
تو ایسا نہین جانتے جیسے کوئی بادشاہ
اپنے تخت یا چوکی پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے
بلکہ ایسا کچھ جانتے ہین جیسا اُسکی ذات
کو لایق ہے - اور ہمارے فہم وادراک
سے اسکی صورت وکیفیت خارج ہے

(۲) برزخ کی حالات سے روح کا جسم
سے متعلق ہونا اور مردہ کو عذاب وثواب
کا محل ہونا ہم (اہل سنت) مانتے ہین
تو اس تعلق کی پوری کیفیت وتفصیلی حالات
کو کچھ نہین جانتے اور لوازم حیات جو
دنیا مین ہم دیکھتے اور سمجھتے ہین وہ
بھی یہان تجویز نہین کرسکتے بلکہ اتنا
ہے کہتے اور جانتے ہین کہ روح کو جسم
سے (گو وہ کیسی ہی صورت مین چلا جاوے
آگ ہوجاوے یا پانی ہوا ہوجاوے

(حاشیہ) اس قسم کا ادراسقدر تعلق ہوجاتا ہے جس سے وہ لذت و عذاب کا ادراک کرسکتا ہے اور وہ پورا پورا ہماری سمجھ مین نہین آتا۔

(۳) قیامت کے حالات سے مردون کی قبر سے اُٹھنے کو اور میدان حشر مین حاضر ہونیکو اور دوزخ و بہشت مین رنج و راحت پانیکو کافہ اہل اسلام مانتے ہین تو اُسکی پوری کیفیت و تفصیلی حالت کو نہین جانتے اور جو کچھ شرع مین اُس کا بیان آچکا ہے اس سے علاوہ حالات دنیاوی کے قیاس پر اُس مین کچھ نہین کہہ سکتے۔

اور جب عقل انسانی شرع کی بتائی ہوئی بعض اصول و فروع کو سمجھہ نہین سکتے تو وہ ان اصول و فروع کو بن بتائے کیونکر سمجھہ سکتی ہے۔ اور اُنپر اعتقادی یا عملی احکام کسطرح لگا سکتے ہے۔

جو امر کسی کے خواب و خیال مین نہین آتا اس مین وہ کوئی تجویز کب کرسکتا ہے

یہان اگر کوئی یہ **شبہ** کرے کہ ایسی بات کا جو سمجھہ مین نہ آوے تجویز کرنا اور اُسپر کوئی حکم لگانا مشکل یا محال ہے تو اُسکو کسیکی تقلید سے مان لینا کب جائز ہے۔ پھر اہل اسلام ایسی باتون کو تقلید پیغمبر کیون مانتے ہین اور اُنپر عمل و اعتقاد کیون رکھتے ہین بے سوچے بے سمجھے ان باتونکا مان لینا جائز ہے تو پھر اُن مین اور نصاریٰ کے اعتقاد تثلیث مین کیا فرق ہے ہم وہ بھی تو یہی کہتے ہین کہ یہ مذہب کی بات ہے اسکو بے سمجھے مان لینا چاہیئے اور اس مین چون و چرا نکرنا چاہیئے۔

تو **جواب** اسکا یہ ہے کہ جیسے حکمت سے بے علم شخص کو حکیم کی ایسی بات کا جو اُسکی سمجھہ مین نہ آوے مان لینا واجب ہے اور اس کی تسلیم و تعمیل مین توقف کرنا اس کے جہالت و حماقت کا مثبت ہوتا ہے اور کبھی اس کی ہلاکت کا سبب ہو جاتا ہے اور یہ اس حالت مین ہے کہ مثلاً وہ مریض ذات الجنب مین مبتلا ہے اور حکیم اسکو فصد لوانیکا حکم دیتا ہے اور وہ اس حکم کی تعمیل

سے توقف ہو اور یہ بات کہتا ہو کہ جبتک
اسکی وجہ معقول نہ سمجھ لونگا اُسپر
عمل نہ کرونگا یہ شخص اسیطرح اس حکم کی
تعمیل سے متوقف رہیگا اور بے سمجھے
علاج کرنا پسند نہ کریگا تو تھوڑی دیر
مین ہلاک ہو جاویگا - اس حکیم کی تجویز
معترض ہونا اور اُسکی تعمیل مین متوقف
رہنا اس شخص کا کام ہے جو اس حکیم
کو حکیم نہین سمجھتا اور آپ علم حکمت مین
اس سے زیادہ مہارت رکھتا ہے
اسیطرح غیر نبی کو نبی کی ایسی باتون کا جو اسکے
سمجھ مین نہ آوین مان لینا واجب
ہے اور اسکی تعمیل سے توقف کرنا
اسکے ضلالت و ہلاکت کا باعث ہوتا
ہے - نبی پر اعتراض کرنا اُس شخص کا
کام ہے جو نبی کو نبی نہ جانتا ہو اور خود
منصب نبوت رکھتا ہو اور اُسکی
نسبت علوم مین زیادتی کا مدعی ہو
پس جواب اس امر کا کہ ایسی باتین ماننے
اور تثلیث پر اعتقاد رکھنے مین کیا فرق
ہے سو یہ ہے کہ یہ باتین ممکن الوجود
و مجہول الکنہ ہین - اور تثلیث ممتنع الوجود
و معلوم البطلان ہے - یعنے وہ باتین
گو ہماری سمجھ مین نہین آتین لیکن
جائز اور ہو سکتی معلوم ہوتی ہین -
بخلاف تثلیث کہ اسکی حقیقت ہم سمجھتے
ہین پھر اسکے باطل ہونیکا علم رکھتے
ہین -
اس امر کی تفصیل ہم مبحث اثبات نبوت
مین کرینگے اور اصل سوال کے جواب
کی تائید نمبر پنجم صفحہ ۱۳۳ وغیرہ مین
بھی ہو چکی ہے

ہماری اس دلیل سوم

کے تسلیم کرنے اور اُسکو اپنے اوپر
حجت ملزمہ سمجھنے مین معتزلہ وغیرہ
ہمارے قدیمی مخالفین کو تو جائے عذر
و کلام نہین اس لئے کہ شریعت کی بعض
باتون کے عقل مین نہ آنے سے انکو
انکار نہین -

فیچر کو مذہب بنانے والے

ولیکن شاید اس دلیل کو نہ مانین اور اُسکے خلاف مین
اس بات کے مدعی ہو جاوین کہ شریعت کی

ہر بات کو ہم عقل سے سمجھ سکتے ہین اور
جو ہماری عقل مین نہ آوے اُسکو شریعت
نہین جانتے - اور اسپر وہ اسبات کو **دلیل**
ٹھیراوین جو آنریبل سید احمد خان صاحب
بہادر سی ایس آئی نے مضمون کانشنس
مین کہی ہے کہ انسان عقل کے سبب مکلف ہوا
ہے تو بالضرورۃ جسبات پر وہ مکلف ہو
وہ عقل انسانی سے خارج نہین ہے -

(۲) **یا یہ دلیل** قائم کرین کہ عقل اپنی ذاتی قوت
سے ادراک بعض احکام سے قاصر و عاجز ہے
تو کیا ضرر ہے - اسکے ساتھہ اسکا رہبر ہونا وہی
قانون قدرت جو موجود ہے جس سے ہر بات
کا دریافت ہونا ممکن ہے

ہر چند ان حضرات کا جواب حصہ اول مین
اجمالی ہے اسلئے کہ اس امر کیواسطے حصہ دوم
کو مخصوص کیا گیا ہو لیکن تبعاً و اقتضاءً
للمقام یہان بھی مجمل جواب سے رہا نہین جاتا
اور حصہ اگلا ارشاد کیا جاتا ہے کہ **دعوی**
انکا کہ ہم نبوت و اعتقاد حقانیت رسالت
کے مخالف ہو نہایچہ اسکا ثبوت نمبر پنجم صفحہ
(۱۳۳) وغیرہ مین گذر چکا ہے اور

دلیل اول انکے اثبات مدعا سے قاصر ہے
اور عقل کے سبب مکلف ہونیکا یہ لازمہ نہین ہے
کہ جن بات پر وہ مکلف ہوا ہو وہ اسکی
عقل سے خارج نہو - اسکا ثبوت نمبر چہارم
صفحہ (۱۱۴) مین ہو چکا ہے

اور **دلیل دوم** کی بنیاد ہوا پر قائم ہے
یعنے جس قانون قدرت کی وجود پر اس دلیل
کی بنا ہے تو اسکا نام نشان نہین ہے
اس کا ذکر نمبر ہائے سابقہ مین بخوبی
ہو لیا ہے اور خاص کر نمبر ششم کا دوسرا
حصہ اسیکی بحث مین گذرا ہے [۱]

علاوہ بران کچھ یہان تازہ گذارش بھی
کیجاتی ہے کہ اگر یہ حضرات شریعت کی ہر بات
کا عقل مین آجانا ضروری جانتے ہین
اور جو عقل سے خارج ہو اسکو دین سے
خارج سمجھتے ہین - تو اُن پر لازم و واجب
ہے کہ اُن امور کی (جنکو ہمنے مجہول الکنہ
یا غیر معقول المعنی بتایا ہے) کنہ بتا دین
اور اُنکو عقل سے موافق و مطابق کر
دکھا دین -

نہین تو اُنکا خارج از دین ہونا ثابت کرین

اور اسکا ثبوت دین کہ یہ باتین مولویون
نے اوخود بنا دہری مین خدا ورسول نے
یہ باتین ہرگز نہین بتائین
سبھی باتون کی نسبت یہ کام نہوسکے تو
فقط وجود وصفات خالق وصورت کذائی
نماز کی باب مین کچھ کام کر دکھاوین اور
انکی کنہہ اور وجہ کی بیان سے ہنر ظاہر کرین
منجملہ صفات باریتعالے دیکھنے کے حقیقت
بیان کرین اور بتاوین کہ وہ کسطرح دیکھتا ہے
اور کس چیز سے دیکھتا ہے اور اسکا دیکھنا
کیا معنی رکھتا ہے ؟
اگر یہ جواب دینا ہو کہ اسکے دیکھنے سے
اسکا علم یعنے جاننا مراد ہے تو یہ خود دیکھنے
کے مانند مجہول الکنہ صفت ہی - پہلے اسکو
بتاوین کہ اسکے علم سے کیا مراد ہے اور وہ
وہ کسطرح جانتا ہے اور اسکا علم عین
اسکی ذات ہی یا اسکی جزو یا کوئی امر اس سے
علحدہ یا اس سے ملا ہوا یا اس سے منتزع
ومفہوم ہوتا -
ان شقوق سے جس شق کو جواب مین اختیار
کرینگے اور یہ کہینگے کہ اسکا علم عین اسکی
ذات ہے اور صفت علم اسکی ذات سے علاوہ
کوئی چیز نہین ہے تو یہ خود مجہول الکنہ
امر ہے - پہلے اسکو بتلاوین کہ اسکی ذات
کیا چیز ہے اور اسکی انیت و اصلیت
کیا ہے -
اس ذات کو کسی دوسرے صفتہ (جیسے وجود
یا خالقیت) سے بیان کرینگے تو یہی سلسلہ
سوالات اسمین جاری ہوگا - جس صفت کا
نام لینگے - ہم اسکی نسبت کہینگے کہ یہ صفت
بھی مجہول الکنہ ہے - پہلے اسکو بتاوین اور
اسکے حقیقت بیان کرین
مثلاً وجود کی نسبت ہم یہ سوال کرینگے کہ خدا کا
وجود کسطرح کا ہے اور کیا اصلیت رکھتا ہے
انسان کیطرح ہے - یا آسمان کی مانند
پہاڑ کی مثل ہے یا ہوا کی مماثل - ہم بات
کو ہم فلسفی اصطلاح پر یون پوچھینگے کہ
وجود بمعنی مصدر وانتزاعی (جسکو عربی
مین ہو کہتے ہین اور فارسی مین ہستی)
تو کچھ اصلیت وتحصل نہین رکھتا تابع محل
انتزاع وانتزاع منتزع کے ہوتا ہے -
وجود باری یعنے منشا آثار خارجیہ یا یعنے

مابہ الموجودیۃ بتلاوا اور اُسکے اِنیت وصلیت ظاہر کرو۔

اور خالق ہونیکی نسبت یہ کہینگے

کہ جو پیدا کرنے کی کیفیت وحقیقت ہمارے علم ومشاہدہ مین ہے جسکے واسطے مادہ وآلات وزمان ومکان وغیرہ اشیاء کا ہونا ضروری ہے اور بدون جسکے اسکا وجود (ناممکن) وہ تو اُس خداوند کی خالق ہونے مین متصور نہین پھر وہ خالق ہے تو کسطرح پر ہے اور اسکے بنانے کی کیفیت وصورت وحقیقت کیا ہے

آخر کیا تو لاچار ہوکر یہ اقرار کرینگے کہ اسکے دیکھنے کی حقیقت ہم نہین جانتے اور اسکے علم کی حقیقت بھی نہین پہچانتے اسکی ذات کی کنہ بھی نہین سمجھتے اسکے وجود کو بھی کچھ بتا نہین سکتے۔ ان صفتونکو انکے لوازم سے پہچانتے ہین۔ اصل حقائق کو مجہول الکنہ مانتے ہین۔ اسمین ہماری بات کی تسلیم وتصدیق کرینگے۔ اور کیا وجود ذات وعلم ورویت وخالقیت خدا سے انکار کرینگے اور اسلام سے ہاتھ دہو بیٹھینگے۔

ومنجملہ ہیئات واذکار نماز

ہیئت سجود کی وجہ بیان کرین کہ آسمین سر کو نیچا اور قعدہ کو اوپر کرنا کیون تجویز ہوا۔ بجائے اسکے وہ سجدہ جو عیسائی کرتے ہین کرسی پر بیٹھے بیٹھے میز پر پیشانی لگا دیتے ہین کیون تجویز نہوا۔ اور اسمین لفظ سبحان ربی الاعلے نے کیا قصور کیا۔ اور قرآن پڑھنا یہان کیون ممنوع ٹھیرا۔ اسمین جو وجوہات نکالینگے وہ اسی قسم کے سوالات کا مورد ہونگے۔

آخر لاچار ہوکر کیا تو ہماری بات کو مانینگے اور یہ اقرار کرینگے کہ ان خصوصیات اذکار وہیئات کی وجہ ہم نہین جانتے اور انکو طبیب روحانی وحکیم ایمانی (محمد رسول اللہ صلعم) کے کہنے سے مان رہے ہین یا یہ کہہ اُٹھینگے کہ یہ خصوصیات وہیات اصل اسلام وحقیقت عبادت سے خارج ہین جو مولوی لوگون نے از خود نکالکر دین مین داخل کردی ہین۔ خدا کو جسطرح کوئی چاہے یاد کرے۔ قرآنی اذکار سے۔ یا شاستری بھجنون سے۔ رادھا کشن رہکر یا مسلمان بنکر دھوتی تہلون پہنکر گلے مین زنار ڈالکر ماتھی پر تلک

لگا کر - یا شرعی صورت ولباس مین آکر مسجد
مین بیٹھکر یا شوالہ اور گرجا مین جاکر - یہ کھینگے
تو بھی سلام سے ہاتھ دھو بیٹھینگے - آئندہ اختیار

ہر کسے بمصلحت خویش نکو میداند

تنبیہ

کوئی صاحب ان امور کی وجوہات عقلیہ بیان کرنا
چاہین تو اس امر کو ضرور لحاظ رکھین کہ جو وجہ عقلی
بیان کرین اسمین نقل و تقلید نبوت کو دخل نہ دین
اور اسباب مین تصانیف امام غزالی و حجۃ اللہ البالغہ
تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی تقلید نکرین
اسرار الاحکام شریعت مین جو ان حضرات نے بیان کیا ہے
وہ ایسا عقلی بیان نہین ہے جسمین نقل و تسلیم نبوت
کا دخل نہو - ایسا قطعی نہین جسمین چون و چرا
عقل کو گنجایش نہو

ان لوگونکے بیانات کو ہم لوگ مانتے ہین جو عقل
کو نقل کی تابع کرتے ہین - وہ ان لوگونکے
ماننے و احتجاج کرنیکے لائق نہین جو عقل کو
مستقل حاکم جانتے ہین - اور بدون شہادت
عقل نقل کی کوئی بات نہین مانتے -

تمثیل

مین اس امر کو ایک مثال دیکر واضح کرتا ہون
اور جو میرا خیال ہے وہ لوگون کو
سمجھاتا ہون -

حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم نے حجۃ اللہ البالغہ مین اس امر کے بیان مین فرمایا ہے

اعلم ان الانسان قد یختطف
الی الحظیرۃ المقدسۃ فیلتقو
بجناب اللہ تعالی و تصوق
و تنزل علیہ من ھنالک التجلیات
المقدسۃ فتغلب علی النفس و
تشاھد ھنالک ما لا یقدر
اللسان علی وصفہ ثم یرد الی حیث
کان فلا یقر بہ القرار فیعالج

جان رکھو کہ انسان کبھی مقدس حاظہ (بارگاہ الہی) مین
اُچک کر لیا جاتا ہے اور وہ اُس درگاہ مین پوری طرح
مل جاتا ہے اور اسپر وہان سے مقدس تجلیات نازل
ہوتے ہین جنکا اُسکے نفس پر غلبہ ہو جاتا ہے - وہان
وہ وہ کچھ دیکھتا ہے جسکے بیان پر زبان کو قدرت
نہین ہے - پھر اپنے اصلی مقام (انسانیت و نفسانیت)
مین پھیرا جاتا ہے - تو وہان اسکو چین نہین آتا -
پس ایسی حالت پیدا کرنے مین (جو عالم سفلی کی حالات

استغراق النفس فی معرفة بارئها
ویتخذها شرکا لاقتناص مافاته
منها وتلك الحالة هی التعظیم والخضوع
والمناجات فی ضمن افعال واقوال ینبئ
لذلك ویتلوه رجل سمع المخبر الصادق
یدعوه الی هذه الحالة ویرغب فیها
فصدقه بشهادة قلبه ففعل ووجد ما
وعده به حقا وارتقی الی ما یرجوه
ثم یتلوه رجل الجاه الانبیاء الی
الصلوات وهو لا یعلم بمنزلة الوالد
یحبس اولیاءه علی تعلیم الصناعات
النافعة وهم کارهون

واصل الصلوة ثلثة اشیاء —
ان یخضع القلب عند ملاحظة
جلال الله وعظمته ویعبر اللسان
عن تلك العظمة وذلك الخضوع

استغراق سے جو اسکو خدا کی معرفت مین حاصل ہوتا ہی
قریب ہو) - ہاتھ پاؤن مارتا ہے اور وہ اس حالت کے
(جو اس سے فوت ہوئی) شکار کرنیکے لیے اسحالت سفلیہ
کو دام بناتا ہی وہ حالت اس تعظیم و تضرع و مناجات کا نام ہے
جو بضمن اون افعال اور قولونکے پائی جاتی ہے
جو اسحالت کے لیے مقرر کئی گئی ہین. ایسے شخص کے
قریب قریب ایسا شخص بھی ہوتا ہی جو مخبر صادق
کی (جو اس مقدس حالت کیطرف بلاوے اور اسکے
رغبت دلاوے) بات سن لیتا ہی اور اسکو دل کی شہادت
سے سچ جانتا ہی پس جو کچھ وہ کہتا ہے سو کرتا ہے
اور اسکے وعدہ کو حق پاتا ہے اور اس حالت کیطرف
جسکا امیدوار تھا ترقی حاصل کرتا ہے ایسے شخص کے
قریب قریب ایسا شخص بھی ہوتا ہے جو اس حالت
کو نہین جانتا اور اسکو اس حالت کے فعلونپر (جو نماز
سے عبارت ہی) مجبور کرتے ہین جیسے مان باپ اپنی
اولاد کو نافع ہنر و صناعتون کے سکھانے پر مجبور
کرتے ہین اور وہ اسکو برا جانتے ہین -

نماز کی تین اصول ہین - بوقت ملاحظہ
عظمت و جلالت خداوندی دل کا عاجز ہونا -
خدا کی عظمت اور اپنے دل کی عاجزی فصیح عبارت سے بیان کرنا
ہاتھ پاؤن وغیرہ جوارح کو اس عاجزی کے موافق

عبارة وان يودب الجوارح حسب
ذلك الخضوع قال القائل **شعر**
افادتكم النعماء مني ثلثة + يدي ولساني والضمير المحجبا
ومن الافعال التعظيمية ان يقوم بين يديه
مناجيا ويقبل عليه مواجها واشد من
ذلك ان يستشعر ذله وغرة ربه فينكس
راسه اذ من لوازم المجبول في فاطرة
البشر والبهائم ان رفع العنق ايذان بالتيه
والتكبر وتنكيسه اية الخضوع والانخناث
وهو قوله تعالى فظلت اعناقهم
لها خاضعين
واشد من ذلك ان يعفر وجهه الذي
هو اشرف اعضاءه ومجمع حواسه
بين يديه فتلك التعظيمات الثلث
الفعلية شائعة في طوائف البشر
لا يزالون يفعلونها في صلوتهم و
عند ملوكهم وامرائهم واحسن الصلوة
ما كان جامعا بين الاوضاع الثلثة
مترقيا من الادنى الى الاعلى ليحصل
في استشعار الخضوع والتذلل و
الترقي من الفائدة ما ليس في افراد

مودب رکھنا - چنانچہ کسی شاعر نے اپنے محسن کی مدح
مین کہا ہی - تمہاری نعمتون نے میری تینون چیزون کو
لے لیا - ہاتھ کو اور زبان کو اور اُس دل کو جو چھپا ہوا ہے
و منجملہ تعظیمی فعلون کے یہ امر ہی کہ خدا کے سامنے مناجات
کرتا ہوا کھڑا ہو جائے اور دل کو اُسکے سامنے رکھے
اس سے بڑھکر یہ امر کہ اپنی ذلت اور خدا کی عزت
کو سوچکر پس سرنگون ہو جاے یہ سب انسانون اور
اور جانورون مین جبلی امر ہی کہ گردن اٹھانا تکبر کی نشانی
ہے اور سر جھکانا عاجزی اور فروتنی - اسی بنا پر
خدا نے فرمایا کہ وہ نشانی دیکھین تو انکی گردنین اُسکے
آگے ذلیل رہین -
اس سے بھی بڑھکر یہ امر ہے کہ وہ اس منہ کو جو تمام
اعضا سے شرف ہے اور حواس خمسہ کا مجمع اسکے سامنے خاک
مین ملا دے - یہ تینون فعلی تعظیمین انسانونکے تمام فرقون
مین مروج ہین وہ ہمیشہ اپنے بادشاہون اور امراؤنکے
سامنے اور اپنی عبادتون مین یہی کام کرتے ہین -
نمازون مین اچھی وہ نماز ہی جو تینون مراتب تعظیم کے
جامع ہو اور اسمین ادنے سے اعلی کیطرف ترقی
ہو تاکہ انسان کو اپنی خضوع و عاجزی کے سوچنے
سمجھنے مین ترقی پیدا ہو اور ترقی مین وہ فائدہ
ہے جو نہ فقط اعلی درجہ کی تعظیم مین فائدہ ہے

الاقصی ولا فی الانحطاط من الاعلی
الی الادنی وانما جعلت الصلوٰۃ دون
الفکر فی عظمۃ اللہ ودون الذکر الدائم
لان الفکر الصحیح فیہا لا یاتی الا من قوم عالیۃ
نفوسہم قلیل ما ہم وسوی اولئک لو خاضوا
فیہ تبلدوا وابطلوا راس مالہم فضلا عن
بعضہ
فائدۃ اخری فی الذکر ہی ان یشرح و
عمل تعظیمی یعملہ بجوارحہ و یعنوانی ادائہا بالقلقلۃ
خالیۃ عن الفائدۃ فی حق الاکثرین اما الصلوٰۃ
فہی المعجون المرکب من الفکر المصروف بالقاء
عظمۃ اللہ بالقصد الثانی والالتفات المتعجب
المتاتی فی کل واحد ولا حجر صالا استعداد
الخوض فی لجۃ الشہود بان یخوض بل ذلک
منبہ لہ اتم منبہ ومن الادعیۃ المبینۃ اخلاص
عملہ للہ وتوجہہ بوجہہ بلقاء اللہ وقصر الاستعانۃ
فی اللہ ومن افعال التعظیمیۃ کالسجود والرکوع
یصیر کل واحد عضدا الاخر ومکملا والمنبہ علیہ
فصارت نافعۃ لعامۃ الناس وخاصتہم تریاقا قویا
الا تری کیف تکمل کل انسان منہا استوجبہ اصل استعدادہ

نہ اعلےٰ درجہ سے اتر کر ادنے درجہ کی تعظیم کرنی مین
وہ فائدہ

اس تعظیم کے لئے نماز کو مقرر کیا - فکر اور ہمیشہ
کے ذکر کو سبب تعظیم نہ ٹہیرایا - اسلئے کہ فکر صحیح
تو بجز ان لوگونکے جنکے نفوس عالی ہین ہو نہین
سکتا - اور وہ لوگ کم ہوتے ہین انکے سوای اور لوگ
اسمین پڑین تو احمق بنجاوین اور اپنی پونجی بھی کہو
بیٹھین - اور ذکر سوا اسکے کہ کوئی تعظیمی
فعل ہاتھ پاؤن کا اسکی شرح و تائید کرے ایک آواز
ہوتی ہے جو بہت لوگونکے حق مین فائدہ سے خالی
ہوتی ہے اور نماز ایسے معجون مرکب ہے جسمین فکر بھی
ہوتا ہے جو قصد التفات سے خدا کی عظمت مین ہر ایک شخص
لگا سکتا ہے جسکو اس فکر مین غوطہ لگانیکی استعداد ہو اسکو
اس نماز مین کوئی مانع نہین ہے بلکہ نماز اسکو اسپر
خوب لگاتے اور جگاتی ہے اور اس مین دعا مین (یعنی
ذکر) بھی ہوتی ہین جو عمل کے خالص اور موثر کو خدا
کیطرف متوجہ کرنے اور خاص خدا سے مدد لینے کو بیان
ہین - اور اس مین فعل تعظیمی بھی ہوتے ہین جیسے رکوع
و سجود - ان مین ہر ایک دوسرے کا موئد و مکمل ہوتا ہے
پس نماز ہر ایک کے لئے عام ہون یا خواص نافع ہوئے
اور تریاق قوی التاثیر ٹہیری - تاکہ ہر ایک کو اس سے

وہ فائدہ پہنچے جو اُسکی استعداد تقاضا کرے۔

وقال فی بیان اسرار اذکار الصلوٰۃ و هیاتها
المندوبۃ الیها والهیات المندوبۃ مرجع
معان منها تحقیق الخضوع وضم الاطراف
والتنبیہ للنفس علی مثل الحالۃ التی یعتری
السوقۃ عند مناجاۃ الملوک من الهیبۃ و
الدهش کصف القدمین ووضع الیمنی علی الیسری
وقصر النظر وترک الالتفات
ومنها محاکاۃ ذکر اللہ وایثارہ علی من سواہ
باصابعہ یدہ حذو ما یقلہ بجنانہ ویقولہ
بلسانہ کرفع الیدین والاشارۃ بالمسبحۃ
لبعض الامر معاضل البعض

اور بیان اسرار نماز کے اذکار و ہیئات مین کہا ہے
کہ جن صورتون کو نماز مین حکم ہوا ہے انکا مدار و مرجع
کئی معنی ہین۔ از انجملہ عاجزی ثابت کرنا اور ہاتھ یا بخو
ملا رکھنا اور دل کو وہ حالت سوجھانا جو رعایا کو بادشاہ
کے پاس عرض کرنے کے وقت پیش آتی ہے یعنے ہیبت
اور دہشت اور دونو قدمونکو ملائی رکھنا اور دہنے ہاتھ
کو بائین پر رکھنا بادشاہ کے سوا اور طرف نگاہ نکرنا
از انجملہ اپنے ذکر کو اور اسبات کو کہ اس نے خدا کو
سب چیزون سے چن لیا ہے اپنی آنکھون اور ہاتھون
سے بیان کرنا جیسے دل مین سمجھتا ہے اور زبان سے
کہتا ہے جیسے دونون ہاتھ کا اٹھانا اور التحیات
مین انگلی سے اشارہ کرنا تاکہ ایک کام دوسرے کا موید ہو

ومنها اختیار هیئات الوقار ومحاسن
العادات والاحتراز عن الطیش والهیئات
التی یذمها اهل المروۃ وینسبونها الی عیزدوی
العقول کنقر الدیک واقعاء الکلب والتفاته
ومنها ان یکون الطاعۃ بطمانینۃ وسکون
وعلی رسل الجلسۃ للاستراحۃ ونصب الیمنی وافتراش
الیسری فی القعدۃ الاولی لانہ اسیر لقیامہ وافتعود
علی الورک فی الثانیۃ لانہ اکثر راحۃ

واز انجملہ یہ کہ صورت وقار و بہترین عادات کو اختیار کرنا
اور تیزی اور ایسی صورت سے جسکو اہل عقل پسند نکرین
بچنا جیسے مرغ کا زمین پر چونچ مارنا یا کتی کیطرح بیٹھنا
یا درندون کیطرح پاؤن کو بچھانا
از انجملہ یہ کہ عبادت طمانیت و نرمی سے ہو۔ جیسے جلسہ
استراحۃ کرنا۔ اور قعدۂ اولی مین داہنا پاؤن کھڑا
کرکے بائین پر بیٹھنا کیونکہ اس مین قیام کے لئے سہولت
ہے اور دوسرے قعدہ مین ران پر بیٹھنا اس لئے کہ آسایش

امام زیادہ ہے۔

واما الاذکار فترجع الی معان منها ایقاظ النفس لتتنبه للخضوع الذی وضع له الفعل کاذکار الرکوع والسجود۔ ومنها الجهر بالذکر لیکون تنبیها للقوم بانتقال الامام من رکن الی رکن کالتکبیرات عند کل خفض ورفع ومنها ان لا یخلوا حاله فی الصلوة من ذکر کالتکبیرات واذکار القومة والجلسة

اور ذکر کا مرجع بھی کئی معانی ہین از انجملہ دل کو جگانا تاکہ وہ عاجزی کے لئے خبردار ہو جسکے واسطے وہ فعل مقرر ہوا ہے۔ جیسے رکوع وسجود کے اذکار ہین از انجملہ یہ کہ وہ پکارکر ہوتا کہ مقتدی لوگ امام کا ایک رکن سے دوسرے رکن کیطرف رجوع کرنا جان جائین جیسے تکبیرات انتقال ہین۔ از انجملہ یہ کہ کوئی رکن یا حالت ذکر سے خالی نرہے جیسے تکبیرات انتقال واذکار قومہ وجلسہ ہین۔

وقال قبیله۔ اما الاذکار فلا بد من توقیته ایضا فان التوقیت اجمع لشملهم واطوع لقلوبهم وابعد من ان یذهب کل احد الی ما یقتضیه رایه حسنا کان او قبیحا۔ واما توزیع الرکعات علی الاعداد فمبنی علی آثار الانبیاء السابقین علی ما یذکر فی الاخبار انتهی کلامه مختصرا

اور اس سے تھوڑا سا پہلے کہا ہے کہ اذکار مین بھی تعیین چاہئے اس مین انکی پراگندگی سے جمعیت ہے اور انکے دلونکو تابع کرنا۔ اور اس سے دور رکھنا کہ ہر ایک اپنے رائے جاوے جو اسکا خیال (اچھا ہو یا برا) چاہے رکعات کو خاص خاص عدد پر منقسم کرنا سو انبیاء سابقین کی روش وطریق پر مبنی ہے چنانچہ اخبار مین مذکور ہے کلام حضرت شاہ ولی اللہ باختصار تمام ہوا

یہ کلام بلاغت نظام بلاریب قابل تسلیم واعتقاد ہے۔ اور اسپر ہمارا اعتقاد ہے اس مین وجوہات عقلیہ نماز کا خوب بیان ہے جو اہل ایمان کے لئے سبب اطمینان وموجب زیادت یقین وایمان ہوسکتا ہے۔ ہمنے اسیواسطے ان وجوہات کو بہ تفصیل نقل کیا ہے کہ معتقدین اسلام مسائل اسلام کی خوبی پہچانین اور تعلیمات محمدیہ کے اسرار کا نمونہ دیکھہ لین۔ ولیکن یہ وجوہات ایسے عقلی نہین جنمین نقل وتقلید صاحب شریعت کا دخل نہو۔ ایسے قطعی

نہین جنمین جو دخل عقل کی جگہ باقی رہی ہو بلکہ انکا تسلیم کرنا تسلیم چند امور پر (جو نقل و تقلید شریعت سے مستفاد ہین) موقوف ہی اور سوالات عقل کو ہنوز اسمین گنجائش ہے

وہ امور یہ ہین

(۱) حالت قرب کے حاصل کرنیکے لئے چند اقوال و افعال کو مقرر کرنا

(۲) ان اقوال کو چند الفاظ و عبارات خاص سے مخصوص کرنا

(۳) ان الفاظ کے لئے خاص خاص محل مقرر کرنا

(۴) ان الفاظ کی لئے خاص صفقہ جہر یا اخفا تجویز کرنا

(۵) ان فعال کے اعداد اتباع انبیا سابقین پر چھوڑنا

وہ سوالات اس قسم سی ہو سکتی ہین

(۱) ان اذکار کو ان الفاظ سی کیون مقرر کیا - کیا اس سے بہتر یا اسکی مثل کوئی اور لفظ نہ تھا

(۲) ان اذکار کو ان ہی افعال سی کیون مخصوص کیا - اذکار رکوع سجدہ مین کیون جائز نہوی اور اذکار سجود رکوع مین کیون تجویز نکئی گئی

(۳) بعض اذکار کو جہر سے اور بعض کو اخفا سے کیون مخصوص کیا - التحیات کو جہرًا پڑہنا کیون تجویز نہوا اور سورہ فاتحہ کو سراً پڑہنا کیون نہ ہوا

(۴) چہرہ کو خاک مین ملانا نوع تعظیم ہے تو تھوڑا سا سر جھکا کر زمین سے خاک اٹھا کر چہرہ کو مل لینا بجائی سجود کیون تجویز نہوا - اور فرش نفیس پر سجدہ کرنا جہان وہ مقصود حاصل نہین ہوتا کیون جائز رہا

جب ان خصوصیات نقل کو اس بیان مین دخل ہی اور ان سوالات عقل کا یہان موقع ہے تو اس بیان کو سمجھ کر ان لوگونکے جو عقل کو تابع نقل سمجھتے ہین اور انبیا کے بعض ما توکنون سمجھے بھی مان لیتے ہین کون مان سکتا ہے - نقل کو بشرط مطابقت عقل ماننے والا اس سے کب سناوینز کر سکتا ہی یہان ایک **سوال** وارد ہوتا ہے جو بادی النظر مین سخت و مشکل دکھائی دیتا ہے وہ یہ ہی کہ یہ مسائل اگر بدون پابندی نقل و تقلید صاحب شریعت سمجھ مین نہین آتے اور اسمین عقلی وجوہات کسی سی بن نہین سکتے - تو ہم مذہب اسلام کی خوبی سنو دیا عیسایونکو جو ہماری مذہب صاحب مذہب کے مقلد و معتقد نہوگئے کیونکر سمجھاوینگے اور انکو اسلام کی طرف کیونکر بلاوینگے

اسکا **جواب** یہ ہی کہ اگرچہ ہم بہت سے مسائل اسلام کی وجوہات عقلی سمجھہ نہین سکتے ولیکن اُن سے بڑھکر مسائل کے وجوہات کو ہم خوب سمجھتے ہین اور اچھی طور پر بیان کرسکتے ہین چنانچہ اسکے تشریح ہم صدر تقریر مین کرچکے ہین

پس جب ہم کسی مخالف ومنکر اسلام کو اسلام کیطرف بلاوینگے - اور محاسن اسلام اسکو سمجھاوینگے تو اُسکے سامنے مسائل نماز روزہ ووضو وغسل وتیمم جو پورے پورے ہماری سمجھہ مین نہین آتے پیش نکرینگے -

بلکہ اُنکو وہ مسائل اصول وفروع جنکو ہم خوب سمجھتے ہین اور اُنکی وجوہات عقلی بیان کرسکتے ہین بتاوینگے اور اُنکے ذریعہ سے اسلام کی خوبی انپر ظاہر کرینگے -

اور جب وہ ان معقول المعنی معلوم الوجہ مسائل کے ذریعہ سے حسن حقانیت اسلام کو مان جاوینگے تو ان مسائل کو جو عقل مین نہین آتے وہ خود تسلیم کرلینگے اور آجتک جس کسینے دین اسلام بلکہ ملل ومذاہب کا وانام کو (بزعم خود) تحقیقا اختیار کیا ہی وہ اس سے بڑھکر کچھہ نہین کرسکا - ایسا کوئی نہین ہوا جس نے کسی مذہب کے کل اصول وفروع پر احاطہ کرکے اس مذہب

داخل ہوکر اسکی کلی جزئی باتوں کو عقل کے مطابق کرلیا ہو -

پس جو بات کسی مذہب والے سے نہوئی ہو اور نہ ہوسکے وہ ہمسے کون طلب کرسکتا ہی - اور جب بات سے اسکا مذہب والے نہو اس سے اسلام پر الزام کیونکر آسکتا ہے اس امر کے زیادہ توضیح بحث اثبات نبوت مین ہوگی انشاء اللہ تعالے

اس بیان سے نیچر کو مذہب بنالے والون کے اعذار ودلائل کا جواب پورا ہوا - اور یہ امر بخوبی ثابت ہوا کہ شریعت کی بعض باتونکا عقل نہ آنا واجب التسلیم ہی نہ اس سے ہمارے قدیمی مخالفون (معتزلہ وغیرہ) کو انکار ہے اور نہ نیچر کو مذہب بنانے والون کو انکار کی گنجایش ہے

بالجملہ ہماری دلیل سیوم باتفاق کل صحیح ومسلم ہے یا یون کہئے کہ بالاتفاق مسلم ہونیکے لائق ہے

وباللہ التوفیق

باقی آئندہ

حصہ دوم

تتمہ مبحث کانشنس بضمن چند سوال وجواب

سوال (۱) اگر وجود قانون قدرت علاوہ اقرار دادل عقل تمہارے نزدیک شخص مقرر نہین تو پھر رہبر وہادی عقل جو اسکو خطا سے بچاوے اور اسکے بہکانے ہوئے باتونکی صحت وسقم کا معیار ہوسکے تمہارے نزدیک کیا چیز ہے؟

جواب وہ نبی ہی جو عقل کے لئے بمنزلہ چراغ ہے جو اندھیری کوٹھری مین آنکھ کی رہنمائی کرتا ہے۔

سوال (۲) اس نبی کی سچائی اور رہنمائی پر کیا دلیل ہے اور اسکی تصدیق کے کیا صورت ہے؟

جواب ہماری عقل ہی اسکی ہادی ہونے پر دلیل ہے اور اسکی تعلیمات کا عقل کے موافق ہونا اور اس نقص سے (جسنے عقل کو بے اعتبار کردیا ہے) خالی ہونا اسکی تصدیق کرتا ہے

سوال (۳) جب تمنے عقل کو صداقت نبی پر دلیل ٹھیرایا تو پھر تمپر وہی اعتراض لزوم تناقض یاد ور (جو تمنے مخاطب پر وارد کیا تہا) وارد ہوا

تقریر لزوم تناقض یہ ہے کہ پہلے تمنے عقل کو ادراک احکام مین بے اعتبار بنایا ہے پھر نبی کی سچائی ورہنمائی کے مین (جو منجملہ احکام ہے) اُسیکا اعتبار کیا۔

تقریر لزوم دور یہ کہ عقل کو ہدایت نبی کا محتاج ٹھیرایا۔ اور نبی کا ہادی ہونا تسلیم وتجویز عقل پر موقوف رکھا۔

جواب حل اول مین ہمنے عقل کو بے اعتبار ٹھیرایا ہے۔ اُسی مین بعینہ اسکا اعتبار نہین کیا۔ پس تناقض (جسمین وحدات ثانیہ وحدت محل وحدت شرط وحدت جزو کل وغیرہ کا ہونا شرط ہے) کہان متحقق ہوا۔ اسکی بے اعتباری تو جملہ احکام کے ادراک مین ٹھیرائی گئی ہے اور معتبری فقط ایک حکم تصدیق نبوت مین مسلم ہوئی ہے۔ اور اسمین اُسمین کچھ تناقض واختلاف نہین۔ ہوسکتا ہے کہ ایک چیز کی کل سے کسی حکم کی نفی ہو اور اُسکی جزو مین اسکا اثبات

تمثیلات

منطقی تمثیل

(۱) بصدق قولنا الزنجی لیس بابیض کل

مع صدق قولنا الزنجی اسود ای بعضہ
یعنے ہمارا یہ کہنا بھی سچ ہے کہ حبشی سیاہ
نہین ہوتا یعنے اسکا جسم سب کا سب ایسا
نہین ہوتا - اسلئے کہ اُسکے دانت وناخن سفید
ہوتے ہین - اور یہ بھی سچ ہے کہ حبشی کالا
ہوتا ہے یعنے ماسوائے دانت وغیرہ کے اسکا
بدن سیاہ ہوتا ہے

عام فہم تمثیل

(۲) یہ کہنا بھی سچ ہے کہ فلان شخص منطق یا فقہ
یا حساب نہین جانتا - یعنے اسکے جملہ مسائل
سے واقف نہین اسلئے وہ ان علوم مین
اعتبار کلی کے لائق نہین - اور یہ بھی سچ
ہے کہ وہ منطق وغیرہ علوم جانتا ہے یعنے
بعض مسائل سے واقف ہے اسلئے انمین اسکا
قول معتبر ہے

(۳) یہ چھری کاٹ نہین سکتے (یعنے لوہے کو)
سچ ہے - اسی کی نسبت یہ کہنا کہ وہ کاٹ سکتی
ہے (یعنے قلم کو) نیز سچ ہے
اب ہی بعینہ ہمنے عقل کے اعتبار و بے اعتباری
مین کیا ہے - جملہ احکام شرعیہ و تعلیمات نبویہ کے
بالاستقلال جان لینے مین اسکو بے اعتبار
ٹھہرایا ہے اور خاصکر تصدیق نبوت یا اسکے بعض
تعلیمات کے امتحان مین اسکا اعتبار کیا ہے
پس اسمین تناقض کہان پایا جاتا ہے

اسی تقریر سے اعتراض لزوم دور بھی اُٹھ سکتا ہے اور اسمین یون کہا جا سکتا ہے -

کہ عقل ہدایت نبی کے محتاج ہے تو تمام احکام
کے جاننے مین محتاج ہے - اور نبی کو عقل
کیطرف حاجت ہے تو فقط نبوت کے اثبات
مین ہے یا اپنی بعض تعلیمات کی صداقت
جتانے مین ہے جن سے وہ نبی کو نبی مان لے
اور اسکی تعلیمات کو اس نقص سے (جو اسکو
اپنی تجویزات مین پیش آتا ہے (یعنے غلط و ناقص
خالی جانکر اسکو حق جان لے) - اور کسی چیز
کا ایک بات مین کسیکا محتاج ہونا اور دوسری
بات مین اسکا اسی کیطرف حاجتمند ہونا جائز
و ممکن ہے -

تمثیلات

فلسفی تمثیل

(۱) ہیولے اپنے بقاء اور وجود مین صورت
کا محتاج ہے - اور صورت اپنی تشکل مین ہیولے
کی محتاج -

عام فہم تمثیل

(۲) دوربین اور آنکھہ ایک دوسرے کی محتاج ہین آنکھہ نہو تو دوربین کام نہین آتی - دوربین کے سوائے دور کی چیز کو آنکھہ دیکھہ نہین سکتے دوربین اپنی قوت کے اثبات اور اپنی صداقت رویت کے اظہار مین آنکھہ کے محتاج ہے - اور آنکھہ دور کے مشاہدہ و رویت مین دوربین کے محتاج

آنکھہ دوربین کو ان چیزون پر جنکو وہ خود دیکھہ سکتے ہے لگاکر اسکی قوت و صداقت کا امتحان کر لیتے ہی - پہراں چیزونکے مشاہدہ مین جنکے رویت سے خود عاجز ہے اور اپنی ذاتی طاقت سے اُن تک پہنچ نہین سکتی دوربین کے محتاج اور معتمد اور اسپر معتمد ہو جاتی ہے -

(۳) آنکھہ اور چراغ بھی اسمین یہی نسبت رکھتے ہین آنکھہ نہو تو چراغ کسی کام نہین آتا - چراغ کے سوائے اندہیری کوٹھری مین آنکھہ سے کام نہین نکلتا آنکھہ چراغ کی روشنی کا مشاہدہ و تجربہ کرکے اسکا رہنما ہونا ثابت کرتے ہے - پہر چراغ اسکا رہنما ہو جاتا ہے یہی نسبت بعینہا ہمنے عقل اور نبی مین تجویز کے ہے - اور ایک کے دوسرے کیطرف اسی قسم کے حاجت مسلم رکھی ہے

نبی نہو تو عقل سے ہم اُن اخلاق یا احکام کے (جو ثواب و عذاب اخروی اور رضا یا غضب الہی کے متعلق ہین) دریافت کرنیکا کام نہین لے سکتے -

عقل نہو تو نبی کا نبی اور ہادی ہونا پہچان نہین سکتے - عقل کے ذریعہ سے ہمنے نبی کو سچا جانا - اور اسکی بتائی ہوئی - دس - بیس سو دو سو ہزار دو ہزار باتونکا حق اور نفس الامر کے مطابق ہونا پہچانکر اسکو رہنما جان لیا - پہر عقل کو ان اخلاق کے جاننے مین (جنکو وہ پہنچ نہین سکتے اور اگر پہنچتی ہے تو اشتباہ و اختلاف مین رہتی ہے) اسکا محتاج قرار دیا - پس اسمین دور کہانلازم آیا

یہ جواب ہمارے مخاطب والا مناقب اختیار نہین کر سکتے اور اسکے ذریعہ سے اعتراض لزوم دور اور تناقض وہ اپنی تقریر سے اُٹھا نہین سکتے اسلئے کہ وہ اختلاف جہات توقف کے قائل نہین اور اسبات کے معتقد نہین کہ بعض باتونکے ادراک سے عقل انسانی عاجز ہے اور اسکے

جاننے اور ماننے مین پیغمبر کے محتاج و مقلد
بلکہ جیسے آپ عقل کو بلا استثناء ہادی کا
محتاج فرماتے ہین ویسے ہی علی العموم نبی کی
ہر بات کے سچائی حکم و شہادت عقل پر
موقوف ٹہیراتے ہین - پس وہ اس عموم
کی جانبین مین اعتبار کرنے سے وہ بات
نہین کہہ سکتے

(۳) **سوال** ان تقریرون سے اعتراض اول تناقض
و دور تو بے شک اٹھ گیا ولیکن اس سے ایک
اور **اعتراض** جو اس اعتراض سے بڑھکر ہے
پیدا ہوگیا

وہ یہ کہ عقل کو تمنے نبی سے وہ نسبت دی
ہے جو اونے منطقی یا محاسب کو ایک بڑے
منطقی یا حساب دان سے ہوتی ہے - یا آنکھہ
کو دوربین یا چراغ سے حاصل ہے - جس سے
یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کبھی عقل بدون رہنمائے
پیغمبر بھی ادراک احکام کر سکتے ہے جیسے
آنکھہ بدون معاونت دوربین بعض اشیاء
کو دیکھہ سکتے ہے - اور یہ بات تمنے صراحۃ
بھی کہدی ہے کہ نبی کی رہنمائی اور اسکی
بعض تعلیمات کی سچائی عقل اپنی ذاتی قوت
سے پہچان سکتے ہے اور یہ بات تمہارے
اصل مذہب کے (کہ عقل بدون رہنمائی پیغمبر
ادراک احکام مین استقلال نہین رکھتی
اور حسن و قبح اشیاء عقلی نہین ہے) مخالف
ہے

جواب یہ اعتراض اسکے خیال مین آئیگا جو
ہماری کلام کا مطلب نہ پائیگا - عقل کو آنکھہ
کے ساتھہ تشبیہہ دینے سے یہ لازم نہین آتا
کہ جن باتون نبی سے خصوصیت ہے (یعنے ادراک
احکام حلال و حرام متعلق ثواب و عذاب اخروی
و رضا و عتاب الہی) عقل اسکو جان لے جیسا کہ
آنکھہ کو یہ لازم نہین ہے کہ جن چیزون کا
دیکھنا دوربین سے مخصوص ہے (یعنے
دور کے چیزونکو دیکھنا) آنکھو آنکھہ دور سے
دیکھ لے - ہان اگر اس تشبیہہ سے عقل کا
بعض چیزونکو از خود جان لینا لازم آتا ہو
تو وہ انہین چیزون سے مخصوص ہے
جو ادراک عقل کے لائق ہین (یعنے ادراک
حسن و قبح بمعنی صفت کمال یا نقصان و بمعنی
مناسب یا مخالف طبع) جیسا کہ آنکھہ کے
لئے ان چیزونکا (جو طاقت چشم سے دکھائی

دیتی ہین اور دوربین کے محتاج نہین) دیکھنا
لازم ہے

رہا ہمارا یہ کہنا کہ عقل نبی کی رہنمائی اور اسکے
بعض تعلیمات کی سچائی اپنی قوت سے پہچان سکتے
ہے سو یہی اسبات کے منافی نہین اور ہمارے اصل
مذہب کے مخالف ہے ان چیزونکا ہمنے عقل سے
پہچاننا تجویز کیا ہے تو بعد ورود شرع اور ہمنے
پیغمبر کے کیا ہے۔ یعنے یہ کہا ہے کہ پیغمبر جو چراغ
ہدایت عالم مین روشن ہوا اور اسکی بعض
تعلیمات نے (جو ہماری عقل مین آتی ہین) ظہور
کیا تو ہماری عقل نے اپنی ذاتی قوت سے
جو بمنزلہ آنکھ کے ہے اسکی نورانیت
کو دیکھ لیا اور ان تعلیمات کی حقانیت کو پہچان
لیا۔ پس ہمین عقل کا بالاستقلال احکام
کو جان لینا اور نبوت اور تعلیمات کو قبل ورود
شرع و بعثت انبیا پہچان لینا کہان لازم
آیا اور ہمارے اصل مذہب کا خلاف
بسطح ہوا۔

یہ تب ہوتا جب ہم قبل بعثت و دعوت
نبی کے اصل نبوت یا تعلیمات نبوت کو عقل
سے جان لینے کے مدعی ہوتے۔ اور نہ
کسی ایسے پہاڑ کے (جہان دعوت نبی نہین
پہنچے) باشندگان کا ان چیزونکو عقل
سے جان لینا تجویز کرتے۔

اس امر کا تو ہماری کلام مین اشارہ بھی پایا
نہین جاتا پھر وہ اعتراض اسکی طرف کسطرح
متوجہ ہو سکتا ہے

اسی قسم کا یہان ایک اور **سوال** (۵)
ہے جس نے اہل مذہب نیچر کو دھوکہ مین
ڈال رکھا ہے وہ یہ ہے کہ جب عقل نے نبی
کی نبوت کو (جو اصل اصول احکام ہے) اپنی
ذاتی طاقت سے پہچان لیا اور ایسے بڑی
بھاری مہم کو فتح کر لیا تو پھر وہ احکام
شرعیہ عملیہ کو (جو نبوت کی فروعات ہین
اور اس سے وہ نسبت رکھتے ہین جو تنکا
پہاڑ سے رکھتا ہے) کیون پہچان نہین
سکتے اور ان احکام کی تشریع و تجویز مین
وہ کیون اہل چھوڑے جاتے اور عاجز
و نامعتبر خیال کیجاتے ہے

اسکا **جواب** بھی وہی ہے کہ یہ
اعتراض بھی قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔
عقل نے نبی کی نبوت کو از خود کہان جانا ہے

کہ وہ اسکے فروعات کو از خود جان لے -
نبوت کو اس نے بن بتائے نہین جانا -
نبی نے اُسکو اپنا نبی ہونا بتایا یا اپنی تعلیمات
کو ظاہر کیا تو اُس نے اپنی طاقت سے (جو
بتانے سے جان جانیکے لئے اسکو دی گئی
ہے) اُسکو پہچان لیا - اسکی اس بہادر
وفہمندی کا لازمہ ہے تو اسیقدر ہے کہ جسطرح
اُسنے نبوت کو بتانے سے پہچان لیا ہے
اسیطرح احکام وتعلیمات نبوت کو بتانے
سے جان لے -
اسکا لازمہ یہ نہین ہے کہ وہ احکام وتعلیمات
نبوت کو بن بتائے جان لے اور جو کام
نبی کرتا ہے وہ کرنے لگے -
یہ کہنا ایسا ہے جیسا آنکھ کی نسبت کوئی یہ
کہے کہ جس حالت مین آنکھ دوربین کو
(جو دور کی چیزین دیکھنے کے اصل اصول ہے)
دیکھ لیتی ہے اور اسی آنکھ سے اسکا دوربین
ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر وہ آنکھ دور کے
چیزونکو (جنکا دیکھنا دوربین کے فروعات
سے ہے) کیون نہین دیکھ لیتی - اور
دوربین کا کام خود کیون نہین دے سکتی

اور یہ کہنا جیسا ہے عقلا کو معلوم ہے
اس سوال کی غلطی کا منشا یہ
ہے کہ یہ لوگ نبی کے بتائی ہوئی باتونکو
عقل سے سمجھ لیتے ہین تو انکو اپنی ہی عقل
کا نتیجہ خیال کرتے ہین - اور چونکہ بالغیب
یہ سمجھنے لگتے ہین کہ ان باتونکو ہم فقط اپنی
عقل سے سمجھ رہے ہین - نبی نہوتا تو ہم
عقل ہی سے انکو سمجھ جاتے اور جو نبی
نے بتایا ہے وہی بتاتے
جیسے کوئی احمق دوربین مین دور کی چیز
دیکھکر یہ سمجھنے لگے کہ جو چیز دوربین مین نظر
آتی ہے یہ فقط ہماری آنکھ کی طاقت کا
نتیجہ ہے - دوربین نہوتے تو اس چیز
کو ہم فقط آنکھ سے دیکھ لیتے - مگر انکا
یہ خیال محال تب سچا ہو جبکہ وہ بدون استفادہ
وشاگردی نبی کے تعلیمات نبویہ کو عقل سے
بتا دین یا کسی ایسے شخص کی (جسکو تعلیمات
نبویہ نہ پہنچی ہون اور باوجود اسکے وہ
تعلیمات نبویہ پر مطلع ہوا ہو) نشان دہی کرین جیسے
آنکھ سے دوربین کا کام لینا تب سچا
ہو سکتا ہے جبکہ دوربین کو آنکھ سے جدا کرین اور خود دوربین

سے دیکھتے ہین وہ آنکھ سے دیکھکر بتا دین

سوال (۶) یہ تو خوب مدلل ہوا اور مسلم ہوچکا کہ عقل اصل نبوت یا بعض تعلیمات نبوت کو بن بتاے جان نہین سکتے اور ان معنی کر وہ استقلال انہین رکھتے ولیکن بتانے کے بعد جان لینے مین تو وہ استقلال رکھتی ہے اسلئے اصل نبوت یا بعض تعلیمات کے تسلیم کرنے مین وہ محض مقلد نہین بن جاتے اور اسکو وہ اسلئے نہین مان لیتے کہ وہ ارشاد نبی کو بحکم نبی واجب الانقیاد جانتی ہے۔ بلکہ اسکی تسلیم کر لیتی ہے کہ وہ اس دعوے کی سچائی و خوبی اسکی ذات مین دیکھتے ہے اور اسکو اپنی فکر سے پہچانتی ہے اور اسکے ماننے کو اپنی تجویز و فیصلہ سے واجب جانتی ہے۔ اور اسکا یہ فیصلہ و استقلال بھی تمہارے اصل مذہب کے (کہ حسن و قبح اشیا عقلی و ذاتی نہین اور عقل بالاستقلال حاکم نہین) منافی ہے۔

جواب ان معنی کر عقل کا استقلال اور حسن قبح اشیا مین اسکا حکم و ادراک ہمارے انکار کا مورد و محل نہین ہے۔ ہمارا انکار تو ورود شرع سے پہلے عقل کے حاکم ہونے اور حسن و قبح اشیا کے عقلی و ذاتی ہونے سے مخصوص و مفید ہے۔ چنانچہ اصل اول مین ہمنے قبل ورود شرع کی قید لگا دی ہے اور صاف تصریح کی ہے کہ عقل نہ بذات خود حاکم ہے نہ محض بیکار۔ قبل ورود شرع عقل اشیا پر حکم وجوب یا حرمت لگا نہین سکتے اور بعد ورود شرع محض مقلد نہین بنجاتے۔ بلکہ یہ تجویز کرتے ہے کہ اچھی چیز مین یہ خوبی تھی اسلئے شارع نے اسکا حکم دیا۔ بری مین یہ برائی تھی اسلئے اس سے منع کیا۔ دیکھو صفحہ (۶۵) و (۶۷) رسالہ نمبر سوم جلد ہذا۔

یہ ہماری تصریح اسبات پر شاہد صریح ہے کہ ہمنے جو کہا ہے کہ عقل حاکم نہین اسکے یہ معنی ہین کہ قبل ورود شرع حاکم نہین۔ اور جو کہا ہے کہ حسن و قبح اشیا عقلی نہین اسکے یہ معنی ہین کہ قبل ورود شرع عقل اسکو سمجھ نہین سکتی۔ اور جو کہا ہے کہ حسن و قبح اشیا ذاتی نہین اسکے یہ معنی ہین کہ اشیا بذات خود بدون بیان شارع اپنی حسن و قبح کی مظہر نہین ہوسکتی۔

بعد ورود شرع و بیان شارع عقل کا اشیا کے

حسن و قبح کو جان لینا اور انپر وہ احکام جو
نبی نے لگائے ہین اپنی طرف سے تجویز
کرنا اور اُنمین حاکم بنجانا یہ تو عین ہمارا
مذہب ہے پھر اسکا خلاف کیا معنی رکھتا ہی۔

سوال جس حالت مین نبوت یا بعض تعلیمات
نبوت کا بتانے سے جان لینا عقل کی ذاتی
قوت و قدرتی ملکہ کا نتیجہ ہے اور وہ اسمین
مستقل بالادراک مانی گئی ہے تو وہ بتانے
سے پہلے ان امور کو کیون جان نہین سکتے اور وہ
اپنے ذاتی ملکہ و قدرتی قوت سے کیون کام
نہین لے سکتی۔

جواب اسکے وجہ وہی ہے جو مادہ کے
بدون صورت اور آنکھہ کے بدون دوربین
اپنی ذاتی طاقتون سے کام نہ لینے کی وجہ ہے
جو مادہ کی ذاتی و قدرتی طاقت کے کام ہین
وہ مادہ تعلق صورت سے پہلے کر نہین سکتا۔
اور جو آنکھہ مین دوربین کے دیکھنی کے ذاتی
طاقت ہی وہ دوربین لگانے سے پہلے وقوع
مین نہین آتے۔

اسکی **عام فہم تشریح** باتنقیح یہ ہے
کہ انسان اپنی جبلت و فطرت مین علوم
و فنون کا مخزن ہے اور اسکے طبع مین
علوم کا مادہ موجود ہے ولیکن وہ ہیولانے
مرتبہ مین کچھہ نہین جانتا اور اپنی قدرتی
قوت و فطرتے ملکہ سے سب کچھہ جان نہین سکتا
کوئی ایسا نہین ہوا جو ماں کے پیٹ سے
عربی - فارسی - ہندی - انگریزی بولتا -
کپڑا سیتا - کتاب پڑھتا - تیر مارنا - طبابت کرتا -
اقلیدس کے اشکال کا ثبات وغیرہ وغیرہ
کام کرتا پیدا ہوا ہو - یا پیدا ہوکر اپنے آپ
بدون تعلیم سب کچھہ سیکھہ گیا ہو -
بلکہ سوے چند باتون کے (جیسے کہ انا -
پینا سونا نر کا مادہ کیطرف متوجہ ہونا
فضلات کا دفع کرنا) جو الہام سے بھی
وہ کر سکتا ہے اور اس الہام پر اکتفا کرنے
سے وہ چرند و پرند جانورون سے
بڑھ نہین سکتا سب کچھ وہ سیکھنے سکھانے
سے کر سکتا ہی گو اس سیکھنے کا مدار اسکا
وہی فطری ملکہ ہوتا ہے اسیطرح وہ ان
اخلاق کو جنکا علم تعلیم انبیا پر موقوف
ہی وہ ذاتی ملکہ سے جان نہین سکتا -
اگرچہ بعد بتانے کے وہ اسی ملکہ سے انکو

جانتا ہے

(۴) سوال نبی کی بتائی ہوئی باتونکو عقل کن دلائل سے حق جانتی ہے اور اسکی پہچان وسچائی کو کن اصول سے پہچانتی ہے - اگر وہ دلائل عقلی ہین تو کیا اسکے سمجھنے دلگانے مین عقل خطا نہین کرتی اور اسکی اس رائے پر مسٹر بکل کی وہ بات جو اس رسالہ کے صفحہ (۷۷) و (۸۱) و (۹۹) مین منقول ہوئی ہے صادق نہین آتی اور تمہاری ان دلائل کی جو تمنے خطا کاری وبے اعتباری عقل پر قائم کئے ہین وہ مورد نہین ہے؟

جواب اسکا تین مقدمات پر موقوف ہے جنکے تمہید جواب سے پہلے مناسب ہے -

مقدمہ اولی - باتفاق فریقین عقل جیسا کہ خطا کرتی ہے ویسی ہی مصیب بھی ہے اور اسکی معلومات جیسے کہ غلط وخلاف واقع

† ہمارا اس بیان کو کوئی اس بیان کے مخالف نہ سمجھے جو ہم نمبر ۴ مین عقل کے خطاکاری وبے اعتباری کی نسبت تحریر مین لا چکے ہین اسکی وجہ ہم ایک مستقل سوال کے جواب مین بیان کرینگے انشاء اللہ تعالے ۱۲ حاشیہ

ہوتی ہین ویسی ہی صحیح ومطابق نفس الامر بھی ہوا کرتے ہین جو یقینیات کہلاتے ہین

تمثیلات

(۱) اجتماع نقیضین محال ہے (۲) کل جز سے اعظم ہوتا ہے (۳) ایک دو کا نصف ہوتا ہے (۴) چار کا عدد زوج ہے اور ایک کا فرد (۵) آفتاب روشن ہے (۶) آسمان اوپر ہے علی ہذا القیاس

مقدمہ ثانیہ کل اور جز جمیع احکام مین مساوی نہین ہوتے اور قلیل وکثیر باہم برابر نہین

تمثیلات

(۱) سو من کی چیز کو ایک آدمی اپنی ذاتی طاقت سے اٹھا نہین سکتا اور اسکا ایک ٹکڑا وہی ایک آدمی اٹھا سکتا ہے

(۲) ایک آدمی کو بہت سے کام کسی خاص وقت یا محدود حالت مین بتا دین تو وہ کر نہین سکتا انہین کامون سے ایک دو بتاؤ تو بخوبی کر لیتا ہے -

مقدمہ ثالثہ وہ احتمال جو دلیل مین شک پیدا کرتا ہے اسکا بادلیل ہونا شرط ہے - مجرد احتمال جو دلیل سے پیدا نہو دلیل قطعی کو توڑ نہین سکتا

تمثیل

ہمنے آنکھہ سے زید کا مشاہدہ کیا پس تھوڑی
دیر آنکھ بندکرکے پھر اُسکو دیکھا تو بعینہ
وہی نظر آیا - اسمین یہ احتمال کہ جو زید ہمنے
پہلے دیکھا تھا وہ ایک آن مین معدوم یا ہوا
ہوگیا اور اسی آن مین دوسرا شخص اسسے صورت
کا موجود ہوگیا ہے ہماری اس یقین کو (کہ یہ
وہی زید ہے) اٹھا نہین سکتا اور ہمارے
مشاہدہ کو جو اس یقین کی دلیل ہے وہ رد
نہین کرسکتا -

جب یہ مقدمات ممہد ہوچکے تو اب جواب دیا
جاتا ہے کہ جن اصول و دلائل سے عقل نبی کے
رہنمائی اور اسکی بتائی ہوئی باتونکی سچائی
پہچانتی ہے وہ اصول قطعیات سے ہین
پس بحکم مقدمہ اولے خطا عقل کو اسمین کنجائش
دخل نہین ہے - اور چونکہ وہ معدودے
چند ہین اور جس محل مین وہ لگائے جاتے
ہین (یعنے نبوت یا اسکی بعض تعلیمات کے ثبوت
مین) وہ بھی محصور و معدود ہین اسلئے بحکم
مقدمہ ثانیہ انکی قلت اور اُنکی طرف عقل
کے پوری توجہ کے سبب وہ خطا کاری کا
ایسا احتمال نہین رکھتی جیسے جملہ احکام کا

عقل سے جاننا - اور وہ مسٹر بکل کی بات کے
ایسی مورد نہین ہوسکتے جیسے سب چیز دنیا کا عقل
سے جان لینا اسکا مورد ہے - یہی وجہ ہے
کہ جہان ہمنے کلام خصم پر مسٹر بکل کے بات
کو بطور اعتراض وارد کیا ہے وہان احکام کو
جملہ یا کلیہ کی قید† سے مقید کیا ہے - پھر باوجود
قطعیت دلائل اثبات نبوت ان مین مجرد
احتمال کہ عقل نے اسمین بھی خطا کی ہوگی
بحکم مقدمہ ثالثہ مضر قطعیت دلائل نہین
ہوسکتا ہے -

سوال (۹) وہ دلائل ایسے قطعی ہین تو
ادراک احکام مین وہی رہبر و ہادی عقل
کیون نہین ہوسکتے اور ان اصول کے
ہوتے عقلا ہدایت انبیاء کے کیون محتاج
ہین -

جواب وہ اصول باوجود قطعیت و صحت
ان احکام کے ادراک کے لئے (جو انبیاء سے
مخصوص ہین) کافی نہین ہوسکتے -
اور وہ اثبات رضا و عتاب الٰہی و ثواب عذاب
اخروی کر نہین سکتے -
انکا مفاد و نتیجہ اتنا ہی ہے کہ وہ واقعات عالم

† دیکھو صفحہ (۸۰) و (۸۱) و (۹۹) وغیرہ ۱۲

ناسوت کو ثابت کرین نہ یہ کہ سراسر عالم ملکوت پر (جنکا علم خواص نبوت سے ہے) اطلاع کا سبب ہوجاوین -

سوال (۱) وہ کونسے اصول ہین جو واقعات ناسوت کو ثابت کرتے ہین اور اسٹر عالم ملکوت پر اطلاع کا سبب نہین ہوسکتے - انکو مثال دیکر سمجھاؤ اور اُنکا یہ خاصہ جو بیان ہوا مدلل کر دکھاؤ

جواب از انجملہ یہ اصول ہین اجتماع نقیضین محال ہے - اور تناقض مستلزم کذب ہے اور کذب خلاف واقعہ ہوتا ہے - اور جسکے کلام مین تناقض پایا جاوے وہ سچا نہین ہوتا -

ان اصول کو عقل بخوبی سمجھتے ہے اور بناء علیہ جھوٹے کو جھوٹا اور سچے کو سچا جان لیتی ہے - اُنہین سے وہ اپنی کارروائی نحو (جنمین اُسکا کوئی رہبر و ہادی نہین ہوتا اور انمین اختلاف و تناقض پایا جاتا ہے) غلط سمجھتے ہے اور انہین کے رو سے نبی کی رہنمائی اور اُسکی بتائی ہوئی باتونکی سچائی پہچان لیتی ہے - ولیکن باایںہمہ وہ ان اصول سے ہزارون سچی باتین عالم ملکوت کی (جنکا علم انبیاء سے مخصوص ہے) پہچان نہین سکتے - **باقی آئندہ**

شکریہ و شکایت

انرائیل سید احمد خان صاحب سی ایس آئی اور اُنکے حواریین کے ہم دل سے شکرگذار ہین کہ وہ کسی نہ کسی پیرایہ مین ہمکو مخاطب فرماتے ہین اور اس خطاب کے ذریعہ سے ناظرین پرچہ تہذیب الاخلاق کو ہمارے رسالہ اشاعۃ السنہ کی مطالعہ کیطرف توجہ دلاتے ہین جسکے سبب سے بہت ناظرین تہذیب ہمارے رسالہ کو شوق سے لینے لگے ہین - اور کئی اُنمین سے تہذیب الاخلاق کی تقلید چھوڑ کر حق کیطرف مائل ہوگئے ہین ہم اس امر کو سبکم کان یھدی اللہ بک رجلا خیر لک من حمر النعم ازبس غنیمت و کامیابی جانتے ہین اور اسمین جناب ممدوح کا احسان مانتے ہین - ایک بڑی بہاری وجہ سپاس و ستائش جناب کے یہ ہے کہ جو باتین ہمنے آپ لوگونکی نسبت نمبر سوم و چہارم اشاعۃ السنۃ کے صفحہ

(۶۶) و (۸۲) و (۱۰۶) و (۱۰۷) و (۱۰۹)
و (۱۲۲) وغیرہ مین لکھی ہین کہ یہ لوگ بہت
سے احکام شرع کو دین سے مٹاتے ہین
اور بعض احکام کو ہنسی مین اُڑاتے ہین -
بہشت کو چکلہ کہتے ہین - معجزات انبیاء سے
منکر ہین - ملائکہ اور جبرئیل کو سوائے قوت یا خیال
کے کچھ نہین سمجھتے - نبوت و پیغمبر کو بجز
نتیجہ عقل و فکر کچھ نہین جانتے - فرائض پیغمبری
خود ادا کر رہے ہین اور تھوڑے زمانہ مین دعوے
نبوت کرنیکو مستعد ہین"

ان سب باتونکو آپ اور آپکے احباب نے کھلا
تسلیم کیا ہی اور میرے بیان و خیال کو اچھی طرح
تصدیق کیا - چنانچہ صفحات (۲۴) و (۲۶)
و (۵۰) و (۵۱) و (۵۶) و (۶۱) وغیرہ تہذیب
الاخلاق اور صفحہ (۴۳۴) و (۴۳۵) سفیر ہند
(جسمین جناب ممدوح کے ایک خلیفہ کا مضمون
مندرج ہے) ان باتونکے ثبوت پر شاہد صریح
ہین -

از انجملہ ایک دو فقرہ مین اسمقام مین تشویق
ناظرین کے لئے نقل کرتا ہون - بقیہ کے
تفصیل میری آئندہ پرچون مین ہوگی -

انشاء اللہ تعالے

تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ مین آپنے
ایک مضمون لکھا ہی جسمین جملہ احکام معاملات
مخاصمات - عادات وغیرہ کو دین سے خارج
کیا ہی - اسکے صفحہ (۲۴) مین اونچی ازار
پہننے کا خاکہ اُڑایا ہے اور صفحہ (۲۶) مین
حقیقت جبرئیل سے (جو اسلام مین مقرر ہے)
ان الفاظ سے انکار کیا ہے "جو درحقیقت
اس ملکہ کے محرک تہین جسکو ملکہ نبوت یا ملکہ
وحی یا جبرئیل امین سے تعبیر کیا جاتا ہے"
تہذیب الاخلاق ماہ رجب کے صفحہ (۵۰) مین
آپکے ایک خلیفہ صاحب نے لکھا ہی" - اس
انیسوین صدی کے تو پیغمبر و معجزے یہی ہین
کہ محققین اور حکماء قوانین فطرت کو دریافت
کر کے اہل دنیا کو خدا کا جلال اور قدرت
دکھاوین کہ اسکے آگے معجزات انبیاء کی
کیا حقیقت تھی کہ وہ شان کبریائی دکھاتے -
معجزات حقیقت مین ایک بہان مبنی کا ساماگر
تہا جسمین سب کچھ تہا اور کچھ نہ تہا -
حقیقت مین غور سے دیکھئے تو سارے
الہامی مذہب نیچر کے بدعتی فرقہ ہین -

جب مذہب نیچر کے خلاف ایک طوفان بدعتوں کا
برپا ہوا تو کوئی دانشمند جسکو پیغمبر کہو یا اوتار
اس بدعت کے دور کرنیکے واسطے ایک
مذہب ایسے نیچر یہ مذہب کے اصول پر قائم کرنا چاہا
اسکے صفحہ (۶۱) مین آپ فرماتے ہین۔
"قدیم اصول یہ ہے کہ خدا کی عظمت و قدرت
اسمین ہے کہ وہ پانی سے آگ اور آگ سے
پانی کا کام لے سکتا ہے۔ جدید اصول یہ ہے
کہ اسمین خدا کی قدرت مین بٹا لگتا ہے"
ولیکن باوجود اس سپاس و ستایش کے
چند امور کے سبب آپسے شاکی بھی ہین
(۱) یہ کہ آپ ہمارے جواب خطاب مین سلسلہ
کلام و ترتیب مرام کا لحاظ نہین فرماتے اور
جن امور کو ہمنے متنازع فیہا قرار دیا ہے اور
نمبر ششم مین انکو مشخص و معین کر دیا ہے
انمین قلم نہین اٹھاتے۔ کبھی کوئی بات
اڑتے پڑتے کہدیتے ہین۔ کبھی کوئی
ذکر سنا دیتے ہین۔ کبھی وہابی بدعتی کا ذکر
کبھی نیچر کا ترجمہ۔ کبھی ٹخنے سے اونچی ازار
کا بیان۔ کبھی خدا کے جبل طور اٹھانے کا عدم
امکان۔

(۲) اس بے ترتیبی کے ساتھ بھی جو کچھ لکھتے
ہین اسمین بھی جس رد و عادی و اپنے خیالات
کے اظہار پر اکتفا کرتے ہین۔ انکا ثبوت
و تشریح جیسے کہ ہم چاہتے ہین قلم مین نہین لاتے
مسئلہ نیچر ہی کے ثبوت کو خیال کر لو اسمین آپنے
دو دفعہ قلم اٹھائی ہے اور آپکے ایک خلیفہ
نے ایکدفعہ خامہ فرسائی کی پر کسی صاحب نے نیچر
کی حقیقت کی تشریح کی ہے اور نہ اسکے ثبوت
پر کوئی دلیل قائم کی ہے۔ سبھی صاحب مناقب
و فضائل نیچر بیان فرماتے ہین۔ ہمارے اس
سوال کا (کہ وجود نیچر جسمین تصرف و قرارداد
عقل کا دخل نہو کہان مشخص ہے؟ اور اس سے
استنباط احکام حلال و حرام نماز روزہ حج
زکوۃ۔ نکاح۔ طلاق وغیرہ کیونکر ممکن و
متصور ہے؟) جواب کوئی صاحب نہین دیتے

(۳) باوجودیکہ آپ لوگ تہذیب کے مدعی ہین
اور بزعم خود اس دیار مین آپ ہی اسکے
بانی مبانی پھر اسکی رعائت اپنی تحریرون
مین نہین کرتے۔ اور اپنے مخاطبین اور
اُنکے گروہ کو تمسخر و توہین سے یاد فرماتے
ہین۔ مضمون انشاءاللہ۔ و تحقیقات مذہب

تہذیب الاخلاق و مضمون سفیر ہند مذکور سے
اس بیان پر شاہد ہے

پس بعرض ان شکایات کے ہم بڑے ادب سے
ملتمس ہین کہ آپ ان باتون کیطرف توجہ فرماوین
ہماری باتونکا جواب حسب مدعا دے دین - اور
اپنی اور اپنی خلفاء کے اقلام کو نا ملائم الفاظ کی
تحریر سے بچاوین

معذرۃ وموعدۃ

تہذیب الاخلاق بابت ماہ جمادی الثانیہ و بابت
ماہ رجب کے جملہ مضامین مین ہمکو کلام ہے اور خاصکر
مضمون مذہب و معاشرت (جو اکثر احکام
شرعی کا ناسخ و مبطل ہے) اور مضمون معجزہ و
کرامت (جنمین خوارق انبیاء سے انکار ہے
اور رقیہ سنت نبویہ کی ہنسی) اور مضمون مذہب
انسان کا امر طبعی ہے (جسمین
آپنے کفر و اسلام کو ایک کر دیا ہے اور صورت وخیال
پرستی مین انبیاء کو ہمسر مشرکین بنایا) اور مضمون
مذہبی خیال (جسمین اصول نبویہ کو اصول
جاہلیہ بتایا ہے اور اصول نچریہ کو اصول نبویہ)
مین ہمکو بتفصیل بحث نظر ہے - ولیکن چونکہ
ہم خود یک انار و صد بیمار کے مصداق ہین

اور ہمارا رسالہ ایک مقدار مخصوص مین محدود
ہے - اسلئے ہم سبھی مضامین سے یکبارگی
بحث نہین کر سکتے - بلکہ ہر ایک سے بتدریج
و ترتیب شیئاً فشیئاً بحث کر سکتے ہین -
ناظرین صبر کو کام مین لاوین یا ارسال زر
چندہ مین ہمتو نکو بڑھاوین - ہم زیادہ تکلیف
نہین دیتے جو جو کچھ سب صاحب پہلے مقرر کر چکے
ہین - اسیکا مطالبہ کرتے ہین -
اگر اس رسالہ کی آمدنی کم سے کم ایکسو روپیہ
ماہوار ہو جائے تو ہم بجاے دو جزو چار
جزو کا رسالہ نکالین اور ایک اپنا نائب لازم
رکھکر حساب و کتاب و جوابات مراسلات وغیرہ
امور متعلقہ رسالہ مین (جو ہمارے گلوگیر ہین)
اس سے مدد لین - اور آپ اسی کام مین ہمہ تن
مصروف ہو جائین -
اس پرچہ کے ناظرین و خریدار بہوپال وغیرہ بلاد مین
ایسے بھی ہین کہ اگر وہ اکیلے اسقدر ماہوار کو اپنے ذمہ
اٹھالین تو استطاعت رکھتے ہین - ولیکن
ہم نہین جانتے کہ باوجود ہماری ہمیشہ کی شکایت
کی انکو اسطرف کیون توجہ نہین ہوتی -
اور ہوگی تو کب ہوگی -

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہشتم — جلد دوم

بابت ماہ شعبان ۱۲۹۶ ہجری مطابق اگست ۱۸۷۹ء

جو دو حصون پر منقسم ہے

حصہ اول مین تتمہ جواب سوال عاشر ہے جسمین مقدمات اثبات نبوت سے بحث ہے

حصہ دوم مین تہذیب الاخلاق کے مضمون مذہب معاشر کا جواب ہے

منجانب ابو سعید محمد حسین لاہوری

استیشار معہ الحھاسبب انتشار تہذیب الاخلاق در این عصار

ہماری بعض احباب مشورہ دیتے ہین کہ تقلدین کی بحث والزام کو چند روز یک لخت ملتوی کیا جاوے اور دونون جزو رسالہ (جسکا دو جزو مین محصور و محدود ہونا مشیت ایزدی و خریداران نادہند کی عدم توجہی سے ناشی ہی) اہل نیچر ہی کے الزام مین لگایا جاوے - دلیل انکی اس رائے پر یہ ہی کہ تقلید ناجائز (جو تقلید بمقابلہ نصوص اور التزام تقلید مجتہد معین سے عبارت ہے) تو اب مضمحل ہو گئی ہی اور اسکی حمایت و اعانت سے مقلدین نے خاموشی اختیار کی ہے - لہذا اسکی نفی و ابطال مین اب قلم اٹھانے کی چندان حاجت باقی نہین رہی - اور مذہب نیچر کے ابطال مین آجکل کوئی اخبار یا رسالہ مستقل (سوا ہی اس رسالہ شاعۃ السنہ کی) شایع نہین ہوتا اور ضرر اس مذہب کا بعلمون مین پہیلتا جاتا ہی **اسکی وجہ یہ نہین** (جیسا کہ مقلدین تہذیب الاخلاق خیال کرتے ہین) کہ تہذیب الاخلاق (اس مذہب کے معدن و منبع کے مضامین حق ہوتے ہین اور وہ پر زور دلائل سے مدلل - اسلئے وہ دلون پر فوراً اثر کرتے ہین

مطبع مصطفائی لاہور

بلکہ وجہ اسکی یہ ہی کہ آزاد منش لوگ (جنکی بہیمیت اسکلی ملکیت پر غالب ہے) قید شریعت سے آزادی چاہتے ہین اور جو کچھ انکا نفس امارہ چاہی اسمین وہ خود مختاری پسند کرتے ہین - اور برطبق افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ کہانے پینے پہننے سونے جاگنے بولنے سننے وغیرہ لذات کے حاصل کرنیمین وہ ہوائے نفس کے تابع ہونا شعار رکھتے ہین - اور کتاب تہذیب الاخلاق مبتدیان ۱۲ نے (جسنے صدہا قیود احکام شریعت کو فقط ایک مضمون (مذہب و معاشرت) سے مکلفین کے پاؤن سے نکال دیا ہی - اور انتم اعلم بامور دنیاکم کے غلط معنی بتاکر آزاد منش لوگونکو ہوائے نفس کے گھوڑی پر سوار کر دیا ہی - اور حقیقت اسلام کو فقط اعتقاد توحیدات ثلثہ (یعنے توحید ذات توحید صفات توحید عبادت) مین منحصر کرکے ان توحیدات کی اقراری کو (گو وہ کیسا ہی فاسق احکام شریعت سے خارج ہو - نماز نہ پڑہے روزہ نہ رکھے زکوۃ نہ دے حج نہ کرے - شراب پیتا کرے) دوزخ کی آگ سے بیڈر کر دیا) آزاد منشون کو قید شریعت سے آزاد کر دیا ہے اور کہانے پینے پہننے سونے نفسانی لذات کے حاصل کرنیمین خود مختار بنا دیا ہے - پس وہ اسکے مضامین خبر ۱۲ کو ہوائے نفس کے موافق پاتے ہین تو اسکو آنکھون سے لگاتے اور بلا تحقیق و تامل اسپر ایمان لاتے ہین آپ نے تو ہنوز اعتراف توحید یا وجود باری کو جزء اسلام و شرط نجات ٹہیرایا ہے - اگر کوئی اس قید کو بھی اڑا دے اور خدا کے وجود ہی سے انکار کرے تو اسکی بات کو اکثر ہوائے نفس زیادہ مانین - اور اسکے اتباع آپکی نسبت زیادہ ہو جاوین **پنجاب مین یہ** بلا پھیلنے لگی ہے - ایک ہندو فقیر نے اہبات کیطرف دعوت شروع کی ہے جسکا اتباع صدہا نفسانی مسلمانون نے اختیار کر لیا ہے اور ایک حصہ مسلمانان ضلع گورداسپور اسکے ساتھہ ہو گیا ہے **برھم سماج** بھی اسکے نظیر ہو سکتے ہین - وہ آپ سے بڑھکر آزادی دیتے ہین تو انکا اتباع مسلمان بھی اختیار کرتے جاتے ہین - اور مقلدین تہذیب کا یہ گمان (کہ تہذیب کا دلونپر اثر پر زور دلائل کے سبب سے ہے) محض غلط ہے اسکے اکثر مضامین پر نہ زور دلائل تو کیا کوئی ضعیف دلیل بھی قائم نہین ہوتی - اکثر جگہہ مجرد خیالات

ہی پائے جاتے ہین جو جبلی حکم کہلاتی ہین - چنانچہ مضمون مذہبی خیال اسپر شاہد ہی - پس اسکی وجہ تاثیر بجز اسکے کہ وہ ہمارے نفس کے موافق ہی اور کیا بن سکتے ہے - ہان ایک وجہ اسکے یہ بھی خیال مین آتی ہی کہ حب جاہ و تحصیل مال و دنیا اکثر لوگون کی نسبت جبلی امر ہی - چنانچہ والحضرت الانفس الشح وانہ لحب الخیر لشدید اسکی طرف مشعر ہی - اور جبکہ بانی مذہب نیچر از ابل سید احمد خانصاحب بہادر کو جاہ و جلال دنیا مین غایت قصوی تک عروج ہوگیا ہی - یہانتک کہ بلقب سی ایس آئی و آنریبل گورنمنٹ کیطرف سے ملقب ہوئے اور ویسرای و گورنر جنرل انڈیا کی کونسل کے ممبر بن گئے تو اکثر لوگ کوتاہ اندیش اس خیال سے بھی اُنکے خیالات و مقالات کے مقلد ہوتے جاتے ہین کہ اُنکی متابعت و موافقت سے ہم بھی یہ رتبہ حاصل کرین یا اُنکے سلسلہ مین داخل ہوکر اُنکے درجہ سے قریب جا پہنچین - بہرحال اس مذہب کے ضرر کی شناعت کی نظر سے ان لوگونکی یہ رای ہی کہ بالفعل یہ رسالہ تمام و کمال انہین حضرات کی نذر کیا جاوے

راقم لی رائے اسمین یہ تھی کہ چندہ دہندگان سب کے سب اپنا اپنا پورا چندہ بھیجتے رہین تو اس رسالہ کے چار جزو کر دیے جاوین - دو جزو مین مقلدین ہی بحث و خطاب رہی - اور دو جزو مین نیچریہ کا جواب - مگر یہ صورت محال نظر آتی ہی اور حضرات نادہندگان سے وعدہ خلافی نہین چھوٹتی - لہذا مجبور ہوکر ہمنے اس رای سے موافقت کرلی ہے - جو صاحب ناظرین اشاعۃ السنہ کے ممبر ہون خواہ عامہ خریدار رعایتی ہون خواہ منفعت کے نظار اس رائے کو پسند فرماوین وہ اپنے توافق سے اطلاع دین - اور جنکو یہ رای ناپسند ہو وہ باظہار تخالف ہمارے عذر و دلیل کا جواب دین - جس بات کو کثرت رائے یا قوت دلیل سے ترجیح دی اسپر عمل ہوگا ——————

خدا تعالی اور ہنومان

کی قدرت یا قوت مین فرق کرنے مین غلطی

اللہ تعالی نے اپنی کلام مجید مین فرمایا ہی ——	واذ نتقنا الجبل فوقہم کانہ ظلہ - اعراف ع ۲۱

ہمنے کوہ طور زمین سے اٹھا کر بنی اسرائیل کے سر پر سائبان کی طرح کر رکھا تھا - اسکو رد مین جناب انزائیل سید محمد صاحب بہادر تہذیب الاخلاق جلد ۱۰ عدد ۲ صفحہ ۹۰ مین فرماتے ہین کہ "یہ خلاف عقل ہی اگر ہم اسپر یقین کرین تو ہمکو سبہات سے کہ خدا تعالے کی قدرت ہر شیٔ پر ہی ہمکو ان چیزون کی لمبائی مین پہاڑ اٹہائی تھی انکار کرنیکی کوئی وجہ نہین ہی"

ہمارے نزدیک یہ بڑی غلط فہمی ہی ہمکو ان کے پہاڑ اٹہانے سے نہین انکار ہی اسکی وجہ یہ ہی کہ وہ خلاف عقل و محال ہی اور دائرہ امکان سے خارج بلکہ اس انکار کی وجہ یہ ہی کہ ہمارے نزدیک ہمکو ان خدا نہین ہی اور نہ خدا کی ایسی مخلوقات سے جنمین پہاڑ اٹھانیکی طاقت ہی چنانچہ جبرئیل وغیرہ ملائکہ مقربین کی طرف سے ایسی طاقت کا ہونا اہل اسلام و اہل کتاب کے مسلمات سے ہی - اگر کوئی ہمکو یہ کامل معاند اللہ خدا ہونا ثابت کر دے یا اسکے فرشتہ ہونیکا اثبات کر دے ومع ذالک اس قصہ کا وقوع بہی ایسی سند سے جیسے کوہ طور کے اٹھانے مین پائی جاتی ہی ثابت کر دکھا دے تو پہر اسکی تسلیم اسپر یقین کرنے سے کون مانع ہی - اور اگر جناب ممدوح پہاڑ کا ہوا مین معلق رہنا محال جانتے ہین اور خدا تعالی کو اسپر قادر ہونے سے عاجز سمجہتے ہین تو ہمارا اس آیت مین کچہ تحریف یا تاویل کرتے ہین تو پہلے بحکم ثبت العرش ثم النقش اسکے محال ہونے کے دلایل قائم کرین پہر خدا تعالے کو اس سے عاجز سمجہکر اسکی کلام مین تاویل کو راہ دین بدون اثبات استحالہ مطلوب ہاتہ مین تاویل و تحریف کرنا کفر و الحاد کا دروازہ کہولنا ہی - چنانچہ آپکے پیارے ہی مصداق محمد یحیی مولوی تہذیب صاحب نے بڑی شد و مد سے سبہات کو مضمون نمبر (۱۰) تہذیب الاخلاق مین ثابت کیا ہی اور آپ نے اسکو مضمون نمبر (۱۲) مین تسلیم و تصدیق فرمایا ہی - اسی نظر سے امام رازی نے تفسیر کبیر مین سوا قصہ سے انکار کرنیکو الحاد فرمایا ہی چنانچہ کہا ہی -

الثالث من الملاحدۃ من انکر امکان	سخت سوم یہ کہ ملحدون نے جو جہل پہاڑ کے ہوا مین ٹہیرنے
وقوف الثقیل فی الهواء بلا عماد - واما الارض	سے انکار کیا ہی اور زمین کی نسبت کہا ہی کہ وہ ہوا مین اسلیے ٹہہری
فقالوا انها وقفت لانها بطبعها طالبة	ہوی ہی کہ وہ بالطبع مرکز کی طالب ہے انکی سبہات کے فساد پر ہماری
للمرکز فلاجرم وقفت فی المرکز و دلیلنا علی	یہ دلیل ہی کہ خدا تعالے کل ممکن چیزون پر قادر ہی اور یہ جہل
فساد قولهم انه سبحانه قادر علی کل الممکنات و	چیز کا ہوا مین ٹہیرنا ممکنات سے ہی - ان باتون کی پوری
وقوف الثقیل فی الهواء من الممکنات فوجب ان یکون	تقریر کتب اصول یعنی کلام وغیرہ مین ہی
اللہ قادرا علیہ و تمام تقریرها فی کتب المقدمین	

راقم ابو سعید محمد حسین گڑھی

حصہ اول

تتمہ جواب سوال عاشر

منجملہ سوالات متعلق مبحث کانشنس جو صفحہ ۱۲۱ مین ناتمام رہا تھا

تنظیر

اسکی پوری مناسب نظیر یہ ہے کہ ہم ایسی قسم کے عقلی اصول سے کسی ڈاکٹر یا طبیب کی سچائی اور فن ڈاکٹری مین اسکی پیشوائی پہچان سکتے ہین ومع ذلک ان اصول کے ذریعہ سے خود ڈاکٹری کے اصول و فنون کو (جو ڈاکٹر سے مخصوص ہین) جان نہین سکتے۔

ایسا ہی ہم اور صناعات (جیسے تار برقی کے ذریعہ سے خبر پہنچانا - ریل گاڑی چلانا - سونا - چاندی کھرا کھوٹا پہچان لینا - سونے لوہے - لکڑی - کپڑے کی چیزین بنا دینا)

† از انجملہ یہ کہ جیسی حالت ہماری طبیعت کی ڈاکٹر بتاتا ہی ویسی ہماری طبیعت مین پائی جاتی ہی - اور جو دوا وہ تجویز کرتا ہی وہ ہماری طبیعت کے موافق ہوتی ہی - نہ اسکی کلام کو ہمارے حالات سے تخالف ہوتا ہی نہ اُسکی ایک بات کو دوسرے سے تناقض - پس ان باتون سے اسکو سچا ڈاکٹر جان لیتے ہین اصول و فنون ڈاکٹری سے کچھ خبر نہین رکھتے - **حاشیہ**

ماہرین کی سچائی اور ان فنون مین رہنمائی عقلی اصول سے پہچانتے ہین - مگر ان اصول سے خود ان فنون کو نہین جانتے اسیطرح ہم ان عقلی اصول سے نبی کے سچائی و رہنمائی کو جو عالم ناسوت کے واقعات سے ہے جان لیتے ہین - ولیکن ان اصول سے احکام شرعیہ نبویہ کو جو عالم ملکوت سے تعلق رکھتے ہین از خود جان نہین لیتے -

اسکا سبب اور سبب حقیقت نبوت اور اسکے خواص کے بیان سے معلوم ہو سکتا ہے سو قلم مین آتا ہے - اور یہ وہ مبحث **اثبات نبوت** ہی جسکا ذکر صفحہ (۱۱۰) و (۱۹۵) وغیرہ مین گذر چکا ہی اور کئی مسائل کا ثبوت اسپر حوالہ کیا گیا ہی - فاقول بتوفیق اللہ و توقیفہ وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی و فیہ رجیتی و علیہ اعتمادی و بہ ثقتی -

حقیقت نبوت اور اسکی خواص کا بیان چند **مقدمات** کی تسلیم پر موقوف ہی - از انجملہ بعض مقدمات بمنزلہ علوم متعارفہ یا اصول

مبحث اثبات نبوت

موضوعہ ہین یعنی بداہت عقل سے ثابت
ہین - یا فریقین کے نزدیک مسلّم - اور
بعض جو نظری یا مختلف فیہ ہین وہ بدلائل
ثابت کئی جاتے ہین -

مقدمہ اولی - صانع عالم اور اسکا مدبر متصرف
(جسکو بلفظ اللہ - یا خدا - یا یہوا - یا نرنکار - یا گاڈ
مختلف زبانون مین تعبیر کرتے ہین) موجود
ہے - اور اپنی ذات سے قائم اور کل عالم کا
قیوم یعنی سبب قیام -

ہرچند یہ مقدمہ ہمارے مخاطبین (اصلی نیچر
لسٹ یا اُنکے اتباع نیچری مدعیان اسلام
یا برہم و دہرم وغیرہ) کے نزدیک مسلم ہے -
لیکن اس زمانہ مین ایسی تحقیق کی ہوا چل رہی
ہے کہ جو اُس صانع کے قائل ہین وہ بھی
اسکے وجود پر دلیل پوچھتے ہین - اور اپنے
اس ایمان و تسلیم کی زیادتی و طمانیت چاہتے
ہین - پس بنظر افادہ ان لوگونکے استقام
مین ایک دلیل منجملہ دلائل اثبات وجود صانع
بیان کیجاتی ہے - وہ یہ ہو کہ عالم کے اشیاء
مین سے ہم جس چیز پر نظر ڈالتے ہین یا اُسکو سونگھتے
ہین یا ناتہ سے چھوتے ہین یا کان سے
سنتے ہین یا زبان سے چکھتے ہین اسکو
بصفت امکان موصوف پاتے ہین - یعنے
نہ اسکے وجود یعنے ہونیکو ضروری دیکھتے ہین
نہ اسکے عدم یعنی نہونے کو ضروری سمجھتے ہین
نہ اُسپر یہ حکم لگا سکتے ہین کہ اسکے لئے ہونا ضرور
ہے اور وہ اسکی ذات مین قائم نہ رہ سکتے ہین
کہ نہونا اسکا ضروری ہے اور اسکا ہونا محال
وممتنع -

اسکے نہونے کو اسلئے ضروری نہین سمجھتے
کہ اسکو ظاہرًا موجود دیکھتے ہین اگر نہونا اسکے
لئے ضروری ولازم ذاتی ہوتا تو وجود
اسکی طرف کبھی راہ نپاتا - اسکے ہونے
سے ہم یقین کرتے ہین کہ نہونا اسکے
لئے ضروری نہین ہے

ہونا اسلئے ضروری نہین سمجھتے کہ کبھی
کبھی اسمین نہونا بھی مشاہدہ کرتے ہین
ایک دفعہ سابق مین اسکے وجود سے
پہلے ہم نہونا دیکھہ چکے ہین - اسوقت
جبکہ ہم تھے اور وہ چیز نہ تھی - جسکو ہم
عدم سابق سے تعبیر کرتے ہین - اور ایک
دفعہ اسکے وجود کے بعد اسمین نہونے کا مشاہدہ

دلیل اثبات وجود صانع

کر چکے ہین - جب اسکو موجود ہوکر معدوم ہوتا دیکھ چکے ہین - جسکو ہم عدم لاحق سے تعبیر کرتے ہین -

اس عدم سابق و لاحق سے ہم یقین کر لیتے ہین کہ ہونا اسکے لئے ضروری و لازم ذاتی نہین - و مع ذلک اسکو موجود دیکھتے ہین تو اسکے وجود کا مخزن اور سبب جسنے اسکو وجود عطا کیا - اور اسکو عدم پر ترجیح و غلبہ دیا تلاش کرتے ہین - پس اگر اس مخزن کو ویسا ہی ممکن الوجود (جسکا ہونا نہونا دونون ذاتی نہون) تجویز کرتے ہین تو عالم کا وجود مین آنا محال سمجھتے ہین نہ وہ ممکن الوجود اپنے آپ وجود مین آئیگا نہ کسی اور چیز کا مخزن و سبب ہوسکیگا -

اور ایسی چیز جسکے لئے ہونا ضروری ہے اور اسکو ممتنع الوجود کہا جاتا ہے خود مخزن ہونیکے لائق نہین ہے - پس لاچار و باضطرار ایسے ذات کا مخزن ہونا ضروری سمجھتے ہین جسکا وجود ذاتی ہے - اور اسکے ذات کے لئے لازم و ضروری - اسیکو ہم صانع و خالق واللہ و خدا -

کہتے ہیں

شاید اس دلیل پر دہریہ یا تناسخیہ **اعتراض** کرین کہ اس دلیل کے بنا ر موجودات کے عدم سابق اور عدم لاحق پر ہے - اور یہ عدم ہنوز مسلم نہین جسکو تم عدم سمجھتے ہو وہ محض عدم نہین ہوتا - اگر ہے تو عدم اضافی یعنی کسی خاص صورت یا حالت کا عدم ہے - مثلاً ایک وقت مین ایک آدمی یا منع کا عدم ہے تو اسکی خاص صورت انسان و منع کا عدم ہے - اسکے مادہ کا (جو نطفہ یا ہیضہ ہی) عدم نہین ہے - اس نطفہ یا ہیضہ کا ایک وقت مین عدم ہے تو وہ بھی محض عدم نہین - اسکا مادہ جس سے وہ نطفہ یا ہیضہ پیدا ہوتا ہے کہین نہ کہین تو موجود ہے - یہ تو عدم سابق مین کلام ہے -

ایسا ہی عدم لاحق محل کلام ہے - جسکو بعد وجود عدم سمجھتے ہو وہ بھی محض عدم نہین ہوتا - ہی تو خاص صورت کا عدم ہے مثلاً ایک انسان ایک وقت مین مرگیا اور بوسیدہ ہوکر خاک مین مل گیا تو اسکے خاص صورت

انسانی کا عدم ہوا - اُسکا مادہ (جو خاک ہوگیا ہے) وہ تو معدوم نہین ہوا الحاصل موجودات کا نہ سابق مین عدم محض تھا نہ لاحق مین ہوتا ہے - مادہ انکا قدیم سے چلا آتا ہے اور ہمیشہ رہیگا - فقط صورتون کا ادل بدل ہوتا ہے جسکو عدم اضافی کہا جاسکتا ہے نہ عدم محض - جب عدم اشیاء عالم مسلم نہین ہے تو مخزن و سبب وجود کی اسکو کیا حاجت ہے -

یہ اعتراض اُن دلائل قطعیہ عقلیہ سے (جو بطلان قدم عالم و بطلان تناسخ پر قائم ہین) اچھی طرح سے مندفع ہوسکتا ہے - ولیکن ان دلائل کے بحث و تفصیل اسمقام مین اجنبی ہے - اور ہمارے اصل مقصد (اثبات نبوت) کے متنوی ہونیکا سبب بنتی ہے - لہذا ان دلائل کو ہم کسی دوسرے موقع پر حوالہ کرتے ہین اور اسمقام مین ایک ایسا جواب جس سے بتقدیر تسلیم قدم عالم وجود صانع کا اثبات ہوتا ہے بیان کرتے ہین —

جو کوئی دلائل بطلان قدم عالم و بطلان تناسخ کو دیکھنا چاہے وہ کتب کلامیہ خصوصا

مطالب عالیہ فخرالدین رازی اقتصاد فی الاعتقاد امام غزالی کو ملاحظہ کرے

وہ **جواب** یہ ہے کہ اگرچہ تمنے ہیولے یعنے مادہ عالم کو قدیم کہا ہے اور اسکے عدم سے انکار کیا ہے ولیکن صورت کے حادث ہونے اور معدوم ہوجانے سے تو تمکو بھی انکار نہین - پس ہم مادہ کے ذکر کو چھوڑ کر صورت ہی کے عدم سے وجود صانع کا اثبات کرتے ہین - اور خاص کر اسی کی نسبت یہ کہتے ہین کہ صورت اشیاء عالم کو ہم بصفت امکان موصوف پاتے ہین - نہ اسکے وجود کو ضروری سمجھتے ہین نہ اسکے عدم کو ضروری جانتے ہین بعینہ اسی تقریر و دلیل سے جو سابقا لکھ چکے ہین - ومع ذلک جب صورت کو موجود دیکھتے ہین تو اسکے لئے مخزن وجود کوئی ویسی ہی صورت تجویز کرتے ہین تو عالم کا وجود مین آنا محال جانتے ہین اسی دلیل سے جو سابقا بیان کرچکے ہین - اور خود مادہ کو اس مخزن ہونے لائق نہین پاتے - اسلئے کہ وہ اپنے وجود مین خود صورت کا محتاج ہے - بدون صورت

اپنی آپ مین وہ کبھی موجود نہین ہوا - اور نہ ایسا ہونا ممکن ہی - چنانچہ علم فلسفہ مین مدلل ہوچکا ہے - اسلئے اسکو مخرن وسبب وجود نہین کہہ سکتے آخر لاچار وبالاضطرار ایسے ذات کا (جس کا وجود ضروری ہو اور اسکے ذات کو لئے لازم) مخرن وسبب وجود سورت ہونا ضروری سمجھتے ہین - اور اسیکو صانع و خداوند عالم اور اللہ تعالے کہتے ہین

مقدمہ ثانیہ باوجود اعتراف وجود صانع عالم کے عامہ خلائق نہ اسکے ذات کی حقیقت کو جانتے ہین نہ اسکی صفات کی - نہ اُسکے وجود کی کیفیت بیان کرسکتے ہین نہ اسکے صفتون کے - سب کوئی بن دیکھے بے سمجھے مجرد اقتضاء دلیل سے یا ایک دوسرے کی تقلید سے اسکو مان رہا ہی - یہ مقدمہ بھی بمنزلہ اصول موضوعہ کے ہے و مع ذلک اسکا ثبوت نمبر سابق مین بصفحہ ۱۹ گذر چکا ہی

مقدمہ ثالثہ ہر موجود کے لئے محسوس ہونا - یعنے دیکھنے سننے چھونے چکھنے سونگھنے مین آجانا ضروری نہین ہے - جائز و ممکن ہے کہ ایک چیز موجود ہو اور حواس مین نہ آوے - ایسی چیز کے وجود پر کوئی دلیل قائم ہو تو اُسکی تسلیم واجب ہے اور اس سے انکار خلاف عقل - اسکی تمثیل جو بمنزلہ دلیل ہے وجود صانع عالم ہے - یا وجود روح جو حواس مین نہین آتے - اور بشہادت دلیل تسلیم کئے جاتے ہین -

مقدمہ رابعہ محال اور ممکن مجہول الکنہ مین فرق ہی - محال وہ ہی جسکا مفہوم وجود سے انکار کرے اور اسکا ہونا ضروری معلوم ہو جیسے اجتماع نقیضین ہی - یعنے ایک چیز کا ایک آن مین ایک ہی وجہ سے ہونا اور نہونا -

ممکن مجہول الکنہ وہ ہی جسکے مفہوم کو وجود سے انکار نہین ہی - اور اسکا نہونا ضروری نہین ہے بلکہ ہونا ضروری ہی یا ممکن و مع ذلک اسکی حقیقت و کیفیت سمجھہ و ادراک سے خارج ہے اسکی بھی تمثیل بمنزلہ دلیل ذات صانع یا وجود روح ہے - اول واجب الوجود ہی اور ثانی ممکن الوجود - و مع ذلک دونون مجہول الکنہ ہین -

یہ مقدمہ بھی معترفین وجود صانع

+ یہان ممکن سے امکان عام مراد ہی جسمین سلب ضرورت جانب خلاف ہی ہوتا ہی - اور وہ واجب اور ممکن خاص دونون کو شامل ہوتا ہی چنانچہ واقفان علم منطق پر مخفی نہین - **حاشیہ**

وجود صانع کے نزدیک بمنزلہ اصول موضوعہ کے ہے - زیادہ بحث و استدلال کا محتاج نہین ہے - مع ذلک مقدمات سابقہ اسپر دلیل ہو سکتے ہین - جو انمین نزاع کرے وہ پہلے ان مقدمات کا جواب سوچ لے -

مقدمہ خامسہ موجودات عالم سے جس چیز کو انسان اپنی قوت انسانی سے جانتا ہے بواسطہ حواس خمسہ (دیکھنے سونگھنے - چکھنے ٹٹولنے - سننے) کی جانتا ہی - اور جو چیز منجملہ موجودات اسکے حواس مین نہ آوے اسکو بقوت انسانی جان نہین سکتا -

یہ مقدمہ بھی بمنزلہ اصول موضوعہ ہے یا یون کہئے کہ بداہت عقل سے ثابت ہی کسیکے نزاع و مقال کی یہان مجال نہین - مع ذلک بذکر چند تمثیلات اسکی توضیح کیجاتی ہے +

تمثیلات

(۱) ہم سطح زمین کے مختلف الوان و مختلف اقسام دیکھتے ہین - کہین سبزہ کہین سیاہ کہین حجر کہین مدر کہین سخت کہین نرم ولیکن ہم کرہ زمین کے مرکز (یعنے بیچا بیچ کے نقطہ) کا حال نہین جانتے اور اسکی کیفیت بتا نہین سکتے کہ وہ کس رنگ کا ہی - اور کیسا - بلکہ یہ بھی بتا نہین سکتے کہ وہ کونسا ہی - اور ٹھیک وسط زمین کا کہان ہے اسیطرح افلاک اور ستارون کے وہ کیفیات و حالات (جنکو ہم نہ آنکھہ سے دیکھہ سکتے ہین نہ کسی آلہ سے دریافت کر سکتے ہین) جان نہین سکتے -

(۲) پیدائش عالم کی نسبت ہم انسانی طاقت سے یہ علم نہین رکھتے کہ اس سے پہلے کیا تھا اور عالم کیونکر پیدا ہوا - اور وہ بعد فنا کے (جسکو ہم روزمرہ کی فانی اشیاء مین دیکھتے ہین کہ وہ بزعم تناسخیہ یا فلاسفہ صورۃً ہی کیون نہون) کیا ہو جاتا ہے -

(۳) خدا تعالے کی صفات و ارادات کو بھی ہم عقل سے جان نہین سکتے کہ وہ کیا کرتا ہی اور کیا کہتا ہے اور کیا چاہتا ہے اور کیا نہین چاہتا

اسکا سبب یہ ہی کہ ارادات و صفات کا جاننا علم ذات کی فرع ہے - جب ہم اسکی ذات کو جان نہین سکتے تو اسکے

افعال وارادات کو کسطرح جان سکتی ہین۔
وہ تو خدا ہی بیچون ہے جسکے ذات
وحقیقت ہماری ادراک سے باہر ہے
ہم اپنے ہمجنسون (جنکے حقیقت ہم پہچانتے
اور بر انکو آنکھ سے مشاہدہ کرتے ہین)
کی ارادات پر مطلع نہین ہوتے اور
کسیکے دل کی بات کو جب تک وہ خود نہ
بتادے یا اُسپر کوئی دلیل یا علامت نصب
نکرے جان نہین سکتے۔
شاید نیچر کو مذہب بنانے والی اس مثال
سوم مین نزاع کرین اور اسبات کے مدعی
ہوجاوین کہ خدا تعالے نے اپنی ارادات
پر دلیل و علامت (نیچر یا قانون قدرت)
قائم کردی ہے۔ اس سے اسکی ارادات
ومرضیات پر اطلاع ممکن ہے۔ چنانچہ
دلائل وقرائن سے اپنی ہمجنسون کے ارادات
پر ہمارا مطلع ہونا تمہارے نزدیک بھی
مسلم ہے
ولیکن یہ نزاع انکی اسوقت بجا ہے
اور یہ دعوے تب زیبا ہے جبکہ وہ پہلے
وجود قانونِ قدرت کو مشخص کرین۔
اور اسکا مرضیات وارادات الہی پر دلیل
و علامت ہونا ثابت کر دکھاوین۔ اور
یہ امر ہنوز معرض عدم مین ہے کوئی دلیل
اسکے ثبوت پر قائم نہین ہے پس یہ نزاع
اور یہ دعوے جو اسکے ثبوت کی فرع ہے
کیونکر صحیح ولائق سماعت ہوسکتا ہے۔
اور جو اسمین بحث وکلام ہے وہ تفصیل
ہماری ابحاث سابقہ مین جو کانشنس و نیچر
کے متعلق گذر چکے ہین موجود ہے۔
اسمقام مین ایک تقریر متضمن تمثیل اسکی تائید
مین بیان کیجاتی ہے

وھو ھٰذا

پیدائش عالم اور اسکی مرئی ومحسوس حالات
(جنمین کتر بیونت عقل کو دخل نہین اور
انکو نیچر کہنے مین ہمکو نزاع نہین) مین سے
عمدہ سی عمدہ چیز اپنی غرض کے مفید دیکھنے
مین تو اسکے کرنے یا کام مین لانیکو متعلق
رضا وثواب وامر الہی نہین کہہ سکتے ایسا
ہی بری سی بری چیز اپنی غرض کے
مضر ومخالف کو دیکھتے ہین تو اسکے کرنے
اور کام مین لانیکو مورد غضب وعذاب

وممانعت منجانب الہی قرار نہین دے سکتے

پہلی چیز کی مثال شکر منعم و تریاق السموم ہے

دوسری کی مثال کفران نعمت و زہر قاتل ہے

زہر کو ہم سبب ہلاکت جانتے ہین اور بحکم عقل اسکے کھانے کو برا سمجھتے ہین اور اسسے بچنا واجب جانتے ہین - پر اسبات کو قبل اسکے کہ خدا تعالے اپنا حکم اسکی نسبت ظاہر کرے - ہم خدا کیطرف نسبت نہین کرسکتے - اور اسکے کھانے کو متعلق غضب و عذاب و ممانعت خداوندی نہین کہہ سکتے اور اسپر زہر کے نیچر (یعنے اسکے وجود یا تاثیر سمیت و ہلاکت) کو دلیل و علامت نہین ٹھیرا سکتے - اور اسکی وجہ کوئی نہین پاتے - اگر ہم یہ خیال کرتے ہین کہ خدا تعالی نے اپنی خوشی سے انسان کی بنیاد قائم کی ہے اور زہر اس بنیاد کی منہدم کرنیوالی چیز ہے اسلئے اسکا کھانا خدا تعالے کی ناخوشی کا متعلق ہوسکتا ہو - تو اسکے مقابلہ مین ہمکو یہ بھی خیال آتا ہے کہ اگر اس بنیاد کا قائم رکھنا خدا تعالے کی خوشنودی کا متعلق ہے تو خدا تعالے اسکو خود کیون منہدم کر دیتا ہے - ہزارون انسانون کو (جنکا مزاہم پسند نہین کرتے) کیون مار ڈالتا ہی؟ اسکی وجہ اگر یہ سوچین کہ اسکو آپ منہدم کرنا اسکی خوشی مین داخل ہے دوسرے کا منہدم کرنا وہ پسند نہین کرتا - تو اسکے مقابلہ مین یہ خیال آتا ہے کہ اور کوئی اسکو منہدم کرنا چاہتا ہی تو وہ بدون استعانت وسائل قتل (جیسے زہر تلوار - قوت بازو - دل خونخوار) اسکو منہدم نہین کرسکتا اور ان وسائل کا بہم پہنچانا فقط خدا کا کام ہے پس اگر خدائے تعالے اسکا منہدم کرنا پسند نہین کرتا تو اسکو وسائل کیون بہم پہنچا دیتا ہی - اور ان وسائل ہلاکت کو اسنے پیدا ہی کیون کیا -

اسی تقریر سے یہ بھی ثابت ہوسکتا ہے کہ تریاق کو ہم صحت و سلامتی کا سبب سمجھتے ہین - اور اسکے استعمال کرنیکو بحکم عقل واجب جانتے ہین پر اسبات کو خدا تعالی کیطرف منسوب نہین کرسکتے اور تریاق کے نیچر کو اسبات پر

کہ خدا اسکے کھانے مین راضی ہی دلیل نہین ٹھہرسکتے
کفران نعمت کو آپسمین ایک دوسرے کے
حق مین بہت بری چیز سمجھتے ہین اور اسکے
ضد شکر نعمت کو واجب خیال کرتے ہین -
ولیکن خدا تعالے کی نسبت ہم یہ باتین (بدون
اسکے کہ وہ ان باتونکو اپنی نسبت ظاہر کرے)
تجویز نہین کرسکتے اور مفہوم ولوازم کفر
وشکر سے جسکو نیچر سے تعبیر کرتے ہین وجوب
شکر وحرمت کفر نعماے الہی نکال نہین سکتے -
اسلئے کہ جو وجوہ حسن وقبح وجوب وحرمت شکر
وکفر ہم آپسمین کے شکر وکفر مین مشاہدہ کرتے ہین
وہ خدا کے شکر وکفر مین ممکن نہین دیکھتے -
ہم آپسمین کے شکر کا فائدہ شاکر کے حق مین یہ دیکھتے
ہین کہ شکر سے اسکی نعمت زیادہ ہوتی ہے
اور شکور کے حق مین یہ کہ اسکی عزت زیادہ
ہوتی ہی - جس سے اُسکو فرحت پیدا ہوتی ہے
اور کفر کا نقصان حق کافر یہ دیکھتے ہین کہ اس
سے نعمت چھینے جاتی ہے اور دنیا مین اسکو
ذلت ملتی ہے - اور حق منعم جسکے حق مین کفر
ہوا یہ کہ اُسکی تعظیم مین قصور ہوتا ہے -
اسکے سبھی زیر انعام اسیطرح کفر کرنے لگین تو
رفتہ رفتہ اُسکی عزت وتعظیم کا نام ونشان باقی
نہین رہتا - اس سبب سے اسکو رنج پیدا ہوتا
ہے - اور اس قسم کے فائدہ ونقصان خدا کے
کفر وشکر مین ہرگز متصور نہین ہین - خدا
کو نہ شکر سے کچھ فائدہ ہی نہ کفر سے نقصان
اسلئے کہ اُسکے کمالات غیر سے حاصل نہین
ہین - رہا نفع ونقصان شکر وکفر بندہ شاکر
وکافر کا سو بھی بحکم عقل متصور نہین - آخرت
مین کہو تو عقل اسکی اثبات وادراک سے قاصر
ہے - دنیا مین کہو تو وہ بھی تجویز وتسلیم عقل
سے باہر ہے جس حالت مین عقل صاف مشاہدہ
کرتے ہی کہ بارہا خدا تعالے کفر نعمت کو
بند نہین کرتا اور شکر پر کچھ بڑھا نہین دیتا تو پھر
وہ کسطرح نفع ونقصان دنیاوی کو شکر وکفر
کے لوازم سے سمجھہ سکتے ہی - اسباب مین
امام رازی نے کتاب **محصول**
مین عجیب بحث کی ہے - اسکا نقل کرنا اسمقام
مین موجب زیادت بصیرت ناظرین معلوم
ہوتا ہے -

فقال الفصل الثامن فی ان شکر المنعم	آپ فرماتے ہین آٹھوین فصل اس بیان مین ہی کہ خدا کا شکر

غیر واجب عقلا وقالت المعتزلة بوجوبه عقلا
لنا النص والمعقول اما النص فقوله تعالی وما کنا
معذبین حتی نبعث رسولا وقوله تعالی رسلا مبشرین
ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجة بعد الرسل
واما المعقول فهو انه لو وجب لوجب اما لفائدة او
لا فائدة والقسمان باطلان فالقول بالوجوب باطل
انما قلنا انه لا یجوز ان یکون لفائدة لان تلک الفائدة
اما ان تکون عائدة الی المکلف او الی غیره والاول
باطل لانه تعالی منزه عن جلب المنافع ودفع المضار
والثانی باطل لان الفائدة العائدة الی الغیر اما
جلب المنفعة او دفع المضرة لا جائز ان یکون
ذلک لجلب المنفعة لوجوه الاول ان جلب النفع
غیر واجب فی العقل فما یفضی الیه اولی ان لا
یجب - الثانی انه یمکن خلو الشکر عن جلب النفع
لان الشکر لما کان واجبا فاداء الواجب
لا یقتضی شیئا اخر
الثالث ان اللہ تعالی قادر علی ایصال کل المنافع
بدون عمل الشکر فیکون توسیط هذا الشکر
غیر واجب عقلا ولا جائز ان یکون لدفع المضرة
عاجلة وهو باطل لان الاشتغال بالشکر
مضرة عاجلة فکیف یکون دفعا للمضرة

بحکم عقل واجب نہین ہوسکتا - معتزلہ کہتے ہین کہ عقل
سے واجب ہے - ہماری دلیل عدم وجوب پر نقلی بھی ہے
اور عقلی بھی **نقلی** یہ کہ خدا نے فرمایا ہے ہم کبھی عذاب
نہین کرنیوالے جب تک رسول نہ بھیجین - اور فرمایا
رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے
ہمنے اسلئے بھیجے ہین کہ پھر لوگون کو اللہ کے سامنے
کوئی عذر باقی نہ رہے **دلیل عقلی** یہ کہ اگر شکر
واجب ہو تو کسی فائدہ کے لئے ہوگا یا بلا فائدہ
اور یہ دونو صورتین یہان ممکن نہین - فائدہ کی
صورت اسلئے ممکن نہین کہ فائدہ کیا تو خدا کے
لئے تجویز ہوگا اور کیا بندہ کے لئے -
خدا کے لئے تو ہو نہین سکتا - اسلئے کہ وہ لوگون
سے فائدہ اُٹھانے اور لوگونکے ضرر سے
بچنے سے پاک ہے بندہ کا فائدہ اسلئے ممکن
نہین کہ وہ فائدہ کیا منفعت لینیکا ہوگا اور کیا کسی ضرر
کے اُٹھانیکا منفعت لینیکا فائدہ تو تین وجہ سے ناممکن ہے
از انجملہ وجہ سوم یہ ہے کہ اللہ تعالی بسبب منفعتین بلا واسطہ
شکر بھی پہنچا سکتا ہے (بلکہ پہنچا رہا ہے) پس شکر
کو تحصیل منفعت کا وسیلہ بنانا واجب نہوا - اور
ضرر اُٹھانے کی منفعت اگر دنیا مین کہو تو غلط ہے
اس لئے کہ شکر مین مصروف ہونا (یعنے نماز

+ دوسری وجہ اول لائق فہم عوام نہین اسلئے اسکا ترجمہ نہوا حاشیہ

العاجلة واما انيكون لدفع مضرة آجلة وهو باطل لان القطع بحصول المضرة عند عدم الشكر ممنوع وانما يمكن اذا كان المشكور بشيء الشكر وسوء الكفران فاما من كان منزها عنهما استوى الشكر والكفران بالنسبة اليه فلم يمكن القطع بحصول العقاب على الترك بل احتمال العقاب على الشكر قائم من وجوه ثلاثة

احدها ان المشاكر ملك المشكور فاقدامه على الشكر بغير اذنه تصرف في ملك الغير بغير اذنه من غير ضرورة وهو لا يجوز

وثانيها ان العبد اذا حاول مجازاة المولى على انعامه عليه استحق التاديب لان الاشتغال بالشكر اشتغال بالمجازاة فوجب ان لا يجوز

وثالثها ان من اعطاه الملك العظيم كسرة من الخبز او قطرة من الماء فاشتغل المنعم عليه في المحافل العظيمة بتذكر تلك النعمة وشكرها استحق التاديب وكل نعم الدنيا بالقياس الى خزانة الله تعالى اقل من تلك الكسرة بالقياس الى خزانة ذلك الملك فلعل شاكر يستحق العقاب بسبب شكره

اور ذکر کرنا وغیرہ) دم نقد تکلیف ہے پس اسمین دنیا وی ضرر کا اٹھانا کیا ہوا اور اگر آخرت مین کہو تو ناممکن ہے اسلئے کہ شکر نہ کرنے پر ضرر تب متیقن ہوسکتا ہے جب خدا کو شکر سے فرحت ہو اور کفر سے رنج پہنچے - جب وہ اُن سے پاک ہے تو ترک شکر پر حصول ضرر متیقن نہین ہے - بلکہ ادائے شکر پر چار وجہ سے عذاب کا احتمال ہے

(۱) بندہ شاکر خدا کا ملک ہے (اور اسکا شکر وغیرہ افعال بھی اسکے ملک) پس اسکا بدون اجازت مالک شکر کرنا خدا کے ملک مین بلا اجازت تصرف کرنا ہے جو جائز نہین -

(۲) جب غلام اپنے مالک کو اُسکے انعام پر جزا دینا چاہئے تو وہ سزا کے لائق ہوتا ہے - اور شکر سے مشتغل ہونا یہی کام ہے - پس یہ بھی جائز نہونا چاہئے

(۳) جسکو ایک بڑا بادشاہ ایک ٹکڑا روٹی کا یا ایک قطرہ پانی کا دے اور وہ بڑے بڑے مجلسون مین اس ادنی چیز پر بادشاہ کا شکریہ ادا کرنے لگے تو وہ مستحق سزا ہوتا ہے اور دنیا کی تمام نعمتین جنپر یہ شکر کرنا چاہتا ہے خدا تعالے کے خزانون سے وہی ٹکڑے کی نسبت رکھتی ہین پس شاید وہ اس شکر کے سبب عذاب کا مستحق ہو

ورابعها لعله لا یهتدی الی الشکر اللائق فیاتی بغیر اللائق فیستحق العقاب

(۴) یہ عقل ہی اسکا شکر کریگا تو شاید وہ طریق شکر جو اسکے لائق تھا اسکو نہ ملے اور جو شکر اسکے لائق نہو وہ بجالاوے پس عذاب کا مستحق ہو جاوے

واما قولنا انه لا یمکن ان یجب لا لفائدة لوجهین -

(یہ تو فائدہ ہونیکی شق پر کلام ہی) اور جو ہمنے کہا ہی کہ بلا فائدہ بھی وجوب شکر کی صورت ناممکن ہے اسکی دو وجہ ہین

الاول ان ذلك عبث وانه قبیح

(۱) بلا فائدہ کام عبث کہلاتا ہی اور وہ قبیح ہی

والثانی ان المعقول من الوجوب تحقق الذم والعقاب علی الترك فاذا فقد ذلك امتنع تحقق الوجوب

(۲) وجوب کے معنے یہی ہین کہ اسکے نکرنے پر عذاب و ملامت ہو - اور جب یہ امر مفقود ہے (چنانچہ اصل مسئلہ حسن قبح عقلی مین ثابت ہو چکا ہی) تو وجوب کیونکر ممکن ہے

(نقل اعتراضات ومعارضات معتزلہ)

فان قیل لم لا یجوز ان یقال وجب لمجرد کونه شکرا وذلك لان وجوب کل شی لو کان لاجل شی آخر لزم التسلسل فثبت انه لا بد وان ینتهی الی ما یکون واجبا لذاته وعندنا الشکر واجب لنفسه لکونه شکرا کما ان دفع الضرر عن النفس واجب لنفسه لکونه دفعا للضرر ولذلك فان العقلاء یعلمون وجوبه عند ما یعلمون کونه شکر النعمة وان لم یعلموا جهة

(۱) اگر کوئی معتزلی وغیرہ اعتراض کرے کہ ہم کہہ سکتے ہین کہ شکر بذات خود شکر ہونیکے سبب سے واجب ہے اسکے وجوب کے لئے اور وجہ تلاش کرنیکی کچھ ضرورت نہین ہی - ورنہ سلسلہ وجوبات ختم نہو - جو وجہ نکالی جاوے اسکی وجہ اور نکالنی پڑیگی اسلئے ضرور ہوا کہ شکر کو بذات خود واجب کہا جاوے چنانچہ دفع ضرر ضرر ہونیکے سبب سے واجب ہی اسلئے عقلا مجرد علم اسبات کے کہ وہ شکر ہے اسکو واجب جانتے ہین اگرچہ اسکی وجہ نہین پہچانتے -

نزلنا عن هذا المقام فلم لا يجوز ان يقال
وجب الشكر عليه لدفع ضرر الخوف وذلك
لانه يجوز ان يكون خالقه طلب منه اقصى
الشكر على ما انعم به عليه فلو لم يقدم على
الشكر كان مستوجبا للذم والعقاب
اقصى ما في الباب ان يقال انه كما يجوز هذا
ايضا انه يكون قد منعه من الشكر لتلك الوجوه
الاربعة المذكورة في الاستدلال لكن
الظن الاول اغلب لان المشتغل بالخدمة
والمواظب على الشكر احسن حالا من المعرض
عن الخدمة والمتغافل عن الشكر
واما تمثيل نعم الله تعالى بكسرة الخبز
فليس بجيد لان خلقة العبد واحياءه
واقداره وما منحه من كمال العقل
وتمكينه من انواع النعم اعظم من جميع خزائن
ملوك الدنيا ثم ما اكرمهم به بعد تمام هذه
النعم من بعثة الرسل اليهم وانزال الكتب عليهم
وقد صرح داود وسليمان عليهما السلام بالشكر في
قوله تعالى وقالا الحمد لله الذي فضلنا
على كثير من عباده المؤمنين ويحسن
اذا كان تعالى قادرا على اضعاف ما منحه

(۲) ہمنے اسبات کو چھوڑا پھر بھی یہ کہ سکتے ہین کہ
شکر ضرر خوف کے اٹھانے کے لئے واجب ہو کیونکہ
احتمال ہے کہ اسکے خالق نے اس سے بعوض
نعمت پرلے سرے کا شکر چاہا ہو سو اگر یہ اسکی طرف
متوجہ نہوگا تو عذاب کا مستحق ہوگا -
(۳) اسمین بھی بہت کہوگے تو یہ کہوگے کہ جیسا
یہ احتمال ہے ویسا ہی شکر کی ممانعت کا بھی
احتمال ہے چنانچہ تمنے چار وجہ سے اسکو
مدلل کیا ہے ولیکن احتمال اول یعنے شکر کا
طلب کرنا غالب ہے اسلئے کہ خادم اور شکر کا ملتزم بے پرواہ
اور غافل سے اچھا ہوتا ہے
(۴) اور جو ٹکڑی کی تمثیل لائی ہو وہ اچھی نہین
اسلئے کہ خدا کا بندہ کو پیدا کرنا - نیک و بد کی طاقت
دینا - عقل عطا کرنا - اقسام نعمتونپر قادر کرنا - تمام
سلاطین دنیا کے خزانون سے بڑی چیز ہے -
پھر ان نعمتون کے بعد رسولونکا بھیجنا اور کتابون
کا اوتارنا -
اسیواسطے داؤد وسلیمان علیہما السلام نے کہا ہے
کہ خدا کا شکر ہو جسنے ہمکو اپنے بہت سے مومن بندونپر
بزرگی دی ہے اور یہ کچھ ضرور نہین کہ جس حالت
مین خدا اُن نعمتون کے نسبت جو بندونکو اسنے

علیہ من النعم ان یستحقر ما منحہ ایاھم
کما ان الملک اذا اعطی قناطیر ذھب
فانہ لا یستحقر ذلک لاجل ان خزانتہ
بقیت مشتملۃ علی اضعاف مضاعفۃ
علی ما اعطی

وی ہین بہت سی نعمتونکا مالک وقادر ہے تو وہ
ان نعمتون کو جو بندونکو دے چکا ہی ذلیل سمجھے
جیسے کوئی بادشاہ اگر کسیکو بہت سی خزانے
بخشدی تو وہ اس نظر سے کہ اُسکے پاس اسکی
نسبت کئی حصہ زیادہ باقی ہین ان دی ہوئے
خزانونکو حقیر نہین سمجھتا

سلمنا ان وجودہ لیس لفائدۃ زائدۃ
فلم لا یجوز ذلک - قولہ انہ عبث والعبث
قبیح - قلنا انتم تنکرون القبح العقلی
فکیف تمسکتم بہ فی ھذا الموضع

(۵) ہمنے یہ بھی مانا کہ شکر کا کوئی فائدہ بن نہین
سکتا - ولیکن یہ امر یعنے بلا فائدہ شکر کیون منع ہے؟
اسکی وجہ جو تمنے بیان کی ہی کہ وہ عبث کہلاتا ہی
اور عبث قبیح ہوتا ہی اسمین ہم کہتے ہین کہ تم تو حسن
قبح عقلی کے قائل نہین پھر یہان اس سے کیون
دست آویز کرتے ہو

سلمنا ان ما ذکرتموہ یوجب ان لا یجب
الشکر عقلا لکنہ یوجب ایضا ان لا یجب
شرعا فانہ یقال انہ تعالی اوجبہ لا لوجہ
ما لفائدۃ او لا لفائدۃ الی آخر التقسیم
ولما کان ذلک باطلا بالاتفاق
فکذا ما ذکرتموہ

(۶) ہمنے یہ بھی مانا کہ تمہاری دلیل سے ثابت ہوا کہ
شکر بحکم عقل واجب نہین ہے ولیکن اسی دلیل
سے یہ بھی تو ثابت ہوتا ہی کہ وہ بحکم شرع بھی واجب
نہو کیونکہ اسمین بھی یہ کہا جا سکتا ہی کہ اگر خدا نے
شکر واجب کیا ہی تو کسی فائدہ کے لئے واجب
کیا ہی یا بلا فائدہ - فائدہ کے لئے کہو تو ممکن نہین
نہ خدا کو اس سے فائدہ نہ بندونکو بے فائدہ کہو
تو عبث ہی اور یہ امر تو تمہارے نزدیک بھی باطل
ہے - ایسا ہی وہ جو تمنے ہمارے مقابلہ مین ذکر کیا ہے

سلمنا صحة دليلكم ولكنه معارض بوجوه

(۷) ہمنے یہ بھی مانا کہ تہاری دلیل صحیح ہے لیکن اسکے مقابلہ مین دلائل مثبت وجوب شکر بھی موجود ہین -

الاول ان وجوب شكر المنعم مقرر في بداهة العقول وما كان كذلك لم يكن الاستدلال على نقيضه قادحا فيه الثاني وهو ان من وصل الى طريقين وكان احدهما آمنا والآخر مخوفا فان العقل يقتضي سلوك الطريق الآمن دون الطريق المخوف وهما الاشتغال بالشكر طريق آمن والاعراض عنه مخوف فكان الاشتغال بالشكر اولى

دلیل اول وجوب شکر منعم بداہت عقل سے ثابت ہوتا ہے اور جو ایسا بدیہی امر ہو اسکے خلاف پر دلیل کچھ اثر نہین رکھتی اور اسکو توڑ نہین سکتی -

دلیل دوم جو دو راستون پر پہنچے جنمین سے ایک امن کا راستہ ہو دوسرا خوف کا تو اسکی عقل یہی چاہتی ہے کہ امن کے راستہ چلے نہ براہ خوف - اور طریق شکر مین امن ہے اور اس سے بے پرواہ ہونا سبب خوف پس اشتغال شکر بہتر ہوا

الثالث انه لو لم يجب الشكر في العقول لم يجب طلب معرفة الله تعالى ايضا لانه لا فرق في العقل بين البابين ولو لم يجب طلب معرفة الله في العقول لزم افحام الانبياء لانهم اذا اظهروا المعجزة قال المدعوون لهم لا يجب علينا النظر في معجزتكم الا بالشرع ولا يستقر الشرع الا بنظرنا في معجزتكم فاذا لم ننظر في معجزتكم لا نعرف وجوب ذلك علينا وذلك يقتضي افحام

دلیل سوم اگر شکر خدا بحکم عقل واجب نہو تو خدا کی معرفت بھی واجب نہو کیونکہ اسمین اسمین کچھ فرق نہین اور اگر خدا کی معرفت بحکم عقل واجب نہو تو رسولونکا ساکت کر دینا لازم آوے - اسلئے کہ جب رسول معجزہ ظاہر کرینگے تو لوگ انکو یہ کہہ سکینگے کہ تمہاری معجزہ مین فکر کرنا بجز حکم شرع ہمپر واجب نہین - اور شرع کا قرار پانا بجز ہمارے فکر و تامل کے تمہارے معجزات مین ممکن نہین - جب ہم تمہارے معجزہ مین نظر کرینگے تو ہم اس وجوب کو سمجھینگے - اسمین رسول ساکت ہو جاوینگے -

والجواب

قوله لم لا یجوز ان یجب الشکر لنفس کونه شکرا۔ **قلنا** قولنا لو وجب لوجب لاما لفائدة او لا لفائدة تقسیم دائر بین النفی و الاثبات فلا یحتمل الثالث البتة

وایضا نقول کما انه وجب لکونه شکرا مع ان کونه شکرا یقتضی ترتب الذم او العقاب علی ترکه وهذا داخل فیما ذکرنا فلا یکون هذا قسما زائدا علی ما ذکرنا

قوله انما وجب علیه فعل الضرر الخوف

قلنا قد بینا ان الخوف حاصل فی فعل الشکر کما انه حاصل فی ترکه۔ واذا حصل الخوف علی الامرین کان البقاء علی الترک بحکم الاستصحاب اولی۔ فان لم یثبت لویة الترک فلا اقل من ان لا یثبت القطع بوجوب الفعل

ان اعتراضات و معارضات کے جواب

(۱) انکا یہ کہنا کہ شکر بذات خود واجب ہو سکتا ہی آمین ہم یہ کہتے ہین کہ ہمارا یہ قول واجب ہوگا تو دو ہی صورت سے ہوگا فائدہ کے لئے یا بلا فائدہ یہ ایسی تقسیم ہو جو نفی و اثبات دو قسم متناقض ہین و ایسی ہو جسمین تیسرے قسم کا احتمال نہین (پس اگر بذات خود واجب ہوا تو ان دو قسمون سے خارج نہوگا۔ اور یہ دونو ناممکن ہین پس واجب ہوگا تو کیونکر ہوگا

اور تمہارا یہ کہنا کہ وہ شکر ہونیکے سبب واجب ہی اسکی یہی معنی ہین کہ اسکا شکر ہونا اسکے ترک پر عذاب کا مقتضی ہے۔ یہ کچھ نیا قسم نہین ہی۔ انہین اقسام مین داخل ہے جنکو ہم ناممکن کہہ چکے ہین۔

(۲) انکا یہ قول کہ وہ دفع ضرر خوف کے لئے واجب ہے آمین ہم کہتے ہین کہ ہم (بوجوہ اربعہ) بیان کر چکے ہین کہ فعل شکر مین یہی خوف موجود ہی جیسا اسکے ترک مین۔ (تمہارے نزدیک) ہی۔ اور جب دونو امر مین خوف ہوا تو ترک شکر پر قائم رہنا بحکم استصحاب† بہتر ہوا۔ یہ بہتری ثابت (و مسلم) نہو تو کم سے کم اتنا تو ثابت ہوا کہ وجوب فعل شکر یقینی نہین ہی۔

† ایک چیز کو اسکے سابق یا اصلی حالت پر رہنے دینا ۱۲

قولہ الاشتغال بالخدمۃ اولی قلنا ھذا مسلم فی حق من یفرح بالخدمۃ ویتاذی بالاعراض فاما فی حق من لا یجوز الفرح والغم علیہ محال - وایضا فمثل ھذہ الترا جیح لا تفید الا الظن

(۳) انکا یہ کہنا کہ خدمت مین لگے رہنا غفلت و بے پروائی سے بہتر ہے آسمین ہم یہ کہتے ہین کہ یہ قاعدہ اس شخص کی نسبت مسلم ہے جسکو خدمت فرحت پہنچے - اور نوکر کی بے پروائی سے تکلیف ہو - اور جو غم و فرحت و دفعون سے پاک ہو اسکی نسبت یہ تجویز ناممکن ہے - علاوہ ایسی ترجیحات سے بجز ظن کچھ حاصل نہین ہوتا (اور اثبات وجوب کے لئے قطعیت درکار ہے

قولہ لا یجوز تشبیہ نعم اللہ بکسرۃ الخبز قلنا التشبیہ واقع فی النسبۃ لا فی المقدار ونحن لا نشاھد تعجیم نعم الدنیا بالاضافۃ الی خزائن اللہ اقل من الکسرۃ بالاضافۃ الی خزائن مولی الدنیا

(۴) انکا یہ قول کہ ٹکڑی سے تشبیہ دینی صحیح نہین ہے - آسمین ہم یہ کہتے ہین کہ یہان تشبیہ ایک نسبت مین دی گئی ہے - نہ مقدار مین - اور آسمین ہمکو شک نہین ہی کہ دنیا کی تمام نعمتین بہ نسبت خزائن الہی اس ٹکڑی سے بھی کم ہین

قولہ الحکم بکون العبث قبیحا لا یصح الا مع القول بالقبح العقلی وانت لا تقول بہ قلنا ان اصحابنا تکلموا فی ھذہ المسئلۃ بعد تسلیم القبح العقلی لیبینوا ان کلام المعتزلۃ ساقط فی ھذا الفرع مع تسلیم ذالک الاصل

(۵) انکا یہ قول کہ عبث کو قبیح کہنا حسن و قبح کو عقلی کہنے کے سوای صحیح نہین - اور تم اسکے قائل نہین - آسمین ہم یہ کہتے ہین کہ ہمارے علماء نے معتزلہ کے حسن و قبح عقلی کو بطور تنزل مان کر یہ گفتگو کی ہی اور معتزلہ کو یہ بتایا ہے کہ جسطرح ہی کہ معتزلہ کا حسن و قبح کو عقلی ماننا بہر حکم عقل شکر کو واجب کہنا ساقط الاعتبار ہے - یعنے حسن و قبح کو عقلی ماکر وجوب شکر کا ثبوت ناممکن ہے

قولہ هذا یقتضی ان لا یحسن ایجاب الشکر من اللہ تعالی قلنا غرضنا من الدلیل الذی ذکرناہ بیان ان الصحیح التحسین والتقبیح العقلی لما امکن القول بایجاب الشکر لا عقلا ولا سمعا وقد بقی ان یقال فانتم کیف اوجبتموہ شرعا قلنا لان من مذہبنا انہ لا یجب تعلیل احکام اللہ تعالی وافعالہ بالاغراض فلہ بحکم الملکیۃ ان یوجب ما شاء من غیر فائدۃ ومنفعۃ اصلا وھذا مما لا یتمکن الخصم من القول بہ

(اور یہ دلیل ہمارے علمار کے الزامی ہی)

(۶) انکا یہ قول کہ تمہاری دلیل اسبات کی مقتضی ہے کہ شکر بحکم خدا بھی واجب نہو اس مین ہم یہ کہتے ہین کہ اس دلیل سے ہمارا یہ مقصود ہی کہ اگر حسن وقبح عقلی صحیح ہو تو وجوب شکر سے قائل ہونا عقلا ہو خواہ شرعا ممکن نہین ہے سو ثابت ہو چکا ہی

رہا یہ سوال کہ تمنے شکر کو بحکم شرع کیونکر واجب سمجھا اسکا **جواب** یہ ہی کہ ہمارے مذہب مین خدا کے افعال واحکام کا کسی غرض کے سبب سے ہونا ضروری نہین ہے (یعنے اسکے افعال معلل بالاغراض نہین)

اسکو اپنی مالک ہونیکی جہت سے اختیار ہی کہ جس شخص پر جو کچھ چاہے واجب کری گو اسمین کچھ فائدہ و منفعت نہو - اور یہ بات ہمارے خصم یعنی معتزلہ وغیرہ نہین کہہ سکتے (اسلئے کہ وہ حسن وقبح اشیار کو عقلی کہتے ہین اور جس چیز کا حسن عقلا ثابت نہو اسکا صدور خدا سے محال جانتے ہین) پس یہ سوال ہمارے اوپر سے اُٹھ گیا (اور انپر ویسا ہی قائم رہا)

مترجم کہتا ہی اس مذہب پر عقلی دلیل یہ ہی کہ اغراض سے استغنار اس خداوند تعالی کے مفہوم حقیقت مین داخل ہی - اور اسکی صمدیت اور قیومیت اور وجوب وجود کے لئے ذاتی لازم - اور نقلی دلائل بہت ہی آیات ہین از انجملہ یفعل اللہ ما یشاء واز انجملہ ان اللہ یحکم ما یرید واز انجملہ لا یسئل

عما یفعل وھم یسئلون - بنابرانس مذہب کے اشعریہ (جنمین سے جناب مصنف ہین) یہ کہہ سکتے ہین کہ جس شکر کو ہم قبل ورود شرع واجب نہ کہہ سکتے اور اسکی وجہ حصول منفعت یا دفع مضرت نہ بتا سکتے اسکو ہم بحکم خداوند تعالے واجب کہینگے گو پھر بھی اسکی وجہ کوئی نہ بتاوین - اور جس کفر کو ہم قبل ورود شرع حرام نہ کہتے اور اسکی حرمت کی وجہ (خوف مضرت یا فوت منفعت) بیان نکر سکتے اسکو ہم بحکم خداوندی حرام ٹھہرائینگے گو اسکی اور وجہ حرمت پھر بھی بیان نکر سکین اور ماتریدیہ (جنکے ساتھ اس مسئلہ مین ہم متفق ہین) یہ کہہ سکتے ہین کہ کفر مین فی نفسہ برائی تھی اور خدا کی ناخوشی (جسکو ہم آپسمین کے کفر مین دیکھتے اور قبل ورود شرع اسکو خدا کے کفر مین تجویز نکر سکتے) اسلئے خدا نے اسکو حرام فرمایا - اور اسکو سبب نقصان وحرمان ٹھہرایا اور شکر مین فی نفسہ خوبی تھی اور خدا کی خوشنودی (جسکو ہم آپسمین کے شکر مین مشاہدہ کرتے اور شکر خدا مین قبل ورود شرع اسکو تجویز نکر سکتے) اسلئے خدا نے اسکو واجب کیا اور اسکو ہمارے فائدہ کا سبب ٹھہرادیا - فقال عز من قائل - لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید - اور ساتھہ اسکے یہ بھی کہتے ہین کہ جس شکر کو خدا تعالی دوست رکھتا ہے - اسکا وہ محتاج نہین - اور نہ وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے - اور جس کفر کو ناپسند فرماتا ہے اسمین اسکا ضرر نہین اور نہ تکلیف پاتا ہے - کما قال ھو بنفسہ ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم ولا یرضی لعبادہ الکفر وان تشکروا یرضہ لکم - اب اگر کوئی اسکی وجہ پوچھے اور یہ سوال کرے کہ شکر و کفر مین اسکی ذاتی منفعت و مضرت نہین تو وہ شکر کو دوست کیون رکھتا ہے اور کفر کو برا کیون سمجھتا ہے اور جس حالتمین وہ بندون کا مالک و متصرف ہے اور انکو بلا واسطہ سبب نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے تو پھر شکر و کفر کو سبب نفع و نقصان کیون ٹھہرایا - تو اسکا جواب یہی ہے کہ اسکی وجہ ہم نہین جانتے اور باوجود نہ جاننے کے اسکو تسلیم کرنا بحکم مقدمہ رابع صحیح سمجھتے ہین جیسے کہ جز خدا کے افعال (عام کو پیدا کرنا - اور انکو خاص خاص صفتین صورتین عطا کرنا) کی وجہ نہین جانتے و مع ذلک بلا چون و چرا تسلیم کر رہے ہین - جو ہماری اس تسلیم کو ناجائز بتلاوے اور خدا کی ہر بات کا تسلیم کرنا دریافت وجہ پر موقوف ٹھہرادے وہ افعال ذیل کے وجوہات بتلادے

(۱) خدانے عالم کو کیون بنایا (۲) اگر کہو اظہار قدرت یا طلب عبادت کے لئے تو پھر یہ سوال ہی کہ اسکو اظہار قدرت یا عبادت کی کیا حاجت تہی - (۳) انسان کو ناطق و گدھے کو ناہق کیون کیا - (۴) آگ کو جلانے والی اور پانی کو بجھانے والا کیون بنایا (۵) آفتاب کو بذات خود روشن اور چاند کو بذات خود تاریک کیون کر دیا وعلیٰ ہذا القیاس اور اگر ان افعال کی وجوہات بیان نہ کر سکے

[illegible] احکام الٰہی

کہیں [illegible] ان سوالات کیطرح فضول سمجھے - اس [illegible]

تسلیم مین ہماری مخالف [illegible] ہمارا مقصد اور نتیجہ یہ کو جاہی کلام نہین [illegible] کو [illegible]

یکسان [illegible] کوئی عذر نہین **رہی وہ** وہ لوگ جو نبی کو نہین [illegible] کے مکلف باحکام ہونیکو حق نہین [illegible] یہ کہین گے کہ آفتاب یا انسان یا اور [illegible] کو تو ہم [illegible] مشاہدہ کرتے [illegible] جس صفت یا کیفیت پر دیکھتے ہین اسکو خدا کیطرف [illegible] کی پیدائش کی وجہ نہین [illegible] انسان کے مکلف باحکام ہونیکو ہم اسکے عکس کہان تک [illegible] کہ اسکو مان لینے اور بلا [illegible] کی وجہ کی اسکو حق جان لین - انکی اسبات کا جواب غیر ضروری یا جاوے گا اور بدلیل تنبیہ یہ ثابت کیا جاویگا - کہ جیسے انسان کا وجود جسم آنکھ سے نظر آتا ہی ویسا ہی اسکا مکلف باحکام ہونا بھی عقل سے سمجھا جاتا ہی فلیصابروا ولینتظروا ۱۲ **حاشیہ**

واما قولہ [illegible]

قلنا فی حق [illegible] الکفران امانی من [illegible] ذلک فلا تسلم

(۷) اور جو انہون نے (ہمارے معارضہ مین دلائل قائم کئے ہین وہ از انجملہ دلیل اول مین کہا ہی کہ وجوب شکر بداہۃً معلوم ہی - اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ جسکو شکر سے سرور پہنچے اور کفر سے اسکو رنج پہنچے اسکے حق مین یہ بداہت مسلم ہی ولیکن جو ایسا نہو - (جیسے خدا تعالےٰ) اسکے حق مین مسلم نہین ہی

فان قلت [illegible] علی الاطلاق

اسمین اگر تم کہو کہ وہ وجوب ہر کسیکے حق مین یہی ہے

معلوم بالضرورۃ وانت مکابر فی ذلک الانکار

قلت احلف باللہ وبالایمان التی لا مخارج عنہا انی راجعت عقلی وذہنی وطرحت الہوی والتعصب فلم اجد عقلی قاطعا بذلک فی حق من لا یصح علیہ النفع والضرر بل ولا ظانا فان کذبتمونا فی ذلک کان ذلک لجاجا ولن تسلموا ایضا من تشغیب

واما قولہ ترجیح الطریق الامن علی الطریق المخوف من لوازم العقل قلنا نعم لکنا بینا ان کلا الطریقین مخوف فوجب التوقف

قولہ انہ یفضی الی افحام الانبیاء قلنا العلم بوجوب النظر والفکر لیس ضروریا بل نظریا فللمدعوین یقول انما یجب علی النظر فی المعجزات لو نظرت فعرفت وجوب النظر لکنی لا انظر فی انہ ہل یجب علی النظر ام لا واذا لم انظر فیہ لا اعرف وجوب

اور تم اسکے انکار میں مکابر (یعنے بیفایدہ جھگڑالو) ہو
میں اسکے جواب میں کہونگا کہ میں خدا کی قسم اور سب قسمیں جنسے خلاصی نہو کہتا ہوں میںنے اپنی عقل اور ذہن کیطرف رجوع کیا اور نفسانیت وتعصب کو برطرف کردیا - پھر میںنے اپنی عقل کو اس شخص کے منکر کی نسبت جسکو اس سے نفع ونقصان نہو یقین بلکہ ظن وجوب پر بھی نہیں پایا - پھر بھی تم ہمکو جھوٹا سمجھو تو یہ تمہارا بیفائدہ جھگڑا ہی اور جو بات تم ہماری طرف منسوب کرتے ہو ویسی بات سے تمہاری خلاصی نہیں اور جو (دلیل دوم میں) کہا ہے کہ امن کی راہ کو خوف کے راہ پر ترجیح دینا عقل کا لازمہ ہی - اسمیں ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ قاعدہ بیشک صحیح ہی ولیکن ہم بیان کرچکے ہیں کہ یہاں دونو راستوں میں خوف ہے - پس توقف کرنا بحکم استصحاب واجب ہے

اور جو (دلیل سوم میں) کہا ہی کہ شک بحکم عقل واجب نہو تو اس سے انبیاء کا ساکت ہوجانا لازم آتا ہے اسمیں ہم کہتے ہیں کہ (جو الزام تمنے ہمپر لگایا ہی یہ تمہاری طرف عاید ہوتا ہی اسلیے کہ) دلائل میں غور وفکر کرنیکا واجب ہونا بدیہی امر نہیں ہی بلکہ نظر سے ہی جو فکر وتامل سے معلوم ہوتا ہی - بنا علیہ جب کسی شخص کو رسول اسلام کیطرف بلاویگا تو وہ شخص

النظر فی معجزتك فیلزم الافحام

یہ کہدیگا کہ تمہاری معجزہ مین غور و تامل کرنا مجھپر
تب واجب ہو - جب مین پہلے دلائل مین غور کرنیکو
سوچون اور اسکا واجب ہونا جانون - ولیکن اسباب
مین غور نہین کرتا اور یہ بات کہ مجھپر تمہاری معجزہ
مین غور کرنی واجب ہو - یا نہین نہین سوچتا جب
اسکو نہ سوچونگا اور تمہاری معجزہ مین فکر کرنیکو واجب
نہ جانونگا - اسمین بھی رسول کا ساکت ہونا لازم
آتا ہو

فان قلت بل اعرف بضرورۃ العقل
وجوب النظر علی قلت هذا من کابرۃ
لان وجوب النظر علی یتوقف علی العلم بان
النظر فی هذه الامور الالهیۃ یفید
العلم وذلك لیس بضروری بل نظری
خفی فانکر کثیرا من الفلاسفۃ قالوا
فکرۃ العقل تفید الیقین فی الهندسیات
والحسابیات فاما فی الامور الالهیۃ
فلا تفید الا الظن - ثم بتقدیر ان ثبت
کونه مفیدا للعلم فانما یجب لابتنائه
بدو عرفان غیرہ لا یقوم مقامه فی
افادۃ العلم وذلك مما لا سبیل الیه
الا بالنظر الدقیق

اسمین اگر تم اعتراض کرو کہ دلائل مین غور و تامل کرنیکا
وجوب ہم بداہت عقل سے جانتے ہین تو مین جواب
مین کہونگا کہ یہ امر بیفائدہ جھگڑا ہو - دلائل مین
غور کرنیکا ہم تب واجب سمجھین جب (دو باتون کو)
جان لین (اول یہ) کہ ایسے امور الٰہیہ مین دلائل
بحث کرنے سے یقین حاصل ہو جاتا ہو - اور یہ
بدیہی نہین ہو بلکہ مخفی نظری ہو جو سوچنے سے
حاصل ہوتا ہو چنانچہ بہتیرے فلسفیون نے کہا ہے
کہ عقل کے غور و فکر ہندسہ و حساب کے علوم مین تو یقین
ہوتا ہو - ولیکن امور الٰہیہ مین اس سے بجز ظن فائدہ
نہین ہوتا - اور اس امر کو ہم یون ہی مان لین
تو پھر اس فکر و استدلال کا واجب ہونا اور عمل
مین آنا تب ممکن ہو جب یہ امر (دوم) ثابت ہو

واذا کان العلم لوجب النظر موقوفا علی ذلک المقام بین النظر بین الموقوف علی النظر الاولی بان یکون نظر یا کان العلم بوجوب النظر نظر یا لاضروریا ح یتحقق الالزام فکل ما یجعلہ الخصم جوابا عن ذلک فھو جوابنا عما ذکرہ

کہ حصول علم الیقین فکر و استدلال پر موقوف ہی اس یقین کے پیدا کرنے مین کوئی اور چیز اسکے قائمقام نہین ہی - اور اس امر کیطرف بجز باریک سوچ کے کوئی راستہ نہین ہی جب دلائل مین فکر و غور کرنیکا وجوب ان دو نظری امور پر موقوف ہوا اور جو نظری پر موقوف ہوتا ہی سو نظری ہوتا ہی تو دلایل مین فکر و تامل کا وجوب نظری ہوا - پس وہ الزام جو ہمپر لگایا گیا تھا معتزلہ پر ثابت ہوا - پس جو اب اسکا جو انکی طرف سے ہوگا وہی ہماری طرف سے کافی ہوگا -

ھذا آخر کلام الرازی فی المحصول

یہ امام رازی کے کلام کا خاتمہ ہے

اس جواب دلیل سوم کا **حاصل** یہ ہی کہ جیسے وجوب کے شرع سے مخصوص ہونیکی صورت مین منکر نبی معجزہ یا دعوت نبی مین غور کرنے سے متوقف ہوسکتا ہی اور یہ کہہ سکتا ہی کہ تمہاری بات مین غور کرنے اور اسکو مان لینیکا وجوب شرع سے ثابت ہوتا ہی اور شرع کا ثبوت میرے فکر و غور پر موقوف ہی پس نہ مین غور کرتا ہون نہ وجوب شرعی کا سر پر بوجھ لیتا ہون - ویسا ہی وجوب کے عقلی ہونیکی صورت مین وہ دعوت نبی یا اسکے معجزہ مین غور کرنے سے توقف کرسکتا ہی اور یہ کہہ سکتا ہی کہ تمہاری بات مین غور کرنا اور اسکو مان لینا بحکم عقل واجب ہوسکتا ہی اور وہ تب ممکن ہی جب مین دلائل مین غور کرنیکو واجب سمجھون اور بنا علیہ تمہاری معجزات مین غور کرون لیکن مین نہ اسباب مین غور کرتا ہون اور نہ اس وجوب عقلی کا بوجھ سر پر لیتا ہون پھر اسپر مخالفین کا یہ **اعتراض** نقل کیا ہی کہ دلائل مین غور کرنیکا عقلی وجوب بدیہی امر ہے بنا علیہ جب معجزہ نبی منکر کے سامنے پیش ہوگا وہ بحکم بداہۃ عقل ہی مین غور کرنیکو واجب سمجھے گا - اور توقف کو حرام جانیگا - پھر اسکا **جواب** دیا ہی کہ دلائل مین غور کرنیکا وجوب بدیہی نہین ہی بلکہ خفی

نظری جو دو نظری امور کے ثبوت پر موقوف ہے

امام علی بن ابی الحسین آمدی نے کتاب احکام مین اس دلیل سوم کا یہ جواب دیا ہی کہ شرع کا

اما المعارضة بما ذكره من افحام الرسل فجوابه من وجهين الاول منع توقف استقرار الشرع على نظر المدعو في المعجز بل فيها ظهرت المعجزة في نفسها وكان صدق النبي فيما ادعاه ممكنا وكان المدعو عاقلا متمكنا من النظر والمعرفة فهل استقر الشرع وثبت والمدعو مفرط في حق نفسه

تقرر وثبوت اس منکر کے نظر و تامل پر موقوف نہین بلکہ جب معجزہ ظاہر ہوا اور صدق نبی کا اسکے دعوی مین ممکن ہوا اور وہ شخص جسکو نبی دعوت اسلام کرتا ہی عاقل اور غور و فکر پر قادر ہو تو شرع خود ثابت ہو جاتی ہے پھر وہ شخص نہانے تو قصور وار ہی

الثاني ان الدور لازم على القائل بالايجاب العقلي لان القائل بالعقل هو غير [illegible] العقل

جواب دوم یہ کہ وہ دور جسکو تم ہمپر وارد کرتے ہو وہ قائلین وجوب عقلی پر وارد ہوتا ہی اسلئے کہ عقل ذات خود بلا استعانت

لما خلا عاقل عن

ذلك وعند ذلك فلم يدع ان يقول لا انظر في معجزتك حتى اعرف وجوب النظر ولا اعرف وجوب النظر حتى انظر وهو دور مفحم

فکر و استدلال نظر و استدلال کو واجب نہین کرتی یہ ہو تو اس ہی کوئی انسان عاقل نہو بلکہ فکر و استدلال کی مدد سے وہ وجوب نظر کی ثابت ہی تب منکر کہہ سکتا ہی کہ جب تک مین دلائل مین نظر کرنیکو واجب نہ جان لون تیری معجزہ مین نظر کرنیکو واجب نہین سمجھتا اور دلائل مین نظر کرنیکو واجب جاننا میری سوچ و تامل پر موقوف ہی پس نہ مین سوچ مین پڑتا ہون نہ اس وجوب عقلی کا بوجہ اٹھاتا ہون -

امام غزالی (معتمد علیہ مخالف و موافق) نے اس دلیل سوم کا ایسا جواب دیا ہی جو عوام کی سمجھ مین بخوبی آسکتا ہی آپ نے **احیاء العلوم** مین مسئلہ عدم وجوب طاعۃ الٰہی بحکم عقل اسی تقریر و دلیل سے جو امام رازی کے کلام مین گذری - بیان کرکے کہا ہی

باقی آئندہ

حصۂ دوم
مذہب ومعاشرت

وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا

رسول جو حکم دے سو لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ

مذہب ومعاشرت آپسمین خوب جکڑے ہوئے ہین - اور ایک زنجیر مین بندھے ہوے - اور انبیا علیہم السلام جیسے عبادات سکھانیکو آئے ہین ویسے ہی معاملات وطرز معاشرت بتانیکو تشریف لائے -

ہرچند اصل اصول نبوت واصلی مقصود بعثت روحانی ترقی یا تہذیب ہے لیکن معاملات یا احکام عملی مین دست اندازی اس روحانی ترقی یا تہذیب کے منافی نہین ہے - بلکہ جس معاملہ یا رسم یا عادت مین انبیا نے دخل دیا ہے اور اسکا عمدہ طرز تعلیم کیا ہے اسمین اس تہذیب کو مدنظر رکھا ہے - اسی نظر سے خاتم المرسلین نے فرمایا ہے

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (مالک) رواہ فی الموطا بلفظ حسن الخلق

مین تو اسیواسطے بھیجا گیا ہون کہ اچھی عادات یا اخلاق کو پورا کرون

لایومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ رواہ فی شرح السنہ

اور یہ بھی فرمایا ہے تم مین سے کوئی شخص (کامل) مسلمان نہوگا جب تک اسکی خواہش نفس میری ان سب احکام یا تعلیمات کے جو مین لیکر آیا ہون تابع نہو

فلا وربک لایومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما - نساء ع ۹

اور خدا تعالے نے خود بھی فرمادیا ہے کہ تیرے رب کو اپنی قسم ہے - یہ لوگ کبھی مومن نہونگے جبتک اپنے تمام جھگڑون اور اختلافی معاملات مین تجھے حاکم نہ بنادین - پھر تیرے فیصلہ سے اپنے دلمین تنگی نہ لاوین -

یہ ارشاد خداوندی اسی امر کی نسبت صادر ہوا ہے جو از قسم معاشرت ہے چنانچہ صحیح بخاری مین

عن عروۃ ابن الزبیر قال خاصم الزبیر رجلا

مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت زبیر سے ایک نالی کے

من الانصار فی شریج من الحرة فقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسق یا زبیر
ثم ارسل الماء الی جارك فقال الانصاری
یا رسول اللہ ان کان ابن عمتك فتلون وجهه
ثم قال اسق یا زبیر ثم احبس الماء حتی یرجع
الی الجدر فاستوعی النبی صلی اللہ علیہ وسلم للزبیر حقه فی صریح
الحکم حین احفظه الانصاری کان اشار
علیهما بامر هو له سعة قال الزبیر فما احسب هذه
الآیة نزلت فی ذلك فلا وربك لا یؤمنون
حتی یحکموك فیما شجر بینهم - بخاری ص ۳۳۲ ج ۱
وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ
ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم
ومن یعص اللہ ورسوله فقد ضل ضلالا
مبینا

(جو ایک پانی کی جگہ سے کھیت کو آتی تھی) مقدمہ میں
کچھ جھگڑا کیا اور اسکا فیصلہ آنحضرت سے چاہا۔ آنحضرت
نے اُسمیں بطور مصالحت یہ فیصلہ دیا کہ پہلے زبیر
اپنے کھیت کو بقدر حاجت پانی لے لے۔ پھر اس شخص
کے کھیت کیطرف پانی چھوڑ دے۔ وہ انصاری
اس فیصلہ پر راضی نہوا اور اسکو حضرت زبیر کی قرابت
کے سبب سے بیجا فیصلہ سمجھا۔ پھر آنحضرت کا چہرہ مبارک
(غصہ کے سبب) متغیر ہوگیا اور آپنے اسمیں پورا
حق دلایا اور زبیر سے کہا کہ تو اپنے کھیت کو اُسکے
مڈیر تک بھر لے۔ پھر اسکی طرف پانی کو چھوڑ۔ جسپر
یہ قول نازل ہوا۔
اور اللہ تعالے نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی مومن مرد
یا عورت کا یہ منصب نہیں کہ اللہ اور اسکا رسول کوئی
حکم صادر فرما دیں اور وہ اُسکے ماننے نہ ماننے میں خود مختار
رہیں۔ جو اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانیگا وہ کھلا گمراہ
ہوگا +

یہ قول بھی ایسی ہی موقع میں نازل ہوا جو قسم معاشرت ہے چنانچہ **ابن جریر و ابن مردویہ** وغیرہ مفسرین نے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انطلق یخطب علی زید
بن حارثة فدخل علی زینب بنت جحش الا سدیہ
فخطبها قالت لست بناکحته قال بلی فانکحیه
قالت افآمر نفسی فبینما هی تساومه

روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے زینب بنت جحش کو اپنے
معتق غلام زید کے نکاح میں لینا چاہا اور اسنے
اور اسکے بھائی عبداللہ نے اسکو غلام سمجھکر نکاح سے
انکار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی امر پر

اوامر نفسی فبینا هما یحدثان اذ نزل الله اصرار کیا - آخر اس نے کہا کہ میں اپنے جیمین سو چونگی -
هذه الآیة علی رسوله قالت قد رضیته اب اور وہ یہی کچھ کہہ رہی تھی کہ آیت نازل ہوئی پھر
یا رسول الله منکحا ام لم قالت اذن لا عصیه وہ عورت بولی کہ اگر آپکو یہی پسند ہو تو میں آپکی
رسول الله قد انکحته نفسی - اخرجه ابن جریر تا بعد رہوں

یہ اقوال ربانی و احادیث نبوی تو بطور عموم امور معاشرت کا مذہب میں داخل ہونا ثابت کرتے ہیں اب چند احادیث و اقوال ایسے ذکر کئے جاتے ہیں جنسے خاص خاص امثلہ امور معاشرت کا دین میں داخل ہونا ثابت ہوتا ہو اللہ تعالے نے **قانون محافظت حقوق** جانی و مالی خلائق میں (جسمیں **دیوانی و فوجداری** دونو قسم کے احکام آجاتے ہیں) فرمایا ہو

نمبر شمار	احکام معاشرت	حوالہ بطور نوٹ
(۱)	ایک دوسرے کا ناحق مال نہ کھاؤ	لا تاکلوا اموالکم الخ - نساء ع۵
(۲)	کسیکو قتل نکرو - کروگے تو خود مارے جاؤگے	کتب علیکم القصاص الخ - بقرہ ع۲۲
(۳)	خاص کر یتیم کا مال ناحق نہ کھاؤ - کھاؤگے تو آگ میں جاؤگے	ان الذین یاکلون اموال الیتامی - نساء ع۱
(۴)	چوری نکرو - کروگے تو تمہارے ہاتھ کاٹے جائینگے	السارق والسارقة فاقطعوا - مائدہ ع۶
(۵)	امانت کو ادا کرو	ان الله یامرکم ان تودوا الامانات - نساء ع۸

قانون شہادت میں جو دیوانی مقدمات کے ثبوت کے لئے بمنزلہ اصول ہو فرمایا ہے -)

(۶)	سچی گواہی کو نہ چھپاؤ ایسا کروگے تو گنہگار ہوجاؤگے	ولا تکتموا الشهادة الخ بقرہ ع۳۹
(۷)	جھوٹ نہ بولو	واجتنبوا قول الزور الحج ع۴
(۸)	معاملہ کے وقت دو مرد گواہ مقرر کرو دو نہوں تو ایک مرد اور ایک عورت	واستشهدوا شهیدین بقرہ ع۳۹

قانون معاشرت و اخلاق روزمرہ کی عادات (کھانے پینے ملنے صحبت رکھنے کے باہمی جو ذاتی اور اخلاقی کام اور **فوجداری** احکام پر مشتمل ہو فرمایا ہے

(۹) (۱۰)	خنزیر اور وہ جانور جسپر بوقت ذبح بسم اللہ نہ پڑھی جاوے	حرمت علیکم المیتۃ مائدہ ع۱
(۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴)	اور گلا گھونٹا - چوٹ سے مارا گیا - گر کر مر گیا - عام مردار	وما ذکیتم انعام ع
(۱۵)	کھاؤ - پر اگر وہ مردار اُس کتے کا مارا ہوا ہو جسکو تم نے بسم اللہ پڑھکر شکار پر چھوڑا تھا تو بے شک نوش کر جاؤ	احل لکم الطیبات وما علمتم من الجوارح مائدہ ع
(۱۶) (۱۷)	شراب نہ پیو - جوا نہ کھیلو یہ شیطانی کام ہین	انما الخمر والمیسر رجس الخ مائدہ ع
(۱۸)	زنا مت کرو - یہہ بڑی بیحیائی ہے	لا تقربوا الزنا - بنی اسرائیل ع۴
(۱۹)	کسیکی غیبت نکرو - کیا تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا	ولا یغتب بعضکم بعضا الخ ۲۶
(۲۰)	چاہتے ہو تو حالت حیض مین مجامعت نکرو	حجرات ع۲ - قل ھو اذی الخ بقرہ ع
(۲۱)	ماں باپ - ہمسایہ - قرابتی - مسکین - مسافر سے سلوک کرو	وبالوالدین احسانا نساء ع۶
(۲۲)	کسیکے گھر جاؤ تو گھر مین داخل ہونے سے پہلے سلام کہو	لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم الخ نور ع۴
(۲۳) (۲۴)	اور داخل ہونیکا اذن مانگو اذن نہ ملے تو واپس جاؤ	
(۲۵)	اور خاصکر تین وقتون مین - صبح - دوپہر - بعد عشا جو کہ تمہارے آرام کے اوقات ہین جسمین پردہ نہین جیسے لڑکے نابالغ یا غلام وہ لوگ بھی بلا اذن نہ آوین	لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم نور ع۸

قانون ازدواج جو بہترین امور معاشرت سے ہے فرمایا ہے

(۲۶) (۲۷)	مشرکہ عورت سے نکاح مت کرو اور نہ مشرک کو اپنی لڑکی دو	ولا تنکحوا المشرکات بقرہ ع۲۷
۲۹ (۲۸) ۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۴۰	سوتیلی ماں - اپنی ماں - بہن - پھوپھی - خالہ - بھتیجی بھانجی اپنی منکوحہ مدخولہ کی بیٹی - اپنی بیٹی کی بہو جورو کے ہوتے اُسکی بہن سے نکاح نکرو	ولا تنکحوا ما نکح اباءکم - حرمت علیکم امھاتکم نساء ع۳ و۴

(قانون مفارقت جو حسن معاشرت کے وسائل سے ہے فرمایا ہے)

(۳۷)	جس عورت کو چھوڑ کر پھر بلانا چاہو اسکے لئے دو دفعہ طلاق حد مقرر کی گئی ہے تیسری دفعہ طلاق ہوگئی تو وہ رجوع سے ہاتھ نہ آویگی	الطلاق مرتان الخ بقرہ ۱۹ ع ۶
(۳۸)	رجوع کیصورت مین بھی تین حیض یا تین طہر تک تمہاری راہ دیکھی جاویگی - اس اثنا مین تمنے رجوع نہ کیا تو وہ عورت ہاتھ سے جاتی رہیگی	والمطلقات یتربصن الخ بقرہ ۲۸ ع ۶
(۳۹)	جو کچھ تمنے مہر مین دیا ہے بصورت طلاق واپس نہوگا - بلکہ	ومتعوھن الخ احزاب ع ۶
(۴۰)	اسکے ساتھ کچھ اور بھی (متعۃ الطلاق) دینا پڑیگا	
(۴۱)	ہان اگر عورت خود اپنا آپ مہر دیکر چھوڑانا چاہے تو مرد کو مہر لینا جائز ہوگا - یہ اللہ کی حدین ہین - جو انسے تجاوز کریگا وہ ظالم ٹہریگا	ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اٰتیتمو ھن الخ بقرہ ۲۹ ع ۶

قانون وراثت مین جو دیوانی مقدمات سے ہے یہ فیصلہ فرمایا ہے -

(۴۲)	ایک بیٹے کے ساتھ بیٹی کا ایک حصہ اور بیٹے کے دو حصے	یوصیکم اللہ فی اولادکم نساء ع ۲
(۴۳)	اگر بیٹیان ہون تو کل مال سے انکی دو تہائی - فقط ایک ہو تو اسکا نصف - اسیطرح اور اہل فرائض وعصبات مان باپ	
(۴۴)	میان بیوی بہن بھائی کے حصص کو بیان فرمایا اور اخیر مین یہ کہدیا کہ یہ اللہ کی حدین ہین جو انسے تجاوز کریگا وہ آگ مین داخل ہوگا -	

قوانین سیاست وریاست مین جو پولیٹیکل معاملات وکلکٹری مقدمات کے متعلق ہین ارشاد کیا ہے

(۴۵)	حکام وقت کی اطاعت کرو - جو لوگ حکام کی اطاعت سے خارج وباغی	اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم نساء ع ۹
(۴۶)	ہوکر انسے لڑین یا بغاوت کرین انکو قتل کرو یا پھانسے دو یا جلاوطن کردو	ان بغت احدٰھما علی الاخری الخ حجرات ع ۲
		انما جزاء الذین یحاربون الخ مائدہ ع ۵
(۴۷)	تمہاری رعیتون مین تمہارے مخالفین نہ رہنے چاہین تو انکو دیس نکالا دو	وان احد من المشرکین استجارک الخ برات ع ۱

	پھرانکے جان و مال سے تعرض نکرو -	
(۴۸)	تمہارے دشمن و مخالف تمسے صالحت چاہین تو تم قبول کرو	وان جنحوا للسلم فاجنح لها - انفال ع۸
(۴۹)	جن مخالفین مذہب سے تمہاری صلح اور دوستی ہو جائے - انسے	الا الذین عاہدتم - براءۃ ع۱
(۵۰)	عذر اور لڑائی نکرو - بلکہ باحسان و سلوک پیش آؤ	لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم ممتحنہ ع۱
(۵۱)	باہم اتفاق رکھو - منازعت نکیا کرو	ولا تنازعوا فتفشلوا - انفال ع۶
(۵۲)	جمہوری اور اُن بڑی بڑی کامون مین جنمین کچھ حکم وارد نہین باہم کمیٹی کرکے مشورہ کرلیا کرو	وشاورهم فی الامر - ال عمران ع۱۶
(۵۳)	اس کمیٹی کے ممبر تمہارے دوست و ہم خیال لوگ ہون - دشمن و مخالف نہون -	لا تتخذوا بطانة من دونکم لا یالونکم خبالا - ال عمران - ع۱۲
(۵۴)	ممبر شیر ہمراز ہوکر اپنا راز مخالفونکو نہ بتاؤ - اور اس خیانت کو ذریعہ دوستی نہ بناؤ - جیسے حاطب بن ابی بلتعہ (صحابی مدنی) سے ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم کا کچھ حال اہل مکہ کو لکھ بھیجا -	لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ ممتحنہ ع۱
(۵۵)	جب مجلس کمیٹی مین حاضر ہو یا اور کسی جمہوری کام کے لئے جمع ہو تو بلا اذن امام (میر مجلس) کے وہان سے نہ جاؤ	واذا کانوا معہ علی امر جامع الخ نور ع۹
(۵۶)	ان کاموں کے عامل اموال زمین مقدس موشنی کو عاملہ زکوۃ تحصیل کرو	خذ من اموالہم صدقة الم توبہ
(۵۷)	تحصیلدار کا خرچ و تنخواہ اسمین سے مقرر کرو	انما الصدقات للفقراء
۵۸ ۵۹	اس مال سے مساکین و مسافرون کی پرورش کرو اور	والمساکین والعاملین علیہا
۶۰	غلام و کنیز آزاد کرانے مین صرف کرو	توبہ ع۸

اسی قسم کے بہت سے احکام متعلق امور عشرت قرآن مین موجود ہین جنکو خدا نے دین مین داخل ٹھہرایا ہے

اور اُنکے کرنے کا ارشاد فرمایا۔ ہم ان سب احکام کو اس مقام میں بیان نہیں کر سکتے۔ اور دریا کو کوزہ سے ناپ نہیں سکتے۔ اور جن احکام متعلق امر معاشرت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین ٹھہرایا ہے۔ اور انھیں قوانین کو مقرر فرمایا ہے۔ وہ احکام قرآن سے بڑھکر ہزار در ہزار ہیں بلکہ خارج از احصا و شمار۔ از انجملہ نیز چند تعلیمات کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے مگر ان مسئلہ کی بدستور سابق تفصیل موجب تطویل نظر آتی ہے اسلئے مجمل مضامین کا بیان عمل میں آتا ہے۔ اور بجائے نقل پارہ حدیث بھی فقط نام کتاب سے جسمیں وہ حدیث ہو نشان دیا جاتا ہو۔ اور ایک کتاب مشکوۃ کا جسمیں وہ حدیث منقول ہو اور ہر کسیکو مل سکتی ہے نمبر صفحہ بھی بتایا جاتا ہے۔

نمبر	(کھانے پینے پہننے ملنے وغیرہ اخلاق و عادات کے متعلق احکام)	مشکوۃ صفحہ
(۱)	جو شراب بہت سی پینے سے نشہ دے وہ تھوڑی پینی بھی حرام ہے (ترمذی ابوداؤد وغیرہ)	۳۰۶
(۲)	شراب کا سرکہ نہ بناؤ (مسلم)	"
(۳)	دوا میں شراب کا استعمال نکردو وہ دوا نہیں ہو۔ خود مرض ہو (مسلم)	"
(۴)	جو پینے کی چیز نشہ دے وہ شراب ہے۔ جو کوئی اسکو پیگا تو اسکو دو رکعتوں کے نہ پڑھنے کا گناہ پلائیگا + (مسلم)	"
(۵) (۶)	کتا۔ چوہا۔ بھیڑیا وغیرہ درندے۔ چیل وغیرہ ناخن دار پرندے	۳۵۱
(۸) (۹)	حرام ہیں (بخاری مسلم۔ ابوداؤد وغیرہ)	۳۵۳ تک
(۱۰)	مرغی یا کسی اور جانور کو کسی دیوار یا درخت سے باندھ کر تیروں کا نشانہ نہ بناؤ۔ جو ایسا کریگا وہ ملعون ہوگا (مسلم)	۳۴۹
(۱۱)	کسی جاندار کے چہرہ پر زخم یا چوٹ نہ لگاؤ۔ جو ایسا کریگا وہ بھی ملعون ہوگا (مسلم)	۳۴۰
(۱۲)	جانور قابو میں ہو تو اسکو ذبح کرو۔ تمہارے اختیار سے باہر ہو (جیسے تکا یا کنوئیں میں گرا ہو) تو اسکو بسم اللہ پڑھکر تیر مارو۔ جہاں لگیگا اسکو پاک و حلال کر دیگا۔ (ابوداؤد و ترمذی وغیرہ)	۳۴۹
		۳۵۰

(۱۳) جیتے جانور سے کوئی ٹکڑا کاٹ کر نہ کھاؤ - جو ٹکڑا قبل ذبح جانور سے کاٹا جاوے وہ مردار ہے (ترمذی وابوداؤد) ۳۵۱

(۱۴) خالص ریشمین لباس (بلا عذر مرض خارش وغیرہ) مرد نہ پہنین - جو پہنیگا وہ آخرت مین اس سے محروم رہیگا (بخاری ومسلم) ۳۶۵

(۱۵) گندم کا رنگا ہوا کپڑا مرد نہ پہنین یہ کافروں کا کام ہے (مسلم) ۳۶۶

(۱۶) ٹخنے سے نیچے ازار نر کھو جو ایسا کریگا وہ دوزخ مین جائیگا (بخاری) ۳۶۵

نوٹ ہمارے مخاطب والا مناقب نے اس حکم کو ہنسی مین اُڑایا ہے - اور دین سے مٹایا ہے اسکا جواب ہم عقریب دینگے ——— **انشاءاللہ تعالیٰ**

(۱۷) سونا اور ریشم مردون کے لیے حرام ہین اور عورتونکے لیے حلال (ترمذی ونسائی) ۳۶۷

(۱۸) سونے اور چاندی کے برتنون مین کھانا پینا کسیکے لیے جائز نہیں ہے - (بخاری ومسلم) ۳۶۵

(۱۹) مرد ہوکر عورتونکا زیور یا لباس پہنے تو خدا کی اُسپر لعنت ہے ایسا ہی عورت پر اگر مرد کی صورت اختیار کرے - (بخاری) ۳۷۲

(۲۰) مشرکین کا خلاف کرو - داڑھی بڑھاؤ - اور مونچھین کترواؤ - جو مونچھین نہ کٹاوے وہ مسلمانون مین سے نہین ہے (بخاری ومسلم واحمد وترمذی ونسائی) ۳۶۲ ۳۷۳

(۲۱) مسواک کیا کرو - اسمین خدا کی خوشی ہے - احمد ودارمی ۳۶

تذکرہ

ایک حدیث صحیح مسلم مین آیا ہے کہ مونچھین کترانا - داڑھی کو بڑھانا - مسواک کرنا - ناک مین پانی لینا ناخن کاٹنا - انگلیون کے جوڑ کی اور پرسے خوب دھونا - بغلون کے بال کھانچنا - شرمگاہ کے بال مونڈنا - پانی سے استنجا کرنا - (کلی یا کچھ اور) یہ دس فطرتی خصائل ہین - یعنی قدیمی ملل وادیان ہمارے کی معمولہ ہین جو دین اسلام مین بواسطہ ابراہیم خلیل اللہ پہنچے ہین - چنانچہ اہل اسلام کا دعوے ہے - یا یہ کہ انسان کے نیچر مین داخل ہین - چنانچہ نیچری مسلمانونکا یہ خیال ہے - لیکن بڑا تعجب ہے کہ وہ اور کاٹھ ہو کر پشاب کرتے ہین تو وہ ان پنجابیون کے بن یا پاجامہ کا ازار بند باندھنا نہیں ہین - کہانے سے

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

نمبر نہم — بابت ماہ رمضان ۹۶ھ

جلد دوم — مطابق ستمبر ۷۹ء

جسکے

حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت بحث ہی اور حصہ دوم مین مضمون مذہب معاشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری

اظہار نتیجہ استیشار

اشتہار مندرجہ نمبر ہشتم کے باب مین مراد آباد - دہلی - ناگپور - ڈاکہ شاہپور - لاہور - کپورتھلہ وغیرہ سے جسقدر تحریرات ہمارے پاس پہنچی ہین انکا خلاصہ یہ ہی کہ نیچریون کے الزام سے تقلدین کا جواب مقدم ہے

دلیل انکی (جو ایک بڑے محدث و امام و سند الوقت کی تحریر کی ہی) یہ ہی کہ اگرچہ نیچری مذہب کا ضرر فی نفسہ ضرر تقلید سے بڑھکر ہی - لیکن تاثیر و اشخاص متاثرین کی نظر سے وہ ضرر تقلید سے کمتر ہی - تقلید کا اثر علما و صلحا و اتقیا زمانہ پر محیط ہی جو انکی اسی راہ اتباع سنت پر ہی - اور نیچری خیالات کا اثر بجز ان لوگون کے جو پہلے ہی سے اطاعت شریعت سے خارج اور ہوائے نفس کے متبع تھے کسی متقی یا عالم دیندار پر نہین ہوا ہی عالم ایک بھی مقلد ہوگا تو ہزار آدمی کو تقلید کی دعوت کریگا - اور اسکی دعوت کا اثر عامہ صلحا پر ظاہر ہوگا - اور اسسے عمل بالحدیث چھوٹیگا نیچری تو سبھی ہونگے تو انکی بات بجز ان لوگون کے جنکو کوٹ پتلون پہننے کا شوق اور ازادی کا ذوق ہو کوئی نہ سنیگا -

انکی اس دلیل نے مجھے اس تجویز پر آمادہ کر دیا ہی کہ دو خبر و رسالہ سے ایک خبر و مقلدین کی بحث مین لگاؤن - دوسرا حضرات نیچریہ کی نذر کرون - بعد اختتام بحث مذہب و معاشرت جو غالبًا ماہ آیندہ مین ہوگا اس تجویز پر عمل درآمد ہوگا - اس اثنا مین اگر کسی ممبر یا ناظر رسالہ کو اس رائے سے مخالفت منظور ہو تو وہ اپنے خلاف کی دلیل پیش کرے - ورنہ من بعد بجز تسلیم و رضا چارہ نہوگا +

اعلام

بمبحث اثبات نبوت اول سے آخر تک نیچریہ کے رد مین ہی - یہ لوگ اگرچہ لفظ نبی و نبوت کو مانتے ہین - مگر حقیقت و معنی نبوت سے (جو انبیاء بیان کرتے ہین) یہ لوگ انکاری ہین - یہ بات بتوضیح و تشریح بعد اختتام مقدمات معلوم ہوجاویگی ناظرین اس مبحث کو خطابہ نیچریہ سے اجنبی نہ سمجھین - بلکہ سرسید نہین کا جواب خیال کرین -

امام غزالی

آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر نے تہذیب باہ جمادی الثانیہ ۹۶ھ مین ایک بیدلیل دعوی (جسکو بیدلیل ہونیکی نظر سے ایک جزئی حکم کہا جاسکتا ہی) کیا ہی کہ امام غزالی کے دیگر رسالون سے ثابت ہوتا ہی کہ انکا یہ اعتقاد نہین رہا تھا جو انہون نے منقذ من الضلال مین لکھا ہے - مین کہتا ہون کہ اپنا جزئی حکم بلا دلیل دعوی جو اپنا تقلد ہوا سکے مقابلہ مین اسکو کب مانتے ہین - خاصکر اس حالت مین کہ اسکا خلاف امام غزالی کے رسائل مین موجود و بکثرت مین اسی رسالہ منقذ من الضلال کے شروع سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ رسالہ آپنے اخیر مین بعد کمال تبحر فلسفہ اور اسکے مفاسد و غوائل پر مطلع ہوجانیکے تصنیف کیا ہی - آپ فرماتے ہین ثم انی ابتدءت بعد الفراغ من علم الکلام بعلم الفلسفۃ فشمرت عن ساق الجد فی تحصیل ذلک العلم من الکتب فاطلعنی اللہ تعالی بمجرد المطالعۃ علی منتھی علومھم فی اقل من سنتین - ثم لم ازل اواظب علی التفکر فیہ بعد فھمہ قریبا من سنۃ اعاودہ واراوده واردد والتقف غوائله واغوازه حتی اطلعت علی ما فیہ من خداع وتلبیس وتمویق وتجھیل اطلاعا عالم اشك فیہ فاستقم الآن ان اذکرلك حاصل علومھم فانی رأیت الی الخرما الخضناہ فی الصفحۃ الخامسۃ ۱۳۵ پہر حصول کمال کے بعد کیا زوال ہوگیا تھا جسمین انہون نے رجوع کیا اور فلاسفہ کی باتونکو (جنکو بوقت تکمیل تبحر تمویق و خداع و تجہیل کہہ چکے ہین) حق سمجھ لیا ؟

اس رسالہ منقذ من الضلال کے سوا آپکی تصنیفات امام غزالی - جواب سوالات زنادقہ قسطاس مستقیم الجام العوام رسالہ قدسیہ اقتصاد فی الاعتقاد مضنون بہ علی اہلہ مضنون بہ علی غیر اہلہ - کتاب التفصیل التفرقہ بین الاسلام والزندقہ

مقصد الاسنی فی شرح الاسماء الحسنی اختیار العلوم وغیرہا جو سب سے سبقت الٰہی ہی راقم کے پاس موجود ہین -
سبھی مضمون منقذ من الضلال کی تائید و تصدیق کرتے ہین - پھر وہ رجوع آپکا کس کتاب مین ہے -
علاوہ بران تاریخی واقعات بھی اسی مضمون کی تصدیق کرتے ہین کہ وہ اخیر عمر مین محدثانہ خیالات پر ہوگئے
تھی قال علی القاری مات الغزالی والبخاری علی صدلک پھر انکا رجوع کیا بعد موت ہوا ہمکو معلوم ہوتا ہے
کہ جناب مخاطب نے مسلمانونکو یہ بات کہ غزالی ہمارا ہمخیال ہے) جتانے کے لئے یہ بات اپنی باطنی خیر سے نکالی ہی
کسی ظاہری کتاب مین نہین دیکھی شائد ہماری نظر کا قصور ہو - ہم بہت خوش ہونگے - اگر آپ ہمکو اس
کتاب سے نشان دہی کرینگے مگر وہ کتاب کسی نیچری یا فلسفی کی تصنیف نہو - قدیمی مسلمانون سے کسی محقق کی تالیف ہے

شرح حدیث

من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ وان زنی وان سرق

جناب ممدوح نے اسی پرچہ جمادی الثانیہ کے خاتمہ مین تمسک حدیث مذکور بصدر فرمایا جسنے دل سے لا الہ الا اللہ
کہا چور ہو خواہ زانی وہ بہشت مین داخل ہوگا -
جس سے مراد ایکی یہ ہی کہ لا الہ الا اللہ کہنے والا خواہ کیسا ہی گناہگار ہو وہ بلا سزا عذاب بہشت مین جاویگا -
اس مراد پر دلیل یہ ہی کہ ہماری آپکی اسمین نزاع ہی ہم اسکی منکر ہین - اور آپ مثبت - عذاب ہونیکے بعد
گنہگار مسلمانونکا بہشت مین داخل ہوجانا تو ہماری نزاع کا محل نہین ہی - اور اس مراد سے آپکا یہ قول کہ یہ حکم
کوئی دلیل سپیدہ آپنے قائم کی ہی نہ کتاب و سنت مین پائی جاتی ہی - اور حدیث مذکور بصدر کی وہ مراد نہین ہے
جو آپنے سمجھی ہی اسکی مراد جو (بطریق تصنیف راقم مصنف نیکو کند بیان - خدا و رسول نے کئی آیات و احادیث کے
ضمن مین ظاہر کی) یہ ہی کہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا چور ہو خواہ زانی وہ ضرور بہشت مین داخل ہوگا - خواہ
پہلی ہی داخل ہوجائے اور اسکے سب گناہ بدون سزا دہی خدا تعالے معاف کردے خواہ گناہونکی سزا بھگت کر بہشت
مین داخل ہو - وہ آیات و احادیث جنسے یہ مراد اس حدیث کی ثابت ہوتی ہی - کئی ہین لیکن ہم مقام مین ایک آیت پر
دو حدیثونکے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہی **قال اللہ تعالی** ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر
ما دون ذلک لمن یشاء یعنی خدا شرک کو تو ہرگز نہین بخشتا - پر اس سوا جسکے گناہ چاہے بخشدے

ابو سعید محمد حسین لاہوری

اسکا مفہوم صاف ظاہر ہی کہ جسکو نہ چاہی وہ گناہ نہین بخشتا - اور اس بخشش کا نہ چاہنا بھی اسکی قدرت مین داخل ہی - سید احمد خالصاحب کا خاتمہ مضمون مذہب و معاشرت مندرج پرچہ رجب ۹۶ مین اسپر یہ اعتراض کہ اس صورت مین وعدہ مغفرت مشتبہ ہوجاتا ہی اس تقریر سے مندفع ہوسکتا ہی کہ اس آیت مین فاسق مسلمانونکی لئے وعدہ مغفرت کا یقینی و قطعی ہونا آپ کو کس نے بتایا ہی - اور اس اشتباہ کا خلاف کس آیت یا حدیث سے معلوم ہوا ہی - جہانتک کتاب سنت و آثار اخیار امت کو دیکھا جاتا ہی یہی معلوم ہوتا ہی کہ قطعی وعدہ مغفرت تو متقیون ہی کے واسطے اگر متقی ہونا ہر مسلمان کا بجز ان لوگون کے جنکو خدا و رسول نے بشارت دی ہی - پھر محل اشتباہ ہی مخصوص ہے فاسق مسلمانون کے لئے تو اشتباہ ہی کیا ہی کہ دیکھئے بچ جاتے ہین یا گناہونکی سزا بھگت کر چھٹی پاتے ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وکان فی قلبہ وزن شعیرۃ من خیر ویخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وفی قلبہ وزن برۃ من خیر ویخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وفی قلبہ وزن ذرۃ من خیر بخاری و مسلم یعنی دوزخ سے نکالا جاویگا جنہی لا الہ الا اللہ کہا اور اسکے دل مین ایک جو برابر یا گیہون برابر یا ذرہ برابر ایمان ہوگا - یہ حدیث صاف ناطق ہی کہ پہلے انکو دوزخ مین داخل کیا جاویگا آخر ایمان کے سبب سے نکالا جاویگا اس نکالنے اور دوزخ مین عذاب بھگتنے کی تفصیل بہت سی احادیث بخاری و مسلم مین موجود ہی - اور بجمال ہمین عذاب مسلمان گناہگار ونکا ہمارے مضمون مذہب و معاشرت مندرج نمبر ۱ و نمبر ۲ سابق مین بدلیل احادیث و آیات احکام نیز موجود و صحیح بخاری مین بصفحہ ۷ حدیث ہی کہ آنحضرت نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ اگر جو کوئی تم سے خودکشی یا قتل نفس یا بہتان کا مرتکب ہوگا اگر اسکا حال دنیا مین نہ کھلا اور اسپر حد جاری نہوئی تو وہ خدا کی سپرد ہی - وہ چاہیگا تو اسکو بلا سزا دہی چھوڑ دیگا - اور اگر عذاب کرنا چاہیگا تو عذاب کریگا - گناہگار مسلمانون کے لئے عذاب کا خوف ہونا - اسحدیث مین قطعی طور پر بایا جاتا ہے بالجملہ جو مراد حدیث مذکور کی اپنے سمجھی ہی کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہین ہوتی ورنہ آجتک سوائے فرقہ ضالہ مرجیہ کے کسی مسلمان نے خیال مین آئی ہی جناب ممدوح نے مسلمانونکو قید شریعت سے آزاد کرنیکی لئے یہ خوشخبری سنائی اور اپنے مضمون مذہب و معاشرت اور مضمون مذہب ان کا امر طبعی ہی جس سے احکام عینیہ و عینیہ کا مٹانا مراد ہی کو خاطر جناب ہم کے ثابت کرنیکو یہ پٹڑی جمائی ہی مسلمان انکی خلاف واقع بناؤتون سے مطمئن

بقیہ مقدمات مبحث اثبات نبوت

فان قیل فاذا لم یجب النظر والمعرفة
الا بالشرع والشرع لا یستقر الا بالنظر
المکلف فیه فاذا قال المکلف للنبی ان
العقل لیس یوجب علی النظر

اگر کوئی کہے کہ جب وجوب فکر و معرفت الہی شرع ہی
سے ثابت ہوتا ہے اور شرع بدون دلائل سوچنے
اور فکر کرنے مکلف کے قرار نہین پاتی تو مکلف نبی
سے کہے گا کہ عقل تمہاری بات مین غور کرنے کو واجب
نہین کرتی -

والشرع لا یثبت عندی الا بالنظر و
اقدم علی النظر ادّی ذلک الی افحام الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم قلنا هذا ایضا هو
قول القائل للواقف فی موضع من المواضع
ان وراءک ضاریا فان لم تنزعج عن
المکان قتلک وان التفت وراءک
ونظرت عرفت صدقی فیقول الواقف
لا یثبت صدقک ما لم التفت وراءی
ولا التفت وراءی ولا انظر ما لم
یثبت صدقک فیدل هذا علی
حماقة هذا القائل ویهدد للهلاک
ولا ضرر فیه علی الهادی المرشد وکذلک
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان
وراءکم

رہی شرع سو میرے غور و تامل کے سوائے ثابت نہین
ہوتی پس نہ مین غور کرتا ہون نہ تمہاری بات کو مانتا
ہون اس سے نبی ساکت ہو جاویگا - تو ہم اسکے
جواب مین کہین گے کہ اس مکلف منکر کا یہ کہنا
ایسا ہے جیسے کوئی کسی شخص کو جو ایک جگہ کھڑا
ہو کہے کہ تیرے پیچھے ایک درندہ ہے تو یہان سے
نہ ٹلے گا تو وہ تجھے مار ڈالیگا - اور اگر تو پیچھے پھر کے
دیکھے گا تو میری بات کو سچ جان لیگا - اسکو
وہ شخص یہ کہے کہ تیری بات کا سچ ہونا تب ہی
معلوم ہوگا جب مین پیچھے پھر کر دیکھونگا - اور
مین پیچھے پھر کر کبھی نہ دیکھونگا جب تک تیری بات
کا سچ نہ جان لون - یہ بات اس شخص کی حماقت
کی دلیل ہے - اور اسکو ہلاکت کے لئے نشانہ
بتاتے ہو - اسمین اس ہادی کا کچھ ضرر و نقصان
نہین ہے - اسیطرح نبی صلعم ارشاد کرتا ہے کہ تمہارے

الموت ودونه السباع الضارية والنيران المحرقة فان لم تاخذوا منها حذركم اهلكتكم وتعرفون صدقي بالالتفات الى معجزاتي فمن التفت عرف واحترز ونجا ومن لم يلتفت واصر هلك وترديٰ ومعنى كلامهم انهم

پیچھے موت ہے اور اسکے بعد درندے اور جلانے والے آگ ہے اگر تم اس سے نہ بچوگے تو ہلاک ہو جاؤگے اور میری بات کا صدق تم میری بات میں غور کرنے سے پہچان سکتے ہو۔ پس جس نے اسمیں غور کی وہ بچ گیا اور جو ملتفت نہوا وہ ہلاک ہوا

ان شواہد ونقول علماء محول سے ہماری تقریر کی پوری تائید ہوئی اور اسکی مشابہت شکر تریاق کفر وزہر کی نسبت جو بات ہمنے کہی تھی اسکی تصدیق ہوئی۔ اور یہ بات بخوبی ثابت ہوئی کہ شکر وتریاق کا نیچر اسبات پر دلیل وعلامت نہین ہو سکتا کہ خدا اسکے عمل مین لانے سے خوش ہوتا ہے۔ اور اسکے عوض مین ثواب دیتا ہے۔ اور کفر وزہر کا نیچر اسبات پر دلیل یا علامت نہین ہو سکتا ہے کہ خدا اسکے استعمال سے ناخوش ہوتا ہے اور اسکے عوض مین عذاب کرتا ہے۔ جب ایسے کھلے نیچر والے چیزین خدا کی ارادت ومرضیات کی دلائل وعلامات نہو سکین تو دنیا کی اور کون چیز ارادہ الٰہی پر دلیل ہو سکتی ہے اور ہماری مثال سوم مین نیچریون کی نزاع کب صحیح ہو سکتی ہے۔

اس بیان سے مضمون مثال سوم کی صحت وصداقت کا اتمام ہوا اور اسکے ضمن مین اصل اصول مذہب نیچریہ کا بھی ابطال ہو گیا اور اسباب مین ہم ایک مستقل بحث بھی کرنا چاہتے ہین (اسمین ہم بال کی کھال نکالین گے اور نیچر کو (جسکو یہ لوگ معجزہ کتاب سمجھکر ہاتھ مین لئے پھرتے ہین) کان سے لیکن کر ڈالین گے۔ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہین اور اب بھی کہتے ہین کہ خدا کا نیچر اور ہے جسکے وجود سے ہمکو انکار نہین۔ ان لوگونکا نیچر اور ہے جسکا بجز بوچ خیالات ان حضرات کے کہین وجود نہین۔ اسباب کافی الجملہ ثبوت ہم رسالہ نمبر ششم مین دے چکے ہین اس سے بڑھکر اثبات اسکا آئندہ کرنا چاہتے ہین۔ وباللہ التوفیق

مقدمہ سادسہ انسان اپنی ملکی طاقت سے ایسے علوم کے لیاقت بھی رکھتا ہے

جو حواس خمسہ و عقل کے ذریعہ سے حاصل نہون اور ان چیزونکو جان سکتا ہے جو اُسکے دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے چھونے سمجھنے سوچنے فکر کرنے مین نہ آوین بیٹھے بیٹھے یا سوتے سوتے تعجب سے اُسکے دل مین وہ آپڑین گو اُسکی عقل و حواس اُسکی طرف متوجہ نہون - اُسکی تمثیل جو بمنزلہ دلیل ہے رویا صالحہ یعنے سچی خواب ہین اور واقعات غیبی (جو نہ حواس سے معلوم ہوسکتی ہین نہ عقل یا کسی اور اختیاری آلہ سے دریافت ہونی ممکن ہین) کی نسبت بعض لوگون کی سچی خبرین - سچی خوابونکا سبب علم والہ اور ادراک ہونا اکثر اشخاص جانتے ہین اور اس امر کی صداقت وہ اپنے وجدان سے پہچان سکتے ہین - انسانون مین جبلی ملکیت بہیمیت کے زور سے بالکل منفصل و مٹیا میل نہین ہوگئی کوئی شاذ و نادر شخص ہوگا جسکو کبھی نہ کبھی کوئی سچی بات خواب مین منکشف نہوگئی ہو اور اسکا کوئی خواب نفس الامر اور واقع کے مطابق نہوا ہو

ہرچند اکثر اشخاص بہائم سیرت کی اکثر خواب ہا از قسم خیالات روزمرہ ہوتی ہین و لیکن بعض اشخاص (اپنے اجمال ملکی صفت والون کے) بعضے خواب ایسی بھی ہوا کرتی ہین جو مدافعت و مزاحمت وہم و خیال و عادت و طبیعت سے محفوظ و مبرا ہوتی ہین - و مع ذالک نفس الامر اور واقع کے مطابق -

یہ ایک وجدانی اور بدیہی بات ہو جسپر دلیل قائم کرنے کی کچھ حاجت نہین ہے - بلکہ اسکا جتا دینا اور لوگونکو اسپر متنبہ کر دینا کافی ہے - جو اسمین دلیل کا مطالبہ کرے وہ اپنی ہی لوح دل و دماغ کا مطالعہ کرے - اور اپنے مدۃ العمر کے واقعات صافی کو غور سے دیکھے اگر انمین کوئی سچی و نفس الامری بات جسمین وہم و خیال کا دخل نہو نپاوے تو پھر دس بیس سو پچاس اور ہمجنس لوگونکی خوابونکا تفحص کرے - ضرور کوئی نکوئی سچا خواب پائیگا اور ہمارے اسبات پر ایمان لائیگا - تفصیل اس اجمال کی (چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۳۷۸ مین افادہ فرمایا ہے) یہ ہے کہ

واما الرویا فھی علی خمسۃ اقسام بشری من اللہ وتمثل نورانی للحمائد والرذائل المندرجۃ فی النفس علی وجہ ملکی وتخویف من الشیطان

خواب پانچ قسم ہین - اول الہی خواب یعنے بشارات وتعلیمات الہیہ (جنکے اثبات کے ہم درپے ہین)

قسم دوم اخلاقی خواب جنمین نیک وبد اخلاق کی مثالے صورتین انسان اپنی ملکی طاقت سے دیکھ سکتا ہے

قسم سوم شیطانی خواب یعنے شیطانی وسوسے اور ڈراوے جیسے کسی کا سر کٹا جاوے یا کوئی بندر کتا ڈراوے

وحدیث نفس من قبل العادۃ التی اعتادھا النفس فی الیقظۃ یحفظھا المتخیلۃ - ویظھر فی الحس المشترک ما اختزن فیھا

قسم چہارم خیالی خواب یعنے اُن امور کے خیالات جو انسان کی عادات روزمرہ مین داخل ہین اور اُسکی قوت متخیلہ مین جمع رہتے ہین اور بوقت خواب اسکی حس مشترک مین نمایان ہوتے ہین (چنانچہ صراف کو اشرفیون کی خواب آتی ہین سپاہی کو لڑائیون کی - اوڈیٹر اخبار کو اخبار کے مضمون سوجھتے ہین منطقی کو منطقی مسئلے خواب مین آتے ہین - اسی جگہہ سے مثل مشہور ہوگئی ہے - ملی کو چھیچھڑون کی خواب -

وخیالات طبیعیۃ لغلبۃ الاخلاط وشبہ النفس باذاھا فی البدن

قسم پنجم طبعی و اخلاطی خواب یعنے وہ خیالات جو بدن انسان مین اخلاط (مثلاً بلغم - صفرا کے) غالب ہوجانے اور نفس انسانی کے اس سے تکلیف پانے کے سبب خواب مین بصورت مناسب اخلاط نمایان ہوتے ہین (جیسے صفراوی انسان خواب مین آگ دیکھتا ہے اور اُسکی گرمی سے تکلیف پاتا ہے اور بلغمی پانی دیکھتا ہے اور جسکے بدن مین فضلات (بول براز - منی وغیرہ) جمع

اما البشری من اللہ فحقیقتہا ان النفس الناطقۃ اذا انتہزت فرصۃ عن عوائق البدن باسباب خفیۃ لا یکاد یقظ بہا الا بعد تامل واذا استعدت لان یفیض علیہا من منبع الخیر والجود کمال علمی فافاض علیہ شیئا علی حسب استعدادہ ومادتہ العلوم المخزونۃ عندہ وہذہ الرویا تعلیم الٰہی کالمعراج المنامی الذی رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہ ربہ فی احسن صورۃ فعلمہ الکفارات والدرجات وکالمعراج المنامی الذی انکشف فیہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم احوال الموتی بعد انفکاکہم عن الحیوۃ الدنیا۔

واما الرویا الملکی فحقیقتہا ان فی الانسان ملکات حسنۃ وملکات قبیحۃ ولکن فصاحب ہذا ایراہ اللہ تعالی واصلہ الانقیاد للباری۔ ویری الرسول صلی اللہ علیہ وسلم واصلہ الانقیاد للرسول المرکوز فی صدرہ

ہون وہ خواب مین بیت الخلا اور عورتون کے اردگرد پھرتا ہے وعلی ہذا القیاس

قسم اول کی حقیقت یہ ہے کہ نفس انسانی جب حجابات بدن سے بوقت خواب کچھ فرصت پاتا ہے تو وہ فیضان الٰہی کے لئے مستعد ہو جاتا ہے۔ یہ خواب تعلیم الٰہی ہین۔ جیسے خواب کا معراج جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالے کو اچھی صورت مین دیکھا۔ اور خدا تعالے نے آنحضرت کو کفارات و درجات کے کام سکھائے یا وہ خواب کا معراج جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مردون کا احوال منکشف ہوا

قسم ثانی کی حقیقت یہ ہے کہ انسان مین اچھے اور برے اخلاق و ملکات ہوتے ہین ولیکن اپنے ان ملکات کو وہ جان سکتا ہے جو بہیمیت چھوڑ کر ملکیت سے موصوف ہو جاتا ہے۔ پس جسکو بہیمیت سے تجرد ہو جاتا ہے وہ اپنی بھلائیون اور برائیون کو بصورت مثالی محسوس دیکھتا ہے

ایسا شخص خدا تعالے کو خواب مین دیکھتا ہے جسکی حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کا مطیع ہے اور رسول کو خواب مین دیکھتا ہے جو اطاعت رسول کی صورت مثال ہے

ویری الانوار واصلها الطاعات
المکتسبة فی صدرہ وجوارحہ
تظهر فی صورة الانوار والطیبات
فمن رای الله والرسول والملئکة
فی صورة قبیحة او فی صورة الغضب
فلیعرف ان فی اعتقادہ خللا وضعفا
وان نفسہ لم یتکمل
وکذلک الانوار التی حصلت بسبب الطهارة
تظهر فی صورة الشمس والقمر
واما التخویف من الشیطان فوحشة وحوش
من الحیوانات الملعونة کالقرد والفیل
والکلاب السود ومن الناس فاذا رای
ذلک فلیتعوذ بالله ولیتفل ثلثا عن یسارہ
ولیتحول عن جنبه الذی کان علیه اھ

اور نور دیکھتا ہے جو در اصل طاعات ہین جو نور اور
ستھری چیزون (جیسے شہد - گھی - دودھ) کی
صورت مین ظاہر ہوتے ہین
اور جو شخص خدا یتعالے یا رسول یا فرشتونکو بری
یا غصے کی صورت مین دیکھے وہ یہ جان لے کہ ان
صورتون کی برائی اسکے اعتقاد کی برائی ہے
اور اسکا نفس ہنوز کمال کو نہین پہنچا
اسیطرح جو نورانیت اسکو پاکیزگی کی سبب حاصل ہوتے
ہے وہ چاند اور سورج کی صورت مین نمایان ہے
قسم ثالث (کی حقیقت کی ہم پہلے تشریح کرچکے
ہین کہ) وہ بُرے حیوانات - بندر - ہاتھی - کتے
اور کالے کالے آدمیون سے ڈرا ہوتا ہے
جو کوئی ایسی چیزین دیکھے وہ بائین طرف تھوک
دے اور اپنے کروٹ کو بدل ڈالے -

صحیح مسلم کی حدیث مین آیا ہے جو ایسے مکروہ خواب دیکھے وہ شیطان کی برائی سے خدا
کی پناہ مانگے اور اپنی بائین جانب تھوکدے - اور جس کروٹ وہ خواب دیکھا اسکو
بدل ڈالے - اسکو اس خواب کا ضرر نہ پہنچیگا -

حاشیہ

چوتھی قسم رابع وخامس کی حقیقت بدیل بیان ان اقسام کے ہم بیان کرچکے ہین منجملہ ان اقسام
کے مقصود و محل بحث **قسم اول** ہے اور ہمارا یہ دعوے ہے کہ اقسام چہارگانہ
سے علاوہ اس قسم کا وجود بھی ایک واقعی اور وجدانی امر ہے اور اسکے موجود ہونے اور
اسکے اقسام چہارگانہ سے جدا ہونے مین کسیکو مجال شک ونزاع نہین گو اسکے بیان حقیقت

وتشریح انیت مین گنجائش نزاع ہے۔

ہم کسی ہندو یا قدیمی مسلمان یا عیسائی یا یہودی کو اسکے وجود مین متردد نہین دیکھتے۔ اور اسبات کا منکر نہین پاتے کہ بعض اوقات مین بعض اشخاص کو خواب مین ایسا امر منکشف ہوجاتا ہے جو پہلے سے اسکے وہم وخیال مین نہین آتا۔ اور نہ اسکے اخلاق یا طبیعت کو اس سے تناسب ہوتا ہے وسع ذلک وہ امر واقع اور نفس الامر کے مطابق نکلتا ہے۔ مگر آج کل کے نئے مسلمان (جو نیچری کہلاتے ہین) اس وجدانی و بدیہی امر سے منکر ہین۔ اور بلا تفصیل † خوابونکو بے اعتبار بتاتے ہین۔ اور تعبیر خوابونکی نسبت برملا کہتے ہین کہ یہ بھی منجملہ ان برائیون کے ہے جنکے عذاب مین قدیم وجدید مذاہب اعلے سے ادنے تک (جنمین اسلام بھی داخل ہے) پھنس رہے ہین لیکن انکا یہ انکار باوجود مسلمان ہونیکے محل تعجب ہے اور انکا اسلام معلوم نہین کیا حقیقت رکھتا ہے۔ جسحالت مین بانی مذہب اسلام (خدا اور اسکا رسول) سچی خوابونکا وجود ثابت کر رہے ہین اور تعبیر خواب کو معتبر ٹھیرا رہے ہین تو پھر یہ حضرات سچی خواب یا تعبیر خواب کا اعتبار کیون نہین کرتے اور اسباب مین خدا اور رسول کی بات کیون نہین مانتے۔ ہرچند اس امر کے اثبات مین قبل اثبات نبوت منکرین نبوت کے سامنے اللہ اور رسول کی کلام سے استدلال واحتجاج مناسب نہین ہے لیکن ان حضرات (قائلین نبوت وبظاہر مصدق کلام خدا وکلام حضرت رسالت) کے

† یہ بات آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر کے ایک ہم مذہب نے کہی ہے۔ اور آپنے تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ ۹۶ھ کے صفحہ ۳۸ مین وہ درج فرمائی ہے۔ جسکے اصل عبارت یہ ہے "ہم بھی اسبات کو تسلیم کرتے ہین کہ زمانہ قدیم مین بھی اور زمانہ حال مین سب ملکون مین مذہب خواہ اعلے درجہ کا ہو خواہ ادنے درجہ کا ایسی عذابون مین پھنس جاتا ہے کہ وہ علم نجوم اور کیمیا سے بھی بدتر ہوجاتا ہے خیال پرستی۔ توہمات باطلہ۔ سحر جادو۔ خوابونکی تعبیر۔ فال گوئی۔ شگون۔ پیشین گویان۔ عالم الغیبی۔ غرض ایسی ہی ہزارون برایان اسمین پھیل جاتی ہین" یہ عبارت صاف

ناطق ہے کہ یہ حضرات خواب یا تعبیر خواب کو عموماً ایسا جانتے ہین جیسا خیال پرستی یا فال گوئی یا اور بُرے کام جو فریبیون اور بے دینون سے سرزد ہوتے ہین **حاشیہ**

مقابلہ مین اللہ اور رسول کی کلام سے استدلال جائز ہی لہذا اسکے ثبوت و شہادت مین چند آیات و احادیث کو پیش کیا جاتا ہے - اللہ تعالے نے سورہ یوسف کے پہلے رکوع مین فرمایا ہی

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ - قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰٓی اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا - اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ - وَكَذٰلِكَ یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ وَیُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ

یوسف ع نے اپنے باپ سے کہا میںنے گیارہ ستارے اور سورج چاند اپنی طرف سجدہ کرتے ہوئے دیکھے ہین (انکے باپ یعقوب ع نے) کہا کہ یہ خواب اپنے بھائیونکو نہ سنائیو وہ تیرے خلاف مین تدبیرین کرینگے - شیطان (ایسے تدبیرین سکھانیوالا) انسان کا دشمن ہے (انخواب کی تعبیر یہ ہے کہ) اسیطرح خدا تجھے برگزیدہ (یعنے نبی) کریگا اور تجھے خوابونکی تعبیر سکھا دے گا - پھر اسکے پانچوین رکوع مین فرمایا ہے - یوسف کے ساتھ قیدخانہ مین دو جوان اور گئی - ایک بولا مین خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ انگور کا پانی نچوڑ رہا ہون دوسرا بولا مین خواب مین اپنے سر پر روٹی اٹھا رہا ہون - ہمکو ان خوابون کی تعبیر بتاؤ - تم ہمین نیک بخت معلوم ہوتے ہو - یوسف

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ - قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا - وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ - نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖٓ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ

علیہ اسلام نے جواب دیا کہ تم مین سے ایک (جسنے اپنے تئین انگور کا پانی نچوڑتا دیکھا ہی) تو اپنے میان کو (بدستور سابق) انگور کا نچوڑا پلاویگا - دوسرا سولی چڑھایا جاویگا جسکا سر کو کوئی جانور کہا جائیگا - پھر پانچوین رکوع مین فرمایا ہی

اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ

نمبر	مضمون	پارہ الفاظ حدیث	نمبر حدیث
	ہے - اسکی تعبیر یہ ہوئی کہ وہ آپکی نکاح مین آئین	فحللت الکشف الخ	
۱۱	آنحضرت صنے خواب مین ایک کنوئین سے ڈول کھینچا - آپکے بعد حضرت ابوبکر نے - پر اُنکے کھینچنے مین کچھ ضعف پایا گیا - پھر حضرت عمر نے کھینچا - انکے ہاتھ مین وہ بڑا بھاری ہوگیا اور انھون نے ایسا پانی کھینچا کہ لوگون کو پانی کی حاجت سے فارغ کرکے بٹھا دیا - اسکی تعبیر یہ خلافت باترتیب ہوئے	بینا انا علی بئر انزع منھا اذ جاءنی ابوبکر وعمر فاخذ ابوبکو الدلو فنزع ذنوبا او ذنوبین فنزع ذنوبا او ذنوبین الخ	۱۰۳۹
۱۲	آنحضرت نے اپنے ہاتھون مین سونے کے کنگن دیکھے - جنسے آپ گھبرائے پھر انکو پھونک مارکر اوڑا دیا - اور اسکو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی (جو آنحضرت کے دشمن و مخالف تھے) کی ہلاکت سے تعبیر کیا	بینا انا نائم رایت انہ وضع فی یدای سوارن من ذھب الخ	۱۰۴۱
۱۳	ایکدفعہ آنحضرت نے خواب مین تلوار کو جھٹکا دیا تو اسکی دھار ٹوٹ گئی - دوبارہ جھٹکا دیا تو ویسی ہی سالم ہوگئی - پھر اسکی تعبیر یہ ہوئی کہ پہلی کئی مسلمانون کی حد کی لڑائی مین مارے گئے پھر مسلمان فتحیاب ہوئے	رایت فی رءیای انی ھززت سیفا فانقطع صدرہ الخ	۱۰۴۲
۱۴	آنحضرت نے خواب مین ایک حبشی عورت بکھرے سر مدینہ سے نکلتی دیکھی - اور اسکے (مدینہ سے وبا نکل جانے سے) تعبیر کی -	رایت امرۃ سوداء ثائرۃ الراس الخ	۱۰۴۳
۱۵	ایک طویل خواب مین آنحضرت نے جبرئیل و میکائیل کے ذریعہ سے دوزخ و بہشت کے سیر کئے - اور زانی - سود خوار - کذاب - قران سے غافل کو سزا ملتی دیکھی - یہ حدیث عجیب عبرت انگیز ہے اور ترغیب و ترہیب کے لئے بڑی کارآمد - ناظرین مشکوۃ مین بصفحہ (۴۸۷) اسکو ملاحظہ فرماوین -	اتانی اللیلۃ اتیان وانھما ابتعثانی وانھما قالا لی انطلق وانی انطلقت معھما وانا اتینا علی رجل الخ	۱۰۴۳

نمبر	مضمون		
	جہاز پر سوار ہوا دیکھا اور خوشی سے اسبات کا اظہار کیا	یدخل علی نبت ملحان وکانت تحت عبادۃ بن الصامت فدخل علیها یوما فاطعمته وجعلت تفلی راسه فنام رسول الله صلے الله علیه وسلم ثم استیقظ وهو یضحك الخ	۱۰۳۶
۶	ام العلاء صحابیہ نے عثمان بن مظعون کے لئے ایک چشمہ جاری دیکھا - آنحضرت نے اسکو عمل خیر ہی تعبیر کیا	فرایت لعثمان عینا تجری فاتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ذلك الخ	۱۰۳۷
۷	آنحضرت نے خواب مین دودھ پیا اور اپنا پس خوردہ حضرت عمر کو دیا - پھر اسکو علم سے تعبیر کیا	بینا انا قائم اوتیت بقدح لبن فشربت منه حتی انی لاری الخ	〃
۸	آنحضرت صلعم نے خواب مین کئی اشخاص کو کورتہ پہنے ہوئے دیکھا جنمین حضرت عمر کا کورتہ دراز تھا - پھر اسکو دین سے تعبیر کیا	بینا انا نائم رایت الناس یعرضون علی وعلیهم قمص منها الخ	۱۰۳۷
۹	عبداللہ بن سلام نے خواب مین ایک باغ دیکھا جسمین ایک ستون تھا اور ستون کے سر پر ایک رسی - عبداللہ رض کسیکی مدد سے رسی پر چڑھ گیا - اور رسی کو پکڑ لیا - آنحضرت نے اسکی تعبیر یہ فرمائی کہ وہ باغ اسلام ہی - اور ستون اسلام کے ستون (یعنی نماز وغیرہ اعمال) اور رسی اسلام کی مضبوط رسی - اور مژدہ دیا کہ تو اسکو تا دم مرگ تھامی رہیگا -	رایت کانی فی روضة وسط الروضة عمود فی اعلی العمود عروة فقیل لی ارقه قلت لا استطیع فاتانی وصیف فرفع ثیابی فرقیت فاستمسکت بالعروة فانتبهت وانا استمسك بها فقصصتها الخ	۱۰۳۸
۱۰	آنحضرت نے حضرت عائشہ کو نکاح مین لانیسے پہلے انکو دو دفعہ خواب مین ریشمی کپڑے مین دیکھا اور یہ مژدہ سنا کہ یہ تمہاری زوجہ	ارایتك قبل ان اتزوجك مرتین رایت الملك یجیئك فی سرقة من حریر	

بَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ - اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ	صابر دیکھو گا - جب ان دونون نے اس حکم کو مان لیا اور ابراہیم نے اسمعیل کو کن پٹی یا ماتھے کے بل ذبح کرنیکو لٹا دیا تو ہمنے پکار کر کہا اے

ابراہیم تونے خواب کو سچا کر دکھایا ایسا ہی ہم تمکو اسکا عوض دینگے - یہ حکم ہمنے تمہارے (ظاہری) امتحان کرنے کو دیا تھا - اور ہمنے اسکے بدلے ایک بڑا برہ قربانی کرنیکو دیدیا -

یہ سچی خواب اور انکی تعبیرات تو کلام الٰہی مین موجود ہین اور جو کلام نبوی مین موجود ہین اور شہادت پیغمبر سے ثابت ہین وہ ہمارے احاطہ نظر سے باہر ہین - ازانجملہ پسند مضامین و تعبیرات بطور شتی نمونہ خروار ذکر کئے جاتے ہین -

نمبر	مضمون خواب	پارہ الفاظ حدیث	نمبر صفحہ کتاب بخاری حدیث مسلسل
۱	ابتدای وحی آنحضرت پہی سچی خواب تھے	اول ما بدیٔ بہ رسول اللہ الرؤیا الصالحۃ	۱
۲	نبوت تو ختم ہوگی پر اسکا چھیالیسوان حصہ سچی خواب مومنون کے لئے باقی ہے	رؤیا المومنین جزء من ستۃ و اربعین جزءا من النبوۃ	۱۰۳۵
۳	اچھی خواب خدا کیطرف سے ہین بری خواب شیطان کا ڈرا اوجو کوئی اچھا خواب دیکھے وہ دوست کو سناوے پر اگر دیکھی تو وہ کسیکو نہ سناوے اسکا ضرر اسکو نہ پہنچیگا -	الرؤیا الصالحۃ من اللہ والحلم من الشیطان	۱۰۳۴ ۱۰۳۵
۴	آنحضرت نے خواب مین مسیح علیہ السلام اور دجال کو دیکھا	اری اللیلۃ عند الکعبۃ الخ	۱۰۳۶
۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین اپنی امت کا ایک لشکر	کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	

إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ

کہ بادشاہ نے کہا مین خواب مین دیکھتا ہون کہ سات موٹے بیل ہین جنکو سات دبلے بیل کھائے جاتے ہین اور سات سبز بالین ہین اور سات سوکھی (اسکی تعبیر مین یوسف علیہ السلام نے) کہا سات برس لگے تا تم کھیتی کروگے پھر جو کچھ کاٹو اسکو بالون مین رہنے دو بجز اسقدر کے جو کھانے مین لاؤ - پھر سات برس خشک سالی کے ایسے آوینگے جو تمہارا پہلے کا جمع کیا ہوا غلہ سب کھا جاوینگے مگر تھوڑا سا بچیگا جو تم سنبھال رکھوگے - اسکے بعد ایک سال آویگا جسمین خوب مینہ برسائے جائینگے اور لوگ انگورون سے نچوڑ لینگے - اور سورہ فتح مین فرمایا ہے اللہ تعالے نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا کہ تم خدا کے ارادہ سے مکہ مین بامن داخل ہوگے (حج کا احرام کھولنے کو) اپنے سرون کو منڈوانے یا بال کٹوانے - اور سورہ صافات مین فرمایا ہے جب اسمعیل عم ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیم بولا اے میرے چھوٹے بیٹے مین خواب دیکھتا ہون کہ مین تجھے ذبح کر رہا ہون تو اسمین غور کر تیری سمجھ مین کیا آتا ہے - وہ بولا جو کچھ خدا نے تجھے (اس خواب مین) حکم دیا ہے وہی کر - مجھے تو اسپر

قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تُحْصِنُونَ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ

بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

نمبر شمار	مضمون یا حکام	صفحہ
۲۲	(بلا عذر) کھڑے ہوکر پیشاب نکرو۔ (ترمذی)	۳۵
۲۳	پائخانہ جاؤ تو قبلہ کیطرف مونہ کرکے نہ بیٹھو (بخاری و مسلم)	۳۴
۲۴	بوقت بول و استنجا شرمگاہ کو دہنا ہاتھ نہ لگاؤ (مسلم)	〃
۲۵	پائخانہ مین داخل ہوتے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث کہو (بخاری و مسلم) ترمذی کی روایت مین اسکے پہلے (بسم اللہ) کہنا اور باہر نکلنے کے وقت (غفرانک) کہنا بھی آیا ہے۔	۳۴
۲۶	دو شخص ملکر پائخانہ بیٹھکر باتین نکرین۔ اللہ اسپر خفہ ہوتا ہے (ابو داؤد وغیرہ)	۳۵
۲۷	استنجا پانی سے کیا کرو۔ اللہ تعالے اپنی کتاب مین اس بات کی تعریف کرتا ہے (ابن ماجہ)	۳۶
۲۸	ہڈی۔ گوبر سے استنجا نکیا کرو۔ جسنے ایسا کیا محمد (رسول اللہ) اس سے بری الذمہ ہین	۳۵

حکایت لطیفہ

امام احمد بن حنبل نے نقل کیا ہے کہ بعض مشرکون نے (کوئی نیچری ہوگا) حضرت سلمان فارسی (صحابی) سے ہنسی کے طور پر (جیسے آجکل کے نیچری ٹخنے سے اونچے ازار پر ہنستے ہین۔ اور اسکو بیوقوفی بتاتے ہین) کہا مین خیال کرتا ہون تمہارا پیغمبر تمکو ہگنا بھی سکھاتا ہے حضرت سلمان نے کہا ہان بیشک آپنے ہمکو اسکا عمدہ طریق سکھایا اور ارشاد فرمایا ہے کہ اس حالت مین قبلہ کیطرف مونہ نکرین۔ دہنے ہاتھ سے استنجا نکرین۔ استنجا کے لئے تین ڈھیلی سے کم نہ لین۔ یہ نقل صحیح مسلم مین بھی موجود ہے۔ اور اس جواب سلمان کا حاصل یہ ہے کہ جسکو تم عیب سمجھکر اسپر ہنسی کر رہے ہو ہم اسکو دین جانتے ہین ع معشوق منست آنکہ بہ نزدیک تو زشت است

۲۹	عورت سے بحالت حیض مجامعت نکرو (مسلم) جو ایسا کریگا وہ دین محمد کا منکر ہوگا (ترمذی)	۴۸

۳۰	باہمی ملاقات کے وقت ایک دوسرے کے آگے جھک نہ جاوے بلکہ مصافحہ کرے (ترمذی)	۳۹۳
۳۱	ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہو جیسے عجمی اسمین کرتے ہین (ابوداؤد)	۳۹۵
	جسکو اپنے لئے لوگونکا کھڑا رہنا پسند ہو وہ آگ مین ٹھکانا ڈھونڈلے (ابوداؤد)	۳۹۵
۳۲	مومن کو گالی دینا فسق ہے (بخاری و مسلم)	۴۰۳
۳۳	دو فریق مین مختلف باتین ادھر آؤ ادھر آؤ نہ کیا کرو - ایسا شخص قیامت کے دن بہت بُرا ہوگا - (بخاری و مسلم)	〃
۳۴	سخن چینی نکرو - ایسا شخص بہشت مین نجاویگا (بخاری و مسلم)	〃
۳۵	جھوٹ نہ بولو - مومن جھوٹا نہین ہوتا - (مالک)	۴۰۶
۳۶	عہد پورا کرو - جسکا عہد نہین اسکا دین نہین (بیہقی)	〃
۳۷	امانت مین خیانت نکرو - جو امین نہین وہ مومن نہین	〃
۳۸	قطع رحمی نکرو - جو ایسا کریگا بہشت مین نہ جاویگا (بخاری و مسلم)	۴۱۱
۳۹	باپ کو خوش رکھو - اسمین خدا کی خوشی ہے (ترمذی)	۴۱۱
۴۰	لوگون پر رحم کرو - جو نکریگا اسپر خدا رحم نکریگا (بخاری و مسلم)	۴۱۳
۴۱	بڑون کی توقیر اور چھوٹون پر رحم کرو جو ایسا نکریگا وہ ہم مین سے نہین (ترمذی)	۴۱۵
۴۲	ہمسایہ کو تکلیف نہ دو جو ایسا کریگا خدا کی قسم ہے وہ مومن نہین ہے (بخاری و مسلم)	۴۱۴
۴۳	حسد و بغض (بے محل) نہ رکھو یہ دین کو دور کرتے ہین - اور نیکیون کو کھا جاتے ہین (ترمذی و ابوداؤد)	۴۲۰
۴۴	سنجیدگی اور متانت اختیار کرو جس کام مین ایک دفعہ نقصان کا تجربہ ہوا اسمین دوبارہ قدم رکھنا مومن کا کام نہین -	۴۲۱
۴۵	حیا اختیار کرو - حیا ایمان کا جزو ہے (بخاری و مسلم)	۴۲۳
۴۶	لوگون کے ساتھ نرمی و خوش خلقی سے پیش آؤ - جو اس سے محروم رہا وہ کل	۴۲۳

نیکیون سے محروم رہا - شرح السنہ -

۴۷ بیمحل غصہ نکرو - غصہ ایمان کو بگاڑتا ہی (بیہقی) ۴۲۶

۴۸ تکبر نکرو - جسکے دل مین ذرہ تکبر ہو وہ بہشت مین نجاویگا (مسلم) ۴۲۵

۴۹ حلال کماکر کہاؤ - یہ بھی منجملہ فرائض ایک فرض ہے (بیہقی) خدا تعالے نے پیغمبرون اور عامہ خلایق کے لئے بھی یہی حکم دیا ہے (مسلم) ۴۳۳

۵۰ شراب کی قیمت نہ کھاؤ - اسکا مول کھانے والے پر لعنت ہی - ایسا ہی اون لوگون پر جو اسکے متعلق ہین مثلاً بنانے والا - اٹھانیوالا وغیرہ (ترمذی) ۴۳۴

۵۱ سود - زنا کی کمائی - کتے - بلی کی قیمت - مردہ - خنزیر - بتون کے دام کام مین نہ لاو - (بخاری و مسلم) ۴۳۳

دیوانی و فوجداری

بیع و شرا

۵۲ جب تک بایع و مشتری عقد بیع کے بعد ایک جگہ ہون یعنی جدا نہون الخ فسخ بیع کا اختیار ہی جسکو خیار مجلس کہتے ہین (بخاری مسلم) ۴۳۶

۵۳ سونے کی سونے سے بیع ہو تو اسمین کمی بیشی نہو اور جانبین سے دست بدست معاملہ ہو (مسلم) یہی چاندی نمک گیہون جو کھجور کا حکم ہے ۴۳۶

۵۴ چاندی کی سونے سے بیع ہو تو اسمین کمی بیشی جائز ہے ولیکن دست بدست ہونا وہان بھی شرط ہی (مسلم) ۴۳۶

۵۵ کچی پھل جو کچے ہونیکے سبب سے ضائع ہونیکا احتمال رکھتے ہین فروخت نکرو (خ م) ۴۳۰

جسنے ایسا کیا اور وہ پھل ضائع ہوا تو اسکو اسکا مول لینا حلال نہوگا (مسلم) ۴۳۵

۵۶ دھوکے کی چیز نہ بیچو - جس بیع مین دھوکہ ظاہر ہوگا اسکو فسخ کیا جاوے جاویگا (خ م)

۵۷	کوئی کسی چیز کو خریدتا ہو تو اسکے مقابلہ مین تم خریدار نہ بن جاؤ یعنے مول پر مول نہ چکاؤ (مسلم)	۲۳۹
۵۸	ہان اگر نیلام کی صورت ہو اور بائع خود ہر کسی سے خود دام بڑہانیکے درخواست کرے تو اُسکا مضائقہ نہین (ترمذی)	۲۴۱
۵۹	جو چیز تمہاری قدرت مین نہو اسکی بیع نہ کرو (ترمذی)	۲۴۰
۶۰	غلام کو بیچنے سے اُسکا مال بیع مین نہین آتا وہ بایع کا مال رہتا ہے (مسلم)	۲۴۱
۶۱	اسیطرح درخت کی بیع سے اسکا پہل بیع مین نہین آتا (بخاری)	〃
۶۲	بوقت حاجت وقحط سالی کے غلہ بند نہ رکھو - جو ایسا کریگا وہ خطاکار ہے (مسلم)	۲۴۲
	.... اور اللہ اس سے بیزار ہے	۲۴۳

قرض و رہن

۶۳	قرض دیکر کچھ رہن رکھنا جائز ہے (بخاری و مسلم)	۲۴۲
۶۴	رہن کے بیعار گذر جانے سے مرہون چیز مرتہن کے ملک نہین ہو جاتی ہے - جب راہن قرض ادا کریگا اپنی چیز کا مستحق ہوگا (شافعی)	۲۴۲
۶۵	قرض کو قبل وصولی دوسری چیز سے بیچ ڈالنا جائز نہین ہے (ابوداؤد)	۲۴۲
۶۶	قرض پر سود لینا جائز نہین - لینے والے دینے والے - وثیقہ لکھنے والے اسپر شہادت دینے والے سب پر خدا کی لعنت ہی (مسلم)	۲۳۶
۶۷	ہان اگر کوئی (بلا شرط و بدون اس امر کے کہ وہان زیادہ دینی کی عرف و رسم ہو) کچھ زیادہ دیدے تو اسکا لینا جائز ہے (مسلم)	۲۴۳
۶۸	مالدار ہوکر ادائے قرض مین توقف کرنا ظلم ہے (بخاری و مسلم) ایسے شخص کی آبرو ریزی اور سزا دہی حلال ہے (ابوداؤد نسائی)	۲۴۳ ۲۴۵
۶۹	جو اپنی ذمہ قرض رکھ کر مرجائیگا وہ تا وقتیکہ اسکا قرض ادا نہو - بہشت مین	

نہ جائیگا - شرح السنہ وغیرہ ۲۴۴

(تبصرہ)

مسند احمد و شرح سنہ مین مروی ہے کہ ایکدن آنحضرت نے آسمان کیطرف نگاہ فرماکر سر مبارک کو نیچے کرلیا اور فرمایا کہ قرض کے باب مین سخت حکم اُترا ہے کہ اگر کوئی کئی دفعہ فی سبیل اللہ شہید ہو اور اسپر کچھ قرض ہو تو وہ بھی قرض ادا ہونے سے پہلے بہشت مین نجاویگا - ۲۴۵

مفلسی اور دوالہ

۷۰ جو مفلس ہوکر دوالہ نکال بیٹھے اسکے پاس کوئی حق دار اپنی چیز بعینہ موجود پاوے تو اسکو تصرف مین لاوے (بخاری و مسلم و شافعی) ۲۴۳ و ۲۴۴

۷۱ بعینہ کسیکی چیز اسکے پاس نہ نکلے تو حاکم وقت اسکا کل مال فروخت کرکے حق دارونکا حق ادا کرے (سنن سعید بن منصور) ۲۴۴

۷۲ جسکے پاس کچھ بھی نہو اُسکا قرض مسلمانون کی کمیٹی چندہ ڈالکر جسقدر بہم پہونچے ادا کرے (مسلم) ۲۴۳

۷۳ اہل وسعت اپنے مفلس مقروضون کو معافی دین - یا مہلت سے قرض لین - جو ایسا کریگا قیامت کی سختیون سے نجات پائیگا (مسلم) ۲۴۳

حوالہ

یعنی ایک قرض دوسرے پر

۷۴ جو کسی کا قرض اپنے ذمہ لے قرضخواہ اُسکے پیچھے لگے (بخاری و مسلم) ۲۴۳

کفالہ

یعنی حاضر ضامنی

۷۵ جو کسی شخص کے حاضر کردینے یا کسی کام کے پورے کردینے کا ذمہ وار ہو وہ اسکو پورا کرے (ترمذی) ۲۴۸

شراکت

۷۶ جو کسی شخص کا نوکری یا تجارت یا کسی اور کام مین شریک ٹہیری وہ حصہ مقرر کا مستحق ہوگا (بخاری وغیرہ) دونو شریک جبتک امانت سے کام کرینگے خدا اُنکے ساتھہ رہیگا ۲۴۶

وکالت

۷۷ جو کسی کام مین کسیکو وکیل کرے اگر وہ اسکے موافق کام کرے گا تو موکل کو ماننا پڑیگا۔ (بخاری ترمذی وغیرہ)

عاریت

۷۸ کسی سے مستعار چیز لیکر استعمال جائز ہے۔ پہر اگر وہ چیز تلف ہو جاوے تو لینے والے پر ویسی چیز یا اسکی قیمت کا ادا کرنا لازم ہے (ترمذی وغیرہ) ۲۴۸

ظلم و تعدی

۷۹ ظلم حرام ہے۔ ظلم کے سبب قیامت کو کئی اندہیرے پیش آئینگے۔ اور ظالم کے حسنات مظلوم لیجائینگے (بخاری و مسلم) ۲۴۶ ۲۴۷

۸۰ جو کسی کی چیز تلف کریگا اُسکا عوض دنیا مین لیا جاویگا (بخاری) ۲۴۷

تعزیرات و عقوبات

۸۱ متاہل (یعنے جورو والا) ہوکر کوئی مرد زنا کرے یا خاوند والی عورت زنا کرے

۸۲ تو حاکم وقت اُسکو پتھروں کے ساتھ جان سے مار ڈالے۔ اگر کوئی مجرد یا عورت زنا کرے تو اسکو حاکم وقت سو کوڑے مارے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کرے (بخاری وغیرہ) ۳۰۱

چوری کی سزا

۸۳ جو بقدر ربع دینار یا تین درم کے کسیکی چیز چرا وے حاکم وقت اسکا ہاتھہ کاٹ ڈالے (بخاری و مسلم) ۳۰۵

تہمت کی سزا

۸۴ جو کسی کو زنا کی تہمت لگاوے حاکم وقت اسّی کوڑے لگاوے جسکی تعداد قرآن مین ہے (ابوداؤد)

قتل و ضرب کی سزا

۸۵ جو کسیکو عمداً جان سے مار ڈالے حاکم وقت اسکو جان سے مار ڈالے (خ) ۲۹۱

۸۶ جسکے ہاتھ سے بلا ارادہ کوئی مارا جاوے - اس سے سو اونٹ خونبہا کے لئے جاوین (ابوداؤد) ۲۹۵

۸۷ کسی کی ایک انگل چھوٹی ہو خواہ بڑی کوئی کاٹ ڈالے تو اُسکے عوض دس اونٹ لئے جاوین - اسیطرح ناک کان دانت وغیرہ اعضا مین دیت مقرر ہے - کسی مین پوری دیت کسی مین کم -

کلکٹری مقدمات و پولیٹیکل معاملات

۸۸ ارانی زمین سے دسوان حصہ پیداوار تحصیل کرو - چاہی سے بیسوان حصہ (خ) ۱۵۱

۸۹ جس زمین کی پیداواری پانچ وسق[1] سے کم ہو اُس سے کچھ نہ لو (خ م) ۱۵۰

۹۰ جسکے پاس پانچ اونٹ ہون جو جنگل مین کہلے چرتے ہون کسی کام کلج مین نہ لگائے جاتے ہون اس سے ایک بکری لو پچیس اونٹ ہو جاوین تو ایک سالہ بوتا مادہ (بخاری) اسیطرح گاہی بکری کی تفصیل فرمائی ہے

۹۱ تحصیلدار رعایا پر ظلم نکرین انکے اچھے اچھے مال نہ چن لین (بخاری و مسلم) ۱۴۷

۹۲ اہل حاجات سے چھپ کر نہ بیٹھین (بیہقی) ۳۱۶

۹۳ فصل خصومات کے وقت مدعی سے گواہ لین اور مدعی علیہ کو قسم دین (ترمذی وغیرہ) ۳۱۹

---

[1] وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے صاع پانچ رطل اور ثلث رطل کا - رطل تقریباً ایک سیر انگریزی کا -

۹۴ خلافت در ریاست اسلام دنیاوی منصب نہین ہی کہ اسمین باپ کا قائم مقام اسکا بیٹا یا بھائی ہو - بلکہ یہ دینی منصب ہی جسمین اہلیت و لیاقت خلیفہ وجائے نشین ماننظر ہی

(احادیث چند بخاری و مسلم)

مولف کہتا ہی اس حکم کو آپنے اسطور پر بیان کیا ہے کہ کسی اپنے قرابتی (چچا بھائی - نواسہ بیٹی - زوجہ وغیرہ وارثان) کو اپنا ولیعہد نکیا بلکہ بلفظ نحن معشر الانبیاء لا نورث جو بخاری و مسلم مین مروی ہے اسباب مین قرابتی استحقاق خصوصیت کو اٹھا دیا - اور امر خلافت کو مسلمانون کی کمیٹی کے مشورہ پر چھوڑا - اگر آپ قرابتی استحقاق کو قانون تقرر خلافت ٹھیراتے تو اگرچہ آپکے پس ماندگان قرابتی اسکے اہل تھے اور اس منصب کو اچھی طرح سنبھال لیتے چنانچہ اسبات کا ذکر نمبر ششم مین بھی گذرا ہے - ولیکن اس قانون کے وست آویز سے نااہل قرابتی رؤسا مسلمانون کے بھی اس خلافت کے مستحق ہو جاتے اور رعایا پر تعدی کا ہاتھ پھیلاتے - بنا بر علیہ اصحاب رسول اللہ صلعم نے باہمی مشورہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا - پھر حضرت ابوبکر نے اپنے بیٹے کو چھوڑ کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنا ولیعہد بنایا - پھر حضرت علی مرتضی وغیرہ رضی اللہ عنہم نے باہمی مشورہ سے حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا - یہانتک کہ امیر **معاویہ** صاحب تشریف لائے اور اس قانون نبوی کے مخالف ہوکر اپنے نالائق وظالم بیٹے یزید کو اپنا خلیفہ کر گئے - پھر رفتہ رفتہ اس قانون نبوی کا سلسلہ بالکل مسلمانون کے ہاتھ سے جاتا رہا - اور زور اسلام دن بدن گھٹنا شروع ہوا -

یہ بربادی و آفت جو ریاست روم و بخارا و خراسان وغیرہ بلاد مین نظر آتی ہے اسی مخالفت اصول نبویہ کا نتیجہ ہی - نہ یہ کہ مذہب کو معاشرت مین دخل دینے کا یہ ثمرہ ہے - جیسا کہ آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر کا خیال ہے - ہمارے اس خیال کی تائید حاشیہ آئندہ مین بھی ہوگی ان شاء اللہ تعالے - **حاشیہ**

۹۵ اس منصب کے لائق وہی شخص ہی جو اس سے بھاگے یہانتک کہ وہ جبراً اسمین جکڑا جاوے (م) ۳۱۲

۹۶	امیر وغیرہ رعیت پر شفقت کرنا لازم ہے جو امیر ہوکر رعیت کے حق مین ظلم و تعدی کرے وہ بہشت مین نجاویگا (بخاری و مسلم)	۳۱۳
۹۷	رعیت کو چاہیئے کہ جب کسی امیر مقرر کرین تو پھر اسکی اطاعت سے (بجز اس حالت کے کہ وہ دین بدل ڈالے) خارج نہون اور اسکی سختیو پر صبر کرین (جس نے اطاعت امیر سے خروج کیا وہ کفار کی موت مرا مسلم و بخاری)	۳۱۱
۹۸	جب ایک شخص کو امیر یا خلیفہ مان لیا تو پھر اسکے مقابلہ مین دوسرے شخص کا دعوی امارت قبول نکرو بلکہ اسکو باغی سمجھکر واجب القتل سمجھو - (مسلم)	۳۱۲
۹۹	امیرون کے لئے نیک وزیرون اور مشیرون کا ہونا ضرور ہے (بخاری نسائی وغیرہ)	۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵
۱۰۰	ہر قوم کے لئے نمبردار و نکا ہونا بھی لازم ہے (ابوداؤد)	۳۱۳
۱۰۱	اپنے عہد و امان کو ملحوظ رکھو - اپنے عہدی کے (گو وہ تمہارے مذہب کا مخالف اور کافر کیون نہو) جان و مال سے تعرض نکرو - بلکہ اگر کوئی اُنسے لڑے تو اسکو مارو اور ان کافرون کو مدد دو (بخاری ص ۴۲۹)	
۱۰۲	تمہارے مخالفون کیطرف سے کوئی پیغام لیکر آوے تو اسکو نہ قید کرو اور نہ مار ڈالو (ابوداؤد)	۳۳۹
۱۰۳	بلکہ خلعت دیکر رخصت کرو (بخاری ص ۴۲۹)	

مولف کہتا ہے اسوقت کے بعض رؤسا مسلمانون کے حال پر تعجب و افسوس آتا ہے کہ وہ لوگ بارہا اپنے مخالفون سے عہد و پیمان کرتے ہین پھر اُسکو توڑ ڈالتے ہین اور اگر کوئی مخالفون کی طرف سے وکیل ہوکر اُنکے پاس پہنچے تو اُسکو مار ڈالتے ہین یا قید کر لیتے ہین یا ذلیل کرکے نکال ڈالتے ہین - یہ سب بدخصلتین ہیئت اسلام و قرآنی احکام کے خلاف ہین - پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کفار مکہ کیطرف سے ابورافع قاصد بنکر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر مسلمان ہوگیا تو بولا کہ اب مین

کافرون کی طرف واپس نہین جاتا آنحضرت نے فرمایا مین قاصد ونکو بند نہین کرتا اور مین عہد شکنی و غدر نہین کرنیکا - اب تم چلے جاؤ تمہارے دل مین اسلام ہے تو وہان جاکر پھر بطور خود چلے آنا دیکھو سنن ابوداؤد ص ۳۳ جلد ۲

ایکبار وفد آنحضرتؐ کے پاس مسیلمہ کذاب کے (جو آنحضرت کے مقابلہ مین پیغمبری کا دعوے کرتا تھا اور آنحضرت کا سخت دشمن تھا) وکیل آئے اور آنحضرت کے سامنے کلمات گستاخی و انکار اسلام زبان پر لائے - آنحضرت نے یہی جواب دیا کہ قاصد ونکو مارنا ہمارا طریق نہین ورنہ تم بچ کر نہ جاتے آخر وہ صحیح سالم چلے گئے - دیکھو سنن ابوداؤد ص ۳۴ جلد ۲

اور آنحضرت نے بوقت رحلت اپنی تاکیدی وصیتون مین فرمایا ہے واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزہم یعنی قاصد ونکو خلعت و انعام دیتے رہنا جیسے مین دیتا رہا ہون - دیکھو بخاری مطبوع مطبع احمدی ص ۴۲۹ . . . . . اور آنحضرت کے دوم خلیفہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیتون مین فرمایا عہد یونکا عہد پورا کرو اور انکی مدد مین انکے مخالفون سے لڑو - دیکھو بخاری صفحہ ۴۲۹ -

ان احکام و قوانین بانی اسلام سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنے مخالفین مذہب سے عہد کرکے غدر کرتے ہین اور انکے قاصد ونکو ایذاء پہنچاتے ہین وہ دین اسلام کے مخالف ہین - یہی وجہ ہے کہ دن بدن انکی ریاستون مین تنزل ہوتا جاتا ہے اور ضعف و ادبار انپر طاری ہوگیا ہے -

آنریبل سید احمد خانصاحب - بہادر نے انکے ضعف و ادبار کی یہ وجہ سمجھی ہے کہ انہون نے معاشرت کو مذہب سے ملا دیا ہے - ولیکن ہمارے نزدیک یہ **ڈبل غلطی** ہے - اور درحقیقت معاشرت کو مذہب سے جدا سمجھنے کے سبب سے یہ ادبار و ضعف پیدا ہوا ہے - اگر وہ معاشرت و ریاست کو قرآن و حدیث کے تابع کرتے اور مذہب مین داخل سمجھکر مذہب کے موافق اسمین کارروائی کرتے تو کبھی ذلیل و خوار نہوتے آن لوگون سے میری مراد

اسوقت کے روسا افغانستان ہین کہ بارہا گورنمنٹ برطانیہ سے اُنہون نے عہد کیا اور توڑا اور اُنکے سفیرون قاصدونکو ضرر پہنچایا - بیشک وہ اس فعل شنیع مین قرآن کے مخالف ہین اور ایسے موقع پر اُنکی اعانت و مدد گناہ و غدر مین داخل ہے اس بات کے اظہار سے مینے اپنا فرض مذہبی ادا نے کیا ہے کسیکی خوشامد یا کسی سے عداوت کا اسمین حصہ نہین - اور اسمین میرا یہ بھی مقصود ہے کہ گورنمنٹ اُنکی اس فعل کو اسلام یا تمام مسلمانون کے ذمہ نہ لگائی بلکہ اُنکی ذاتی خصلت و جہالت پر حمل کرے - اسکی زیادہ تفصیل مین ایک مستقل رسالہ مین شائع کرنا چاہتا ہون ولیکن اسمین پوری توجہ ناظرین مصنفین کا منتظر ہون چنانچہ پہلی بھی ضمیمہ اشاعۃ نمبر ششم مین اسبات کا ذکر کر چکا ہون - **حاشیہ**

۱۰۴ اگر کسی سے تمہارا زبانی یا تحریری عہد و پیمان کچھ نہو فقط ایک جگہ باہم رہنے کا یا ایک راستہ ملکر چلنے کا اتفاق ہوا اور ایک دوسرے کیطرف سے امن کے خیال مین ہو تو یہ صورت بھی عہد کے حکم مین داخل ہے - اور ایسے عہد والے کی جان و مال سے بھی تعرض کرنا غدر و حرام ہے - صحیح بخاری ص۴۵۹ ج۱ سنن ابوداود ص۳۵ جلد ۲

مولف کہتا ہے صحیح بخاری مین مسور وغیرہ سے مروی ہے کہ عروہ بن مسعود (مشرکین مکہ کے وکیل) نے مغیرہ بن شعبہ صحابی کو آنحضرت کے سامنے کہا - اے غادر - کیا مینے تیرے غدر و فساد کی اصلاح مین کوشش نہین کی - اسکے اس کہنے کی وجہ یہ تھی کہ مغیرہ بن شعبہ اسلام سے پہلے ایک قوم کے ساتھ ہو کر چلا - راستہ مین اُنکو قتل کیا اور مال لوٹ لیا پھر آنحضرت کے پاس آکر مسلمان ہو گیا - آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا اسلام تو ہمنے منظور کیا ولیکن اس مال سے ہمکو کچھ تعلق نہین ہے - ابوداؤد کی حدیث مین ہے یہ اسلئے کہ یہ مال غدر ہے قسطلانی نے شرح بخاری مین اسکی تفصیل و غدر ہونیکی وجہ بیان کی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ بنی مالک مین سے تیرہ آدمیون کے ساتھ مصر مین مقوقس (بادشاہ

یا امیر مصر کا نام ہے) کے پاس گیا یقوقس نے ان لوگون کی خاطر کی اور مغیرہ کی نکی۔ مغیرہ کو اس سے حسد پیدا ہوا اسنے راستہ مین سبکو شراب پلاکر بیہوش ہونیکے بعد قتل کردیا اور انکا مال لیکر آنحضرت کے پاس آکر اسلام قبول کیا۔ جب نبی مالک کو اسکی خبر پہنچی تو وہ لڑائی کو مستعد ہوئے۔ تب عروہ بن مسعود مذکور نے تیرہ آدمی کا خونبہا سے دیکر لڑائی تھامی۔ اور آنحضرت نے مغیرہ کو یہ بات فرمائی کہ یہ مال غدر ہے۔ مین اسکو لے نہین سکتا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی کسیکے ساتھ ہوکر چلتا ہے تو گویا ایک دوسرے کو امن دیتا ہے پھر ایک کو دوسرے کے جان و مال سے تعرض کرنا غدر ہے۔ اور غدر (کافر کے ساتھ کیون نہو) حرام ہے انتہی۔ یہ حدیث ہماری رسالہ **الاقتصاد فی مسائل الجہاد** جسکا ذکر ہم اشاعۃ السنہ نمبر ششم کے ضمیمہ مین کرچکے ہین) کی رکن رکین ہے۔

اس حدیث کے فتوی سے ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت و بغاوت کو (ان لوگون کے حق مین جو انکی ظل حمایت مین با امن و امان آباد ہین اور انکی طرف سے شعار مذہبی کے ادا کرنے مین خود مختار و آزاد) حرام جانتے ہین اور اس گورنمنٹ کے مخالفون کو مدد دینا ناجائز سمجھتے ہین۔ مین پہلے بھی کہہ چکا ہون اور اب دوبارہ کہتا ہون کہ اسبات کا اظہار مین اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہون اس سے کوئی غرض دنیاوی مدنظر نہین رکھتا۔

میرے احباب و اشنا سب جانتے ہین کہ مجھے اس گورنمنٹ سے عام مسلمانان رعایا سے علاوہ کچھ خاص تعلق نہین ہے نہ مین گورنمنٹ کا ملازم ہون نہ پنشن خوار نہ جاگیردار نہ کسی کمیٹی کا ممبر نہ کسی مجلس کا رکن و مشیر نہ کسی حاکم وقت کا ملاقاتی نہ کسیکا ملتجی۔ آجتک کسی سے کسی نوع کی منفعت ذاتی نہین اٹھائی۔ اور آیندہ تحصیل منفعت و تقرب حکام وقت کی نیت نہین رکھی۔ باایںہمہ ان باتونکو مین ظاہر کرتا ہون تو اس سے بجز ادائے اپنے فرض مذہبی کے و خیر خواہی و برادرت مسلمان بھائیون کے اور کچھ مقصود نہین رکھتا آگے معاملہ خدا سے ہے۔ لوگ جو چاہین سمجھین۔ اور میری ان باتونکو جس غرض پر چاہین

محمول کرین - حاشیہ

۱۰۵ جن مخالفون سے تمکو لڑنے کی اجازت ہنے (جنکی تشریح قرآن مین آچکی ہے - اور ہمارے رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد مین بھی موجود ہے - یعنی وہ جو تمکو ستاوین اور تمہارے دین سے مزاحمت کرین) انکی عورتون اور بچون کو نہ مارو (خ م) ۳۳۴

خانہ داری

۱۰۶ نکاح کرو یہ آنکھہ کو بچاتا ہی شرمگاہ کو حرام سے محفوظ رکھتا ہے (خ م) ۲۵۹

۱۰۷ جس عورت سے نکاح کرو اسکو پہلے آنکھ سے دیکھ لو (مسلم ابو داود) ۲۶۰

۱۰۸ زوجہ و اولاد و لونڈی غلامونکے خرچ کی خبر گیری کرو (مسلم) ۲۸۲

۱۰۹ بصورت تفرقہ زوجین چھوٹے بچے کو پرورش کرنی اور پاس رکھنی کی ماں مستحق ہے (ابو داؤد) ۲۸۵

۱۱۰ ماں نہو تو خالہ مستحق ہے - (بخاری و مسلم) ۲۸۵

۱۱۱ لڑکا سن تمیز کو پہنچ جاوے تو وہ خود مختار ہے جسکے پاس چاہے رہے: (ابو داود) ۲۸۵

اسی قسم کے ہزارہا احکام متعلق امور معاشرت آنحضرت نے فرمائی ہین - اور وفا تر احادیث مین موجود ہین ان سب کا استقصا و استیفاء اہتمام مین ضروری نہین - اتنی تفصیل بھی اس نظر سے ہوئی کہ شائد ہمارے مخاطب دو چار مثالونکو کسی تاویل و بہانہ سے اڑا دین یا انکو قلت و ندرت پر حمل کرین - پس ہمنے کسیقدر تفصیل سے یہ بات ناظرین کو جتا دی ہے کہ امور معاشرت دین مین بکثرت موجود ہین جنمین کسیکی تاویل و تصرف کی گنجائش نہین ہے - اور ایک غرض ہماری اس تفصیل سے یہ بھی ہے کہ ناظرین ان احکام کے لوازم (رضا و عتاب و ثواب و عذاب) بتصریحات شارع جان لیں اور اس سے ان احکام کا داخل دین ہونا سمجھہ جائین اسبات کو ہم عنقریب تشریح

بیان کرینگے - اور ان لوازم سے انکا دین مین داخل ہونا ثابت کر دکھائینگے - **ثبوت** اس امر کا کہ امور معاشرت مذکورہ دین مین اور احکام الہی کہلاتے ہین اظہر من الشمس ہے کسی مسلمان کو زمانہ نبوت سے آجتک شک نہین ہوا کہ جو کچھ قرآن و حدیث مین احکام وارد ہین وہ سب دین اسلام مین داخل ہین اور دین اسلام ان مجموعہ احکام کا نام ہے - ولیکن آجکل کے نئے فیشن کے مسلمان جو نیچری کہلاتے ہین اسمین شک رکھتے ہین انکے افہام کی نظر سے اسپر دو دلیلین قائم کیجاتی ہین -

دلیل اول جو لائق فہم خواص ہے یہ ہے کہ دینی حکم سے ہماری مراد وہ خطاب یا ارشاد خداوندی ہے جو افعال مکلفین کے متعلق ہو - اور اسمین کسی امر کے کرنے یا نکرنے کا مطالبہ ہو یا دونو لزوم کا اختیار دیا گیا ہو - اور یہ تعریف ان سب امور معاشرت پر جنکی تفصیل گذر چکی ہے صادق آتی ہے - امور مندرجہ قرآن پر صدق اسکا ظاہر ہے - اسلئے کہ ان امور مین ارشاد خداوندی بشرح مذکور صاف پایا جاتا ہے - رہے وہ امور معاشرت جو حدیث مین آئے ہین سو وہ بھی اسمین داخل ہین اسلئے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ نبی اپنی خواہش نفس سے کوئی حکم نہین دیتا - جو حکم دیتا ہے وہ ہمارے وحی ہے - اور اسمضمون کی آیت

ما ینطق عن الھوی ھو الا وحی یوحی نجم ع ۱

شروع مضمون ہدایہ مین بھی گذر چکی ہین -

دلیل دوم جو عام فہم ہے یہ ہے کہ اللہ تعالے نے ان احکام کو ان عبارات سے کہ تکلم اللہ تعالے اس امر کا ارشاد کرتا ہے یا وصیت فرماتا ہے یا حکم دیتا ہے اپنی طرف نسبت کیا ہے اور انکے مخالف پر وعید شدید و نارضامندی کا اظہار کیا اور اسپر دوزخ وغیرہ عقوبت

---

† الحکم الشرعی قال اصحابنا رح انہ الخطاب المتعلق بافعال المکلفین بالاقتضاء او التخییر - اما الاقتضاء فیتناول اقتضاء الوجود و اقتضاء العدم اما مع الجزم او مع جواز الترک فیتناول الواجب والمحظور والمندوب والمکروہ واما التخییر فھو الاباحۃ **حاشیہ**

اخروی کا ڈر سنایا - اسیطرح اسکے رسول مقبول نے ان احکام کو خدا کیطرف نسبت کیا اور انکو دین فرمایا اور انکی مخالفت کرنیوالے کو دین سے خارج کیا اور اسپر وعید شدید کا اظہار فرمایا یہ باتین ان احکام کے ذیل مین درج ہین اور انہین باتونکے اظہار کے لئے وہ بتفصیل لکھی گئے ہین - دیکھو منجملہ احکام الہی نمبر (۵) مین اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ ادائے امانت کا تمکو خدا حکم دیتا ہے اور نمبر (۴۲) مین فرمایا ہی کہ اس کی خدا تیعالے تمکو وصیت کرتا ہی نمبر (۱) و (۳) مین فرمایا ہی ان لوگونکا مال کہاؤگے تو آگ مین جاؤگے نمبر (۳۷) سے (۴۱) تک کی ذیل مین فرمایا ہے یہ اللہ کی حدین ہین انسے تجاوز کروگے تو ظالم ہوگے اسیطرح اور احکام کے ذیل مین تشدیدات وعقوبات موجود ہین - ناظرین حسب شائقی اس رسالہ کے قرآن مین آیات کا ملاحظہ کرین -

ومنجملہ احکام نہوی نمبر (۱۰) و (۱۱) و (۱۹) و (۵۰) کی مخالفت پر لعنت فرمائی ہے - نمبر (۲۱) و (۲۷) و (۳۹) مین خدا کی خوشی ظاہر کی ہی - نمبر (۱۶) و (۳۴) و (۳۸) مین عذاب و توبیخ کی خبر دی ہے (نمبر (۱۴) وغیرہ مین اخروی محرومی کا ڈر سنایا ہے - نمبر ۱۵ - ۲۰ - ۳۶ - ۳۷ - ۴۱ - ۴۲ کے مرتکب کو اسلام و ایمان (کامل) سے خارج کیا - اسیطرح اور احکام کے ذیل مین تشدیدات وعقوبات موجود ہین جو مراجعت مضمون سابق سے بآسانی معلوم ہوسکتے ہین

ثابتوت اس امر کا کہ یہ احکام معاشرت روحانی اصلاح یا ترقی کے منافی نہین ہی سو بھی ظاہر ہے - غور کرو - چوری یا قتل یا ایذا رسانی یا جھوٹ بولنا یا کسی کی بدگوئی کرنا شرافت انسانی سنجاسات سے نہ بچنا - لوگون کے حقوق دبالینا - حکام وقت کی اطاعت نکرنا - ملک مین فساد و بغاوت برپا رکھنا وہ لباس جسمین تکبر و مفاخرت و اسراف پایا جاوے پہننا کیا اخلاق کو بگاڑتا ہے اور انسانیت و روحانیت سلیمہ کو نیست و نابود کرتا ہے - پھر ان مفسدات سے باز رہنیکا امر روحانی اصلاح و ترقی کا موجب کیونکر نہوگا اس بحث و تفصیل سے ثابت ہوا

کہ معاشرت مذہب کا جزو ہے۔ اور انبیا جیسے اعتقادات و عبادات سکھانیکو آئے ہین ویسے معاملات و معاشرت بتانیکو آئے ہین اور ان امور مین دست اندازی روحانی تربیت کی جو بعثت انبیا سے مقصود ہے منافی نہین ہے بلکہ موید ہے۔ **ولیکن افسوس ہے** کہ یہ مضمون باوجود کمال وضوح کے آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس آئی پر مخفی ہے اور اسکے خیال مین معاشرت کو مذہب سے کمال درجہ سے مغائرت و منافرت ہی چنانچہ پرچہ تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ ۹۶ھ مین ایک مضمون بعنوان مذہب و معاشرت آپ نے اسباب مین شایع کیا ہے اور اسمین بزعم خود بڑے زور و شور سے احکام معاشرت و معاملات کا دین سے خارج ہونا ثابت کیا ہے اور کل مذاہب منزلہ و کتب سماویہ کا خلاف اختیار کیا ہے اس خفا و مخالفت کا سبب و منشا یہ ہے کہ یوروپ کی وضع و طرز تمذہب و معاشرت آپکو نہایت پسند ہے چنانچہ کس و ناکس (جسنے آپکو دیکھا یا آپکا حال سنا ہے) اسبات کو یقینًا جانتا ہے اور یوروپ کا فقرے و تامل مذہب و معاشرت کی نسبت یہی ہے کہ معاشرت کو مذہب سے کچھ علاقہ نہین ہے اسکے نزدیک مذہب فقط مختصر اعتقاد و عبادات کا نام ہے مثلاً خدا کو ثالث ثلاثہ (یعنے تین مین سے ایک) جان لینا اور مسیح کو خدا کا بیٹا اور مخلوقات کے گناہونکا فدیہ و کفارہ مان لینا اور اگر جی چاہا تو آٹھوین دن گرجا مین چلے جانا اسکے سوا اور امور کو (کھانا پینا وغیرہ اخلاق و عادات ہون خواہ باہمی معاشرت و معاملات) مذہب سے کچھ تعلق نہین جو کچھ کوئی چاہے خنزیر شراب مردہ (یعنی غیر مذبوح) نوش جان کرے اور جسطرح چاہے باہم حقوق و معاملات مین فیصلہ کرے یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ امور معاشرت و معاملات مین تورات و انجیل کا نام نہین لیتے اور جو جی مین آوے اسی پر عمل کرتے ہین۔

ان باتون کی تفصیل کا کوئی شائق ہو تو وہ کتب مصنفہ مولوی سید ابوالمنصور صاحب امام فن مناظرہ اہل کتاب خصوصًا نوید جاوید کے کلیسیا انجیم سکرمنٹ دوم کا ملاحظہ کرے۔ باقی نمبر آیندہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر دہم
جلد دوم

بابت ماہ شوال ۹۶ھ
مطابق ماہ اکتوبر ۷۹ء

جسکے

حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت سے بحث ہے اور حصہ دوم مین مضمون مذہب معاشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

مراسلہ

بخدمت جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب سلام علیکم - مینے پرچہ ہای تہذیب الاخلاق کو نہایت غور و فکر سے پڑہا جو کچھ میری ذہن ناقص مین آیا وہ اسلئے ہدیہ خدمت کرتا ہون کہ اگر مناسب سمجھین تو اپنے رسالہ کی کسی گوشہ مین جگہ دین ورنہ اس احقر کو اسکے صحیح یا غلط ہونے سے مطلع فرماوین *

سید صاحب کے اس قول کیموافق (کہ انسان کی خلقت خدا نے ایسی بنائی ہے کہ وہ جن چیزون کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے اور سمجھتا ہے اُن سے ایک نتیجہ اگر وہ حیرت ہی ہو نکالتا ہے) ہمنے بھی سید صاحب کی لکچرون - مضامین آرٹیکلون کو دیکھکر کچھ نتیجہ نکالا ہے اگر ہم اسکو آزادی دیانت داری سے ظاہر کرین تو امید قوی ہے کہ صاحب موصوف اُس پر ناراض نہ ہونگے بلکہ اگر وہ نتایج ہمارے کسی غلطی سے خلاف واقع ہون تو اس سے اطلاع فرماوینگے *

جب سید صاحب نے ایک مدت تک مشاہدات نیچر پر غور کیا تو خدا کو آدم کو ابراہیم کو موسیٰ کو عیسیٰ کو محمد کو اور تمام انبیاء کو نیچر ہی ہی پایا اور اس قوت کو جسے وحی کہو یا الہام ایک طاقت یا مادہ مشاہدات وغیرہ نیچر کا سمجھا اور اُن کتب الہامی کو جسے توریت انجیل قرآن

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

اور فرقان سے تعبیر کرتے ہین فقط اُن مشاہدات نیچر کے نتایج کا مجموعہ خیال کیا - جب ایک عرصہ مین یہ خیال آپکا پختہ ہوا اور آپنے اپنے تئین بھی مشاہدات نیچر کا واقف اور ماہر جانا اور اپنے پاس آلات و ذریعہ ہائے مشاہدات بہ نسبت ازمنہ گذشتہ زیادہ پائے تو اپنے خیالات اور مشاہدات کو قطعاً صحیح سمجھا اور جو کچھ آپکے خیال مین مشاہدات نیچر سے نتایج پیدا ہوے اُنکو بطور امر لازمی اور واقعی اور موافق منشاء الہی سمجھا - اگر کسی پرانے نیچری (نبی) کی نتایج کو اپنے نتایج کو موافق نہ پایا تو اُسکو اُس نیچری کیطرف سے نہ سمجھا یا اُسکی تاویلین کین کیونکہ پرانے نیچری محض اُمی تھے اُنکو مشاہدات و معلومات کے ذریعے نہایت محدود بلکہ کچھ نتھے +

لیکن جب آپکے خیالات پر غور کیا جاوے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپنے اپنے خیالات مین پرانی فلسفی نیچریون کے خیالات کو ہلا جلا کر ایک نیا آرٹیکل بنایا ہے یا اپنے خیالات مین بہدی تصویر کو پرانے نیچریون کے خیالات کا برقعہ فاخرہ پہناکر ایک نیا معشوق کھڑا کیا ہے - یا یون کہین کہ اپنے نئے نئے تانبے کے برتنون پر اُن نیچریونکی خالص زرسی گلٹ ساری کی جسنے نقاب اُٹھایا اُسی پہلی تصویر کو پایا اور جب کیمیای عمل کیا وہی تانبا نظر آیا + میرا یہ مطلب نہین کہ سید صاحب کو سب خیالات ایسی ہی خیالی تصویرین اور مبنی علے الاغلاط ہین اسلئے کہ مین اُن کو ایک حکیم اور بڑا فلاسفر سمجھتا ہون اور اُن کے اکثر مضامین کو نہایت ادب سے ایک فخر قومی سمجھکر بار بار پڑھتا اور خوش ہوتا ہون - بلکہ مطلب میرا یہ ہے کہ باوجود عمدہ ہونے اکثر خیالات جناب کی بعض خیالات اُن کے ایسے غلط دیکھتا ہون کہ جن پر ایک طفل مکتب انگشت رکھہ سکے +

آپ ہی پر کیا موقوف ہے حکمائے سابقین پر نظر فرمائے تو بڑی بڑی فلاسفران اور ماہرین نیچر کی غلطیین اُنہی اونچی آدمیون نے نکالین اور حکماء وقت نے تسلیم کیا یہ بات تو ہمیشہ رہی کہ ایک زمانہ دوسرے زمانہ کی غلطیان نکالتا چلا آیا کسی نے آسمان

کی گردش کو تجویز کیا اور کسینے زمین کو گھمایا - دور کیون جاؤ آپ ہی کہ یہ چھ تہذیب لاخلاق
ماورحب مین ایک مضمون بعنوان (قدیم اور جدید علوم) چھپا ہی جسمین ظاہر کیا ہے
کہ بیکن نے تمام حکماء متقدمین افلاطون ارسطو وغیرہ (جسکو اس زمانہ کو مہذب اور وحشی
اقوام کے بچے بھی جانتے ہین) کے خیالات کی بنیاد کو ایسا غلط ثابت کر دکھایا ہے
جسکو حکماء متاخرین نے تسلیم کیا +

جبکہ ایک زمانہ مین تمام حکمار نے ملاحظہ نیچر سے مشاہدات سے تجربون سے اپنے ذہن مین کچھ
نتایج پیدا کئے اور اُن کو ایسا ہی سچا سمجھا کہ آب ہم اور ہمارے زمانہ کے حکما تحقیقات جدیدہ کو
سچا اور صحیح سمجھتے ہین اور دوسرے زمانہ نے اُنکی غلطیون کو تسلیم کیا تو اب فرمائین کہ وہ
کیا دلیل ہے جس سے ہمکو اطمینان حاصل ہو کہ ہمارے یا ہمارے حکمار کی مشاہدات
اور تجربے اور جو اُن سے ہمنے اپنے ذہن مین راے پیدا کئی سبکے سب ایسے ہین جنکو ہم اپنا دین
بنائین اور اُس پر ہم یہ شہادت قایم کرین فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ
عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (سورۃ الروم) ترجمہ - سیدھا کر اپنا مونہ
خالص دین کے لئے - جو نیچر خدا کا ہی جسپر لوگون کو بنایا ہی خدا کی پیدایش مین کچھ تبدیل
نہین ہے یہی مستحکم دین ہی ولیکن اکثر لوگ نہین جانتے اگر مشاہدات مین یا تجربون
مین اور اُس سے نتایج نکالنے مین اور اُس پر اپنے خیالات قایم کرنے مین وقوع اغلاط
کا احتمال ہوتا تو تمام حکمار متقدمین و متاخرین بلکہ بعد مین آنیوالون کے خیالات ایک ہی اصل پر
ہوتے مگر ایسا نہین ہے بلکہ سراسر اس کا خلاف - اور اون نیچریون کے خیالات پر نظر
کرو کہ جنکو ہم انبیا و پیغمبرون سے تعبیر کرتے ہین تو آدم سے محمدؐ تک سبکے خیالات کی تصویر
کو ایک ہی فوٹوگرافک سے نکلی ہوئی پاؤگے اگر فرق ہوگا تو صرف یہی کہ اول الذکر
درختونکی پتون اور چھالون سے ملبوس اور آخر الذکر ایک عمدہ لباس سے مانوس اور یہی
خالص نیچر ہے جسپر یہ کہسکین (فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا الم) اور جسکو خدا نے اپنی طرف

منسوب کیا ہی اور بھی ایک کافی دلیل اِس امر کی ہی کہ اُن نیچریونکی مشاہدا تکا ذریعہ واحد تھا جو واحد نتیجہ نکالتا تھا اور اُسیکو ہم وحی اور الہام کہتے ہین اور وہی فارق نیچر حکما و نیچر انبیا کا ہی۔ نیچر حکما و نیچر انبیا و نیچر خدا جسکو جناب سید صاحب فی ملا جلاد یا ہی وزن کرنے پر یہ صاف نقشہ دکھائی دیتا ہی کہ حکما قوانین قدرت کو ایک چراغ یا شمع کی روشنی مین تلاش کرتے ہین اور انبیا اِسکو خداداد آفتاب کی روشنی مین اُس عظیم الشان کی قدرت کا ظہور دیکھتے ہین اور خدا تو وہ نیچری ہی جسنے خود نیچر کو بنایا ہی اور وہ زمین کی تہ مین اور آسمان سی اوپر کے خلا مین سمجھ جاتا ہی۔ جہان کبھی آفتاب کی بھی نظر نہین پڑتی۔ پھر فرقہ حکما کی مشاہدات یا تجربون کو خصوصاً جو خلاف مشاہدہ انبیا ہین کیونکر معتبر سمجھا جاوے اب سید صاحب کی مشاہدات پر غور کرو جو فی زمانہ ناظرین نیچر کے چیئرمین ہین اپنے مذہب انسان کو امر طبعی ثابت کیا ہی۔ اور خود ہی مذہب کی یہ تعریف کرتے ہین۔

انسان کا کسی قوت کو دفع مضرت اور جذب منفعت کے لئے اپنا معبود ٹھہرانا خواہ وہ قوت بیچون و بیچگون اور علت العلل ہو یا اُسکی طاقت کا اظہار خواہ عجائب و غرائب عناصری یا معادنی یا حیوانی یا نباتاتی ہو یا سی خواہ انسانکی خیالی وجود یا بزرگون کی ارواحین۔ اور شروع ہی مین امر طبعی کی تعریف کرکے خود ہی فرمایا ہی اگر یہ بات ثابت ہو کہ تمام انسان کچھ نہ کچھ مذہب ہی رکھتے تھے تو ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ مذہب بھی انسانکا امر طبعی ہی۔ اِسکے ثبوت کے لئے آپنے تین **اقوام** پیش کئی ہین۔ **اول** وہ وحشی قومین جو صفحہ دنیا سے نیست و نابود ہوگئین اور اُس قوم کے وجود پر زمین سی دبے ہوی نشانیونکی نکلنی کو دلیل ٹھہرایا ہے۔ **دوم** وہ مہذب قومین جو گذر گئین اور انکے وجود پر تواریخ کو دلیل بنایا ہی **سوم** وہ وحشی قومین جو اِس وقت امریکہ کے جنگلون اور افریقہ کے کنارون اور اوشیانیہ کے جزایر مین پائی جاتی ہین۔ انکے مذہب کا ثبوت محض مشاہدہ پر منحصر رکھا۔ اور آخر یہ فرما دیا۔ پس ان تمام دلیلون سے ثابت ہوتا ہی کہ تمام انسان کچھ نہ کچھ مذہب رکھتے تھے +

دیکھو چیئرمین صاحب نے مشاہدات مخلوقات اور اُس سی نتایج نکالنے مین کیسی غلطی کھائی ہی +

ہم امریکہ کے جنگلون اور افریقہ کے کنارون اور اوشیانیکے جزایر کا بیچ سیر کرینگے پہلے اپنی ہی گہر مین اس نیم وحشی فرقہ پر آنکھ جماتے ہین تو سینکڑون ہزارون بلکہ لاکھون آدمی ایسے دیکھتے ہین جو کسی قوت کو جذب منفعت اور دفعہ مضرت کی لیے اپنا معبود نہین سمجھتے بلکہ تمام طاقتون کو جنمین دفعہ مضرت یا جذب منفعت کی خواص ہون بحالت خود مجبور سمجھتے ہین - اور اس مجبوری کو ازلی و ابدی خیال کرتے ہین اور اُن طاقتون کی تاثیر کو اپنی عقل سے اپنے منشار کی تابع نہا سکتے ہین جیسے آگ کا جلانا اور آفتاب کا فایدہ پہنچانا - وعلی ہذا القیاس ٭

جب مہذب اقوام یورپ کو دیکھتے ہین تو اُس فرقہ کا وجود کثرت سے پاتے ہین - امریکہ کے جنگلی فرقہ کے کنارے اور اوشیانیکے جزایر بھی ایسے آدمیون سے خالی نہین - تواریخ کو دیکھو تو دہریہ اور لامذہب فرقون کا ذکر بھی ساتھ ساتھ پڑھوگے - اون وحشی قومون کے مذہب دریافت کرنیکے لیے جو صفحہ ہستی سے معدوم ہوگئین صرف دبے ہوئے نشانیون کو پاکر یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ سب کے سب اقوام کچھ نہ کچھ مذہب رکھتی تھین کیسا غلط نتیجہ ہے - کیا اُن اقوام کے وجود کو جنھون نے کوئی معبود قرار نہ دیا تھا اور نہ کوئی اُسکے لیے نشانی بنائی تھی اس نشانی کا پایا جانا مٹا سکتا ہے - ہرگز نہین جو صحیح نتیجہ نکلتا ہے وہ اسی قدر ہے کہ اُن وحشی اقوام مین ایسے انسان بھی ہوگذرے ہین کہ جنھون نے کسی قوت کو اپنا معبود قرار دیا تھا اور اُسکے لیے نشانی بنائی - نہ یہ کہ سبکے سب ایسے ہی تھے اس بیان سے ثابت ہوا کہ سید صاحب کا یہ مشاہدہ خلاف واقع و خطا ہے اور جس نیچر پر وہ لگایا گیا ہے وہ بھی پورا نیچر نہین ہے ٭ اور وہ نیچر نہین ہے جسکو خدا نے دین کہا ہے یا انبیاء نے اُس سے رستہ لیا ہے وہ نیچر جسکو دین کہا جاوے اور اُس پر لا تبدیل لخلق اللہ صادق آوے اور ہے جسکو اللہ تعالی دین بتاتا ہے یا اُس کا رسول وحی یا الہام سے پہچانتا ہے ٭

اب مین اس مضمون کو اس فقرہ پر ختم کرتا ہون کہ سید صاحب کے مشاہدات مین غور کرنے سے معلوم ہوا کہ خدا تعالی کا نیچر اور ہے اور سید صاحب کا نیچر اور - **راقم مرزا مبارک بیگ** سب ایڈیٹر

اس مضمون لطیف مشحون کا خلاصہ یہ ہے جو بدفعات ذیل پیش ہوتا ہے ٭

(۱) سید احمد خان صاحب نے مشاہدہ نیچر سے یہ خیال کیا کہ آدم علیہ السلام سے لیکر محمد رسول اللہ صلعم تک انبیاء نے جو کچھ کہا یا سمجھا اور اُسکو خدا کی طرف نسبت کیا وہ اسی غور و مشاہدہ نیچر کا نتیجہ ہے اور اُن کے وحی یا الہام کو اسکے سوا کچھ حقیقت نہیں ہے ✤

(۲) بنا علیہ جوابات انبیاء کی اپنے خیال میں خلاف نیچر معلوم ہوئی اپنے اُسکی نفی کی یا نیچر کے موافق اسمیں تاویل کی ✤

(۳) یہ خیالات سید احمد خان صاحب کے پرانے فلسفیوں کے خیالات ہیں اپنے ذاتی نہیں ✤

(۴) ان خیالات میں سے بعض خیالات غلط بھی ہیں چنانچہ تہذیب الاخلاق اس پر گواہ ہے ✤

(۵) پس ہمکو غلط و صحیح خیال میں تمیز کرنیوالی دلیل کے تلاش کرنیکی ضرورت ہوئی

(۶) اگر ہم اپنے مشاہدات و تجربوں کو دلیل ٹھیرادیں تو ناممکن ہے کہ تجربہ و مشاہدہ دلیل ہو سکتا تو حکماء متقدمین و متاخرین میں سے کسی نے اختلاف کیوں پیدا کیا جسکو تہذیب الاخلاق نے ثابت کیا ✤

(۷) مشاہدہ اگر دلیل ہو سکتا ہے تو خدا کا مشاہدہ ہو سکتا ہے جسنے نیچر کو بنایا یا رسولوں کا مشاہدہ جنکو خدا نے اپنے نیچر پر بواسطہ وحی و الہام جو وسایل مشاہدہ حکماء سے علاوہ چیز ہے مطلع کیا یہی وجہ ہے کہ ان میں باہم اختلاف نہیں ✤

(۸) منجملہ مشاہدات حکماء ایک سید صاحب کے مشاہدہ میں ہمنے غور کی تو اُسکو سخت غلط پایا۔ ایسا ہی اور دیگر مشاہدات کا حال ہے ✤

ان وجوہات سے ہمنے یک دفعہ اشاعۃ السنۃ کی موید ہے اور خلاصہ سب دفعات کا یہ ہے کہ جس نیچر یا مشاہدہ کو سید احمد خان صاحب دین سمجھ بیٹھے ہیں وہ ایسا نہیں جسکو دین کہا جاوے اور آیۃ لا تبدیل لخلق اللہ اس پر صادق آوے۔ اڈیٹر اشاعۃ السنۃ

شکایت و امید

مضمون مذکور کی تو ہم ایک منشی صاحب ہیں جنھوں نے منشی ہو کر ایسا فاضلانہ مضمون لکھا ہے اس پرچہ کے ناظرین بڑے بڑے علماء فضلاء جامع معقول و منقول پشاور۔ لاہور۔ امرتسر بودیانہ

کپورتھلہ - دہلی - مرادآباد - کانپور - لکھنؤ - اعظم گڈھ - بنارس - عظیم آباد - پٹنہ - کلکتہ - ڈھاکہ - جبل پور - حیدرآباد - مدراس - ملبار - وغیرہ بلاد کے اعیان و اراکین نے بھی ایک سطر کا مضمون شائع السنتہ کی تائید مین مرحمت نہین فرمایا +

ادھر تہذیب الاخلاق کو دیکھو کہ اسمین جناب سید خانصاحب کے مضامین قلیل قلیل ہوتے ہین اکثر مضامین انکے احباب و انصار ہی کے ہوتے ہین +

ہم امید کرتے ہین کہ ہماری احباب ہماری اس شکایت کا ازالہ فرماوینگے - اور آیندہ ماہ وار تہذیب الاخلاق کیطرح مضامین کے ارسال مین حضرتون کو متوجہ کرینگے - لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے - کہ اپنی تحریرون مین فقط علمی و مطلب کی باتون کی طرف توجہ فرماوین - حضرات مخاطبین کے مطاعن و تبلر یا زبونی جواب سے تعرض نکرین - مدت سے حوار مین جناب سید احمد خانصاحب نے اخبار سفیر ہند امرتسر مورچہ لگا رکھا ہے وہان سے ہمیشہ مطاعن اور گالیونکی فیر ہوتے رہتے ہین - ان گالیونکی جواب مین ہماری بعض احباب اپنی تحریرین بغرض اندراج رسالہ ارسال فرماتے ہین - ولیکن ان تحریرات کا اشاعت مین درج کرنا اور بدگوئی کا جواب بدگوئی سے دینا ہماری اصول عادت طبعی کے خلاف ہے اس بات کی ثبوت مین ہم اسی سفیر ہند کی شہادت پیش کرتی ہین اور وہی الفاظ ڈبلو اڈیٹر سفیر ہند از راہ انصاف و دیانت ہماری صبر و تہذیب کی نسبت زیب قلم فرمایا ہے جنمین وہ بھگو گویا تہذیب و سلیقہ شیفکٹ دے چکے ہین پھر کہنا کافی خیال کرتی ہین +

ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر ۱ مطبوعہ ۱ نومبر ۷۸ مین آپ فرماتے ہین - ضروری اعلان نورانی بھگو حبیب اللہ پشاوری مقیم امرتسر کے مضمون شہرہ تتمہ دوم سفیر ہندوستان مطبوعہ بست و ہفتم ماہ گذشتہ کی جواب مین ہمارے پاس مضمون بعنوان سپاس نامہ بجواب سباب نامہ مرتبہ مولوی ابو سعید محمد حسین لاہوری آگیا ہے مگر بلت جگہ کے سبب اس پرچہ مین درج نہین ہوا انشاء اللہ تعالے آیندہ شایع ہوگا ہم امید کرتی ہین کہ ہماری واجب التعظیم مولانا حبیب اللہ صاحب انصاف کرینگے کہ مہذبانہ جواب ایسے ہوتے ہین +

پھر تتمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۷۶ء میں بیاس نامہ درج فرما کر تحریر فرماتی ہیں اگر ہم موحدین کی قابل شایع ہونیکے مضامین چھاپتے ہیں تو فریق ثانی کی ناقابل (بلحاظ تہذیب) شایع ہونے سے انکار نہیں کرتی +

المختصر - موحدین اپنے خیالات کی اظہار میں بدزبانی اور بدتہذیبی کو کام میں نہیں لاتی - بلکہ بڑی خوشی سے صبر اور شکر کرتی ہیں - وہو ظاہر +

پھر تتمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۲۴ نومبر ۱۸۷۶ء میں تحریر فرماتے ہیں - ہم بے مبالغہ کہتے ہیں کہ ہمارے حضرت مولانا جناب مولوی محمد حسین صاحب الہ آبادی کا جو کمال درجہ کا حلیم بردبار - صابر - عالم - فاضل ہیں خوب انداز ہے اور نہایت پسندیدہ ڈھنگ ہے کہ خود بخود کسی سے نہیں الجھتے - اور بیفائدہ جھگڑوں کیطرف مطلق قصد نہیں کرتی +

ناظرین تدین اور امانت سے خود اس امر کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ فریقین سے کسکی تحریر شایان شان علماء نہیں ہوتی - اور کون سا بنامہ کے جواب میں سپاس نامہ لکھتے ہیں

ان عبارات و شہادات کی نقل کرنے سے ایک غرض ہماری یہ ہے کہ ہمارے احباب ہمارے عادات کو خیال میں لاکر اس تحریر کے مکرر درج ہونے پر آشفتہ خاطر نہوں اور آئندہ بدگوئی کے جواب قلم میں نہ لاویں - غرض دوم یہ کہ ہمارے اپنے دوست اور ٹیچر اخبار سفیر ہند اپنے مضامین بالا کو یاد فرما کر اون تحریری مضامین بھیجنے والوں کو یہ سمجھاویں کہ مولف اشاعۃ السنۃ کا صبر و حلم تمہاری بدگوئی پر غالب آئیگا - اور بدگوئی سے میدان تمہارے ہاتھ کبھی آویگا بدگوئی کا گولہ اور بارود بعد تمام ہوتا ہے - خصوصاً اس حالت میں کہ فریق ثانی حلم و صبر کی آڑ میں پناہ لیتا ہے - تم یہ طرز مبارزت چھوڑ دو - علمی بات کوئی آتی ہو تو اسکو پیش کرو +

اور اگر وہ اڈیٹر صاحب کی نصیحت کو نہ مانیں تو اڈیٹر صاحب انکی ایسی تحریروں کو درج اخبار نہ فرماویں ایسا نہ ہو کہ وہ اخبار میں متناقض و مختلف البیان خیال کئے جاویں +

مولف

بقیہ مقدمات مبحث اثبات نبوت

نمبر جواب	مضمون جواب	پارہ الفاظ حدیث	صفحہ
۱۶	ایکدفعہ اپنے خواب میں دیکھا کہ آپ عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں اور آپکے پاس رطب بن طاب (کھجور ین) حاضر کی گئیں اسکو یوں تعبیر فرمایا کہ دنیا میں خدا ہمکو فتح دیگا اور غنیمت بکثرت دیگا اور دین ہمارا اچھا اور ستھرا ہو چکا ✦	رایت ذات لیلۃ فیما یری النائم کانی فی دار عقبۃ بن رافع فاتینا برطب من رطب ابن طاب الخ	۲۴۴
۱۷	ایک شخص نے آنحضرت کے پاس آکر کہا کہ میں خواب میں اپنی گردن کٹا ہوا دیکھتا ہوں۔ آپنے فرمایا شیطان تجھے کھیلتا ہے ایسی خواب کسی سے نہ کہا کرو ✦	یارسول اللہ رایت فی المنام کان راسی قطع الخ	۲۴۳
۱۸	ابن سیرین یا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ خوابیں تین قسم ہیں۔ بشارت من اللہ۔ خیالات نفس۔ شیطان کا ڈراوا۔ خواب میں پانوں میں بیڑی دیکھنی اچھی ہے۔ جو پابندی دین کی دلیل ہے۔ گلے میں طوق دیکھنا برا جو اہل نار کی علامت ہے۔	الرؤیا ثلاثۃ حدیث النفس وتخویف الشیطان وبشریٰ من اللہ فمن رای شیئا یکرھہ الخ	۲۴۱ مسلم ج ۲ ص ۲۰۹

اس تفصیل سے جیسا کہ سچی خوابوں کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ ویسا ہی خوابوں کی تعبیر کا شرع میں اعتبار ثابت ہوتا ہے۔ پس نیچری مسلمانوں کا انکار (عین خواب کی متعلق ہو خواہ اسکی تعبیر کے) محل تعجب و انکار ہے۔

تعبیر خوابکا قانون چنانچہ احادیث منقولہ بالا سے مستفاد ہی یہ ہے کہ اگر کوئی خوفناک خواب دیکھے تو اسکو کچھ چیز نہ سمجھے اور اس خواب کا (جو اسکو بلا اختیار حاصل ہوا) وہ معالجہ جو آنحضرت سے منقول ہوا عمل میں لاوے ✦

✦ اس انکار میں انرائیل سید احمد خاں صاحب اس شخص کی نسبت جسکا انکار صفحہ ۹ و ۱۰ میں منقول ہوا سا بقین و لین ہیں سے ہیں چنانچہ مضمون سحر نمبر ۱۳ منتج نمبر اول تہذیب الاخلاق ۹۳ھ میں فرماتے ہیں۔ نفس انسانی میں ایک ایسی قوت برقی اور مقناطیسی موجود ہی جو خود اس پر اور اسکے خیال پر اور دوسروں پر اور دوسروں کے خیال پر اثر کرتی ہی اور اسکے اثر متعدد طرح پر ہوتے ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ شے غیر موجود حقیقتاً موجود معلوم ہوتی ہی خواب میں آدمی تمام چیزوں کو جو اسنے خواب میں دیکھی حقیقتاً موجود سمجھا ہے حالانکہ کوئی چیز بھی موجود نہیں ہوتی ✦

پہلا تو یہ انکار ہے۔ اور خطبات احمدیہ کے خطبہ بشارت میں اپنے خوابوں کا ایسا اعتبار ظاہر کیا ہے کہ ان کے بھروسہ کئی بشارتوں کو انبیاء کیا ہے۔ اصل عبارت جناب بضمن نبوت تفصیل دوم آویگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ حاشیہ

(۲) اور اگر کوئی اچھا خواب دیکھے تو اسکے مضمون کو سوچے - اگر اسکے اصل اور وجود پہلے سے اپنے خیال یا طبیعت یا اخلاق مین پاوے تو اس خواب کو اسیکا عکس اور صورت مثالی سمجھے

(۳) اور اگر اسکی طبیعت یا خیال یا اخلاق مین اس خواب کا سابق وجود اور اصل نہ ہو تو اسکو تعلیم الہی خیال کرے - اور اسکے تعبیر کرنیکی اسکے مناسب تجویز کرے +

مثلاً کسی مسیحی کے معنی ہم سمجھ لیں جیسے آنحضرت نے خواب نمبر ۱۲ مین رافع کے رفعت کو سمجھ لیا اور عقبہ سے عاقبت کو یا لازم کے ملزوم - یا سبب کے مسبب یا ایک چیز کے اس سے ملتی جلتی اور مناسبت رکھنی دوسری چیز - جیسے آنحضرت نے خواب نمبر ۱۲ مین سونے کے کنگن سے مسیلمہ کذاب کے مربیں دنیا کو سمجھ لیا - اور نمبر ۱۳ مین تلوار کی دمار سے مسلمانان مقتول کو جسکو خود تعبیر نہ آوے وہ کسی دانا دوست سے پوچھ لے +

تنبیہ المعتبرین

جو کچھ ہمنے خواب یا تعبیر خواب کی نسبت کہا ہے یہ سبھی خواب دیکھنے والون کی سبھی خوابون کی نسبت نہین کہا - بلکہ بعض اشخاص کی بعض خوابون کی نسبت کہا ہے - اور خواب اصل میں ایسی خاصکر ملکی صفت انسان کی ہے ایسی صفت کا وجود تجویز کیا گیا دیکھو (۲۵۴) سطر (۲۱)

..... رہی یہ بات کہ معیار و مقیاس اس مرکار کا کیا ہے

اور رحمانی خواب کسکا ہے اور جھوٹا شیطانی کسکا) کیا چیز ہے سو ہمارے نزدیک عصمت ہے جس شخص کی خطا سے عصمت ثابت ہو اور اسکی کوئی بات خواب کی ہو خواہ بیداری کی خلاف واقعہ نہو - اسکا خواب سچا تعلیم الہی ہے اور جو خطا و نقص کا محل ہے اس کا خواب جبتک امتحان مین پاس نہ ہو جاوے اعتماد و یقین کے لایق نہین ہے +

رہا یہ امر کہ ایسا شخص جو معصوم ہے اور مخالفت واقع سے بری ہے کون ہے سو مسلمانون اور جملہ اہل مذاہب سماویہ کے نزدیک ہر امت کا نبی ہے اسکے سوائے اور اشخاص کے مناقبات و مقالات کا معیار و محک صداقت اسی نبی کی تعلیم ہے - جسکا خواب یا خیال قول نبی سے موافق ہوگا - اس کا

خواب سچا و تعلیم الہی سمجھا جاویگا جو اس سے مخالف ہوگا وہ جھوٹا اور شیطانی وسوسہ متصور ہوگا
موافقت کی صورت مین بھی وہ خواب غیر نبی کا اصل اصول احکام نہ ہوگا اور نہ کسی مکلف
کو اس سے احتجاج و استدلال جایز ہوگا - بلکہ مدار اثبات حکم و تکلیف خدا و رسول کا قول ہوگا
اور وہ خواب محض موجب توقیر و سرور و طمانیت و بشارت خواب دیکھنے والی کا سمجھا جاویگا
یہ حکم خواب و کشف غیر نبی کا کتب عقاید اسلام مین بہ بسط مرقوم ہے - اور کچھ اسکی تاید
صفحہ رسالہ ہذا نمبر ۶ صفحہ ۱۵۴ وغیرہ سے بھی نکلتی ہے تفصیل اس امر کی کہ نبی معصوم ہوتا ہے اور
اسکے خواب و بیداری کی باتین منجانب اللہ ہوتی ہین بعد ختام تمام مقدمات تابحث مقصودہ مین
ہوگی اس تنبیہ مین فقط ان لوگون کا متنبہ کرنا مقصود ہے جو خوابونکی اثبات و اعتبار مین حد
اعتدال سے متجاوز ہوکر افراط کو پہنچگئے ہین جیسے اہل نیچر انکے انکار کلی سے تفریط مین پڑے ہوے
ہین - یہ لوگ (اہل افراط) ٹھیک پیر پرست و خیال پرست ہین اور اپنے مشایخ و پیرونکی
خوابونکو آسمانی وحی بلکہ اس سے بھی زیادہ سمجھتے ہین - خوابون سے یہ وہ احکام نکالتے ہین
جو قران و حدیث کے مخالف ہوتے ہین +

اس قسم کے لوگ قدیم سے مسلمانون مین چلے آتے ہین - اور اس زمانہ مین بھی [illegible]
ہین - پنجاب کے اضلاع سے ضلع لودہانہ اور اسکے نواح مین بکثرت پائے جاتے ہین جو اپنی
خوابون کے حکم سے کسیکو دوزخی بتاتے ہین - کسیکو بہشتی - کوئی حکم شریعت سے خلاف کرتے
ہین کوئی از خود اس مین داخل +

مسلمانان متبعان قران ان دونون کے افراط و تفریط سے اجتناب رکھتے ہین اور خوابونکی
اثبات و نفی مین بیچ کی راہ چلتے ہین - انبیا علیہم السلام کی خوابونکو واقعات کے متعلق ہون
خواہ احکام کے عموماً وحی و تعلیم الہی جانتے ہین - انکے سوا اوروں کی خوابون سے جو
واقعات کے متعلق ہون اور نفس الامر کے مطابق نکلین ان کو تعلیم الہی اور ورثت
نبوی سمجھتے ہین - اور جو احکام شرعی یا احوال اخروی کے متعلق ہون ان کو کتاب

وسنت کے موافق پاتے ہین تو منجانب اللہ سمجھتے ہین ورنہ وسوسہ شیطانی خیال کرکے اسکو ساقط الاعتبار سمجھتے ہین - صفحہ ۲۵۹ سے یہانتک جو کچھ خوابون کے متعلق نقلی اصول (کتاب اللہ وسنت) کے تمسک سے بحث ہوئی ہے یہ اُن مسلمانونکی (جو باوجود اشتراف صدق مضامین قرآن (اس باب مین افراط وتفریط مین مبتلا ہین) فہمایش کیلئے ہے اور دلیل عام اس باب مین جو ہر ملت ومذہب کے قائلین پر حجت ہوسکے وہی عامہ خلایق کا وجدان (یعنے انکی روح دل یا دماغ پر سچی خوابون کی نقوش کا پایا جانا) ہے جسکا ذکر شروع تقریر مین گذرا ہے -

یہ استدلال بطور برہان انی ہے اور اس باب مین بطور برہان لمی بھی استدلال ہوسکتا ہے - اس کا بیان معہ شرح برہان انی ولمی کے ضمن ثبوت تمثیل دوم عنقریب آتا ہے - مگر سخت مشکل یہ ہے کہ ہمارے اکثر مخاطبین وناظرین ایسے علمی دلایل کو سمجھ نہین سکتے اور باوجودیکہ ہم ترجمہ مین ہندی کی چندی کرڈالتے ہین پھر بعض لوگون سے نہ سمجھنے کی شکایت سنتے ہین *

ایک صاحب اخبار سفیر ہند نمبر ۱۰ مطبوعہ مئی ۱۸۷۹ء مین فرماتے ہین کہ ہم باوجودیکہ بڑے بڑے پر زور اور بانکے وشگفتہ مضامین سید احمد خانصاحب کے خوب سمجھتے ہین تمھاری کلام کا مطلب نہین سمجھتے ایک اور صاحب اسی اخبار مین ایک جگہ فرماتے ہین کہ تمھاری باتون کا مطلب تم ہی سمجھتے ہو - انکی اس نہ سمجھنے کی وجہ یہ ہے کہ ان مضامین کے سمجھنے کو کسی قدر منطق وفلسفہ قدیمہ لگا ہو *

اور ان لوگون مین کو بعض یا منطق وفلسفہ یکسن سے واقفیت رکھتے ہین مگر علوم قدیمہ سے محض معرا ہین - اس بات کو تہذیب ماہ رجب ۹۶ھ کا مضمون **قدیم اور جدید علوم تصدیق** کرتا ہے - اس مین بڑے زور وشور سے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ یکن نے فلسفہ قدیمہ کو باطل کردیا ہے اور بجاے اسکے طبیعیات وریاضیات کو شایع کیا - اور برہان کو اس نے بیکار سمجھکر بجاے اسکے استقرار (جسکو عامی اور بچے سمجھتے ہین) کو استدلال کا مدار ٹھیرایا - پھر یہ لوگ جنکو یکن ہی کی درایت پہنچی ہے ہماری براہین عقلیہ کے مضامین کیونکر سمجھین اور اپنے نہ سمجھنے کا قصور

ہماری بیان کی ذمہ کیون نہ لگاوین +

جناب سید احمد خانصاحب کے مضامین کو اس لئے بخوبی و بآسانی سمجھ لیتے ہین کہ وہ مضامین عامیانہ یعنے عام لوگونکی اغراض و خواہشونکی موافق ہوتی ہین +

تشبیلات

(۱) جسنے لا الہ الا اللہ کہا گو وہ کیسا ہی فاسق ہو دوزخ مین نجائیگا (۲) انسان اپنی خواہشون و خوشیو کے حصول مین جو کچھ موافق زندہ رکھی نفس کشی نکرے (۳) گوشہ نشینی و کم خوابی و کم خوری سے مالیخولیا پیدا ہوتا ہے (۴) تمامی دنیاوی سے قدر کفایت پر قناعت نکرنی چاہئے (۵) مذہب کو دنیاوی کامون سے تعلق نہین - دنیاوی کامون مین جو کچھ کسیکی عقل مین آوے سو کرے (۶) خدا کی عبادت جسطرح چاہے کرے ہیچون و چیگون سمجھکر خواہ اُسکے نام کا بُت سامنے رکھکر - وہ نجات پائیگا اور بہشت مین جائیگا + ...

وعلی ہذا القیاس اور آزادانہ مضامین ہین جو رجسٹر کے پرچہ مین موجود ہین

اور چونکہ ان مضامین کو آزادمنش لوگ بلا دلیل مانتے ہین اسلئے جناب ممدوح ان مضامین پر دلایل قایم نہین کرتے - وہ ایک بات موافق ہوائے نفس عامہ خلایق کے فرماتے ہین لوگ بلا دلیل اسپر ایمان لاتے ہین - اور اگر کہین آپکو کوئی دلیل بھی لاتے ہین تو وہ بھی عامیانہ خیالات پر مبنی ہوتی ہے - بخلاف اُن مضامین کے جو اُنکے مقابلہ مین اسطرف سے پیش ہوتے ہین - وہ لوگونکی اغراض و ہوائے نفس کے مخالف ہوتی ہین اسلئے انکی سمجھنے و قبول کرنے سے آزادمنش لوگون کے نفوس انکاری ہوتے ہین - پس ہمکو پختہ دلایل عقلیہ سے وہ مضامین ثابت کرنی پڑتے ہین اور ایک فرق ہمارے آپکے مضامین مین یہ بھی ہے کہ آپکے مقام مین کھڑی ہین مثلاً معجزہ کا وجود ثابت نہین - دوزخ بہشت کا وجود جسمانی نہین - فرشتہ - جن - شیطان - انسان سے جداگانہ مخلوق نہین - اور ہم مقام ادعا و اثبات مین قایم ہین اور ظاہر ہے کہ منکر ثبوت دلایل کا محتاج نہین ہوتا اور بار ثبوت مدعی کے ذمہ ہوتا ہے - پھر جس قسم کا دعوٰی ہو اسی قسم کا ثبوت دینا پڑتا ہے

دعوی عامیانہ ہو تو اسکے ثبوت مین عامیانہ دلیل کافی ہوتی ہے دقیق و باریک ہو (جسکو ایسیا وحی و الہام کے ذریعہ سے پہنچے ہون اور عقلا التعمق عقل سے) تو وہ ویسی ہی باریک دلائل سے ثابت کرنا پڑتا ہی ۔

اور ہمارے دعاوی باوجودیکہ غالبا اسی قسم کے ہوتے ہین تاہم ہم نے دلایل کے بیان مین ہم تسہیل کو مدنظر رکھتے ہین اور ایکایک بات کو کئی کئی تمثیلات سے سمجھاتے ہین - بانیھمہ کوئی دقیق بات کسیکے سمجھ مین نہ آوے تو اسکا قصور ہمارے ذمہ نہ لگاوے اپنے فہم و علم کا بھی کچھ دخل سمجھے اور وہ بات کسی عالم سے دریافت کرے ۔

تمثیل دوم - یعنی واقعات غیبی کی نسبت بعض اشخاص کی سچی خبر ونکی ثبوت پر دھی وجدانی دلیل ہی - ہم ہر بلا دیکھتے ہین کہ بعض اشخاص ایسے واقعات کی نسبت (جو نہ حواس سے معلوم ہو سکتے ہین نہ فکر و غور عقل سے دریافت ہو سکتے ہین) ایسی خبرین دیتے ہین جنکو واقعہ کے مطابق پاتے ہین ۔

تفصیل

[illegible] قسم کی خبرین ہوتی رہتی ہین - قدیم مین بھی صفت اور مقدس لوگون نے بتائین - اور لوگونکی تجربہ و مشاہدہ مین بھی عہد عتیق و عہد جدید مین مذکور ہین - انکو اسرائیل **سید احمد خان صاحب** بھادر نے اپنی کتاب **خطبات احمدیہ** کے خطبہ **بشارات** مین نقل کیا ہی - ہمین اسمقام مین انہین کی تحقیقات کو [illegible] کرنا کافی سمجھتے ہون اس مین نئی تفتیش و تحقیق کو ضروری نہین جانتا ۔

اور ان باتون سے استدلال نہ اس وجہ سے ہی کہ وہ رسولونکی بتائی ہوئی باتین ہین اسلئے انکا تسلیم کرنا واجب ہی - بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ تاریخی واقعات ہین اور بنقل متواتر ثابت ہین - انکا ماننا عقل کا مقتضا ہی - پس اگر کوئی انکے تسلیم کرنیکو فرع تسلیم نبوت سمجھے تو قبل ثبات نبوت ان سے استدلال کو مصادرہ علی المطلوب خیال کرے تو یہ اسکی غلط فہمی ہی -

ان باتون کو سید احمد خانصاحب کی کتاب سے نقل کرنے سے یہ بھی غرض ہی کہ جو کچھ

جناب ممدوح کے مضامین کا نشنس - نیچر - مذہب و معاشرت - مذہب انسان کا امر طبعی ہو - اور اپکی ایک
ہم مذہب کے مضمون تحقیقات مذہب و صحیفہ فطرت کے منطوق یا مفہوم سے معلوم ہوتا ہو کہ نبوت
صرف غور و فکر عقل کا نتیجہ ہو - اور وحی یا جبرئیل صرف اسی معنی کر نبوت کا نام ہو - اور الہام صرف اسی بات کا
(جو قانون قدرت مین غور کرنے سے دل مین آجاتی ہو) نام ہے - بے سوچے سمجھے غیب الغیب سے
کسی بات کا منکشف ہو جانا جسکو اہل مذاہب الہام کہتے ہین کوئی چیز نہین ہو - یہ سب کچھ ان باتون
کے خلاف ہو جو آپنے خطبات احمدیہ کے خطبہ بشارات مین فرمایا ہو - اسمین آپنے اس قوت
کے وجود کا جسکے اثبات کی اسمقام مین ہم دعویدار ہین اثبات کیا ہو اور ان معنی کر الہام (کہ
بے سوچے بدون فکر کبھی کوئی بات سوتے سوتے یا بیٹھے بیٹھے دلمین آجاوے) کا وجود ثابت
کیا ہو - پس نظر افحام و افہام ان حضرات کے ہمنے آپکی کتاب خطبات احمدیہ سے ان باتون کا نقل
کرنا نہایت مناسب سمجھا ہو - اس کتاب مین ہماری باتونکی ایسی تسلیت ہے کہ اگر ہم ان باتون
کا خلاف آپکے مضامین مذکورہ بالا مین نہ دیکھتے تو ہم ان حضرات کو منکر حقیقت و معنی نبوت ہرگز نہ
سمجھتے - اور یہ تفصیل ان باتونکی تحریر مین نہ لاتے اور مبحث اثبات نبوت مین ان لوگون کو
مخاطب نہ بناتے بلکہ جسقدر بحث مارچ ۷۸ء سے اب تک کانشنس کی متعلق ہمسے آپکے مقابلہ
مین لکھ چکے ہین یہ ہرگز قلم مین نہ لاتے اس نقل و بیانکی گو وضع و ترتیب ہمارے قلم کیطرف سے ہو لیکن
مضامین بلکہ بالاختصار الفاظ جناب ہی کے ہین جو تہذیب الاخلاق جلد ششم کے نمبر ۸ و ۹ و ۱۰
مین منقول ہو *

خبر اول جو تہذیب الاخلاق مین

از بشارت اول منجملہ بشارات مسیح ہو

حضرت اشعیاہ نبی نے احاز بادشاہ کو خبر کر دی کہ کواری عورت کو حمل ہوگا - اور وہ بیٹا جنیگی - وہ ذرا
ہوشیار ہوگا - تو جو خوف تجھ کو دشمنون سے ہی جاتا رہیگا - کتاب اشعیاہ باب ۷
اس خبر کا مصداق ایک لڑکا ماہیر شالال ہاشبز نامی پیدا ہوا جب وہ ہوشیار ہوا تو احاز

کا خوف جاتا رہا - اور انجیل متی مین لکھا ہی کہ یہ بشارت حضرت مسیح کے ہی جو کواری مریم سے پیدا ہوئے اور انکی بشارت یوسف نجار کو فرشتہ نے خواب مین دی ہی +

خبر دوم جو تہذیب الاخلاق مین

حضرت عیسیٰ کی دوسری بشارت ہی

حضرت میکاہ نے بہت سی باتین آیندہ کی اشارات وکنایات مین کہین کہ یہ ہوگا اور وہ ہوگا اس مین یہ بھی فرمایا ای بیت لحم افراتاہ میری لئے ایک شخص جو بنی اسرائیل مین سلطنت کریگا اور اس کا ہونا قدیم زمانہ سے مقرر ہو چکا ہی تجھسے نکلیگا کتاب میکاہ باب ۵ - آیۃ ۲ حضرت متی فرماتے ہین کہ یہ پیشین گوئی حضرت مسیح کی ہوئی جو بیت لحم مین پیدا ہوے ہین اور گو دنیاوی سلطنت ان کو نہین مگر سینٹ متی نے اس سلطنت کو روحانی سلطنت قرار دیا

خبر سیوم جو تہذیب الاخلاق مین منجملہ بشارات

توراۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اول ہے

حضرت موسیٰ نے خبر دی ہی کہ خدا نے حضرت ابراہیم سے وعدہ کیا کہ مینے تیری دعا اسمعیل کی قسمین قبول کی - ہان مینے اسمین برکت دی اور اسے بارآور کیا اور اسی بہت فضیلت دی اس سے بارہ امام پیدا ہونگے اور اسکی ترقی کرونگا - باب اول آیۃ ۱۸-۲۰ - کتاب توریت اسی قسم کی اور آیات توریت سے اسرائیل صاحب نے نقل کرکے انکا آنحضرت کے حق مین بشارت ہونا ماشاء اللہ بڑے زور وشور سے ثابت کیا ہی اور اثنار یا نمین دو الہامی خوابون سے بھی استدلال فرمایا ہی - **اول** یہ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت اسحق سے خواب مین کہا ہی کہ مین تیرے باپ ابراہیم کا خدا ہون تجھپر برکت دونگا اور اپنے عہد کے سبب ابراہیم کے سبب تیری نسل کو بہت کرونگا - **دوم** یہ حضرت یعقوب خواب مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک سیڑھی زمین سے آسمان تک لگی ہوئی ہے اور خدا کے فرشتے اس پر اترتی چڑھتے ہین اور خدا انپر کھڑے ہو کر کہتا ہی مین تیرے باپ ابراہیم اور اسحاق کا خدا ہون یہ زمین جسپر تو سوتا ہے تجھکو اور تیری اولاد کو دیتا ہون الخ

خبر چہارم جو تہذیب الاخلاق مین منجملہ بشارات

توراۃ بعنوان بشارت دوم منقول ہی

خدا تعالی نے موسی علیہ السلام کو خبر دی کہ تیرے بھائیون مین ایک نبی تیرے سا قایم کرونگا اور اپنا کلام اسکے مونہہ مین دون گا۔ توریت کتاب پنجم باب ۱۸ - ۵ - ۱۸

جناب آنریبل صاحب نے فرمایا ہی کہ ان تینون سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونیکی ایسی صاف و مستحکم بشارت نکلتی ہی جس سے کوئی انکار نہین کرسکتا اور اسکی وجہ یہ بیان فرمائی ہی کہ یہ دو باتین کہ (۱) مین اسکے مونہہ مین اپنا کلام دونگا اور (۲) وہ مثل موسی ہوگا سوا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مین پائی نہین جاتین۔ پہلے اسلئے کہ انبیاء بنی اسرائیل پر سوای احکام عشرہ موسی کے جو وحی آتی تھی اسکے لفظ وہی تھے جو توریت و زبور و صحف انبیا مین لکھے ہوئے ہین بلکہ انبیا کو صرف مطلب القا ہوتا تھا اور پھر وہ اسکو اپنی زبان و محاورہ مین لوگونکے سامنے بیان کرتے تھے اناجیل اربعہ جو اب معتمد اور قابل سند عیسائیون مین تسلیم ہوتی ہین انکے الفاظ تو وہ ہین ہی نہین جو حضرت عیسے کی زبان مبارک سے نکلے تھے کیونکہ حضرت عیسی کی عبرانی زبان تھی اور وہ انجیلین یونانی زبان مین تحریر ہوئین مان لیتے قرآن مجید ایسا ہے کہ اسکی لفظ بلفظ پیغمبر کے مونہہ مین رکھی گئی تھی اور وہی لفظ پیغمبر نے لوگونکو پڑھ سنائی پس ان الفاظ سے بشارت کیسے کہ اپنا کلام اس مونہہ مین دون گا سوای محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی پر صادق نہین آتی

دوسری بات کا سوای آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرے شخص مین پایا نہ جانا آپنے بڑے زور و شور سے ثابت کیا ہے اور دس گیارہ وجوہ سے آنحضرت کا موسی علیہ السلام کے مثل ہونا بیان فرمایا ہی ۔

اس بشارتکو امام فن مناظرہ اہل کتاب بھی نوید جاوید مین لائے ہین اور آنحضرت اور حضرت موسی مین وجوہ مشابہت کا شمار چونتیس تک پہنچائے ہین

خبر پنجم جو تہذیب الاخلاق مین

بلفظہ تبشارت سوم منجملہ تبشارات محمدیہ مندرجہ توریت معتبر ہی

حضرت موسیٰ پیغمبر اور حضرت حبقوق نبی نے نبی عربی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے پر اسطرح تبشارت دی اور کہا خدا سیناء سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران پہاڑ پر ظاہر ہوا اسکے داہنے ہاتھہ مین شریعت روشن ساتھہ لشکر ملائکہ کے آیا توریت کتاب پنجم باب ۳۳-۲ آئیگا اللہ جنوب سے اور قدوس پہاڑی سے آسمانون کو جمال سے چھپا دیا اسکی ستایش سے زمین بھر گئی کتاب حبقوق باب ۳-۳

آنریبل صاحب نے فرمایا ہے کہ ان آیتون مین جو کوہ فاران سے خدا کا ظاہر ہونا بیان ہوا وہ علانیہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے پر اور قرآن مجید کے نازل ہونیکی کہ وہی شریعت ہی تبشارت ہی ٭

پھر اس مضمون کو اپنی بڑی شد و مد سے بشہادت توریت و قدیمی خبر فیہ کی ثابت کیا ہی۔ اور جو اسکے خلاف مین عیسائیون نے توجیہین کی ہین ان کا مدلل جواب دیا ہی۔ جزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین احسن الجزاء ٭

خبر ششم

جسکو تہذیب الاخلاق مین بلفظ بشارت چہارم تعبیر کیا ہی

حضرت سلیمان نے اثنا رمناجات الہی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیا اور فرمایا وہ بالکل محمد یعنی تعریف کیا گیا ہی۔ یہی میرا دوست ہی اور میرا محبوب کتاب سلیمان باب ۵۔ آیتہ ۱۶ الغایتہ

جناب آنریبل صاحب فرماتے ہین اگرچہ اس مقام پر حضرت سلیمان نے عدد کی تسبیح مین گیت گایا۔ اور اسکی مناجات کی ہی مگر ضرور وہ ایک بڑی شخص قابل تعظیم و ادب کی آنیکی متوقع ہین اور اسکی تبشارت دیتے ہین اور پھر صاف سناتے ہین کہ وہ میرا محبوب محمد ہی۔ صلے اللہ علیہ وسلم

خبر ہفتم

جسکو تہذیب الاخلاق مین بعنوان تبشارت پنجم تعبیر کیا ہے

ابھی نبی ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونیکی اسطرح بشارت دیتے ہین - سب قومونکو بلا دونگا - اور حمد سب قومون کا آویگا اور اس گھر کو بزرگی سے بھرونگا کہا خداوند نے لکتاب حجی نبی باب ۲ - آیہ ۷ +

جناب نرسل نے لفظ حمد سے آنحضرت کا مراد ہونا بخوبی ثابت کیا ہے اور جو عیسائی اسکو حضرت عیسے علیہ السلام کیطرف اشارہ سمجھتے ہین اسکو دو وجہ سے رد کر دیا ہے - پھر فرمایا ہے کہ فرقہ ہیگ وغیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابون مین استدلال قول ریورنڈ پاکہرسٹ صاحب کی لکھا ہے کہ یہ بشارت حضرت عیسے کی نہین ہو سکتی بلکہ اس شخص کی ہے جسکے آنیکی بشارت خود حضرت عیسی نے دی تھی +

خبر ہشتم

جو تہذیب مین بعنوان بشارت ششم مذکور ہے

حضرت اشعیاہ نبی کی رو سے اُن لوگون کا ذکر جو خدا کی سچی پرستش از سر نو قایم کرینگے اسطرح پر کرتی ہین - اور ایک جوڑی سوارونکی دیکھی ایک سوار گدھی کا اور ایک سوار اونٹ کا اور خوب توجہ ہوا - کتاب اشعیاہ - باب ۲۱ - ۷ **جناب ممدوح** نے فرمایا ہے کہ اس آیہ مین حضرت اشعیاہ نے دو شخصونکی طرف اشارہ فرمایا ہے ایک کو گدھی کی سوار یکے نشان سے تبلایا ہے - اور اس مین شبہہ نہین کہ اس سے حضرت عیسی کیطرف اشارہ ہے کیونکہ جناب ممدوح بیت المقدس مین گدھی پر سوار ہوکر داخل ہوئے ہین - دوسرے شخص کو اونٹ کی سواری کے نشان سے تبلایا اور اسمین شک نہین کہ اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اشارہ ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین داخل ہوئے تو اونٹ پر سوار تھے +

خبر نہم

جو تہذیب مین بعنوان بشارت دوم منجمہ بشارات انجیل مذکور ہے

جب حضرت عیسے کو معلوم ہوا کہ اب انکا وقت بہت قریب آگیا ہے اور اب وہ گرفتار ہونیوالے ہین تو انہون نے اپنے حواریون کو بہت نصیحتین کین یہ بھی فرمایا - یہ امور مینے تمسے کہے ہین جبکہ تمہارے ساتھ

ے یہ پیرا جو صفحہ ۲۹۰ سے شروع ہوا ہے نہ ملنے کے ہین ۱۲

ہون لیکن پیرکلیطاس پاک روح جسکو باپ بھیجیگا میرے نام سے تمکو ہر بات سکھا دیگا اور یاد دلا دیگا تمکو وہ باتین جو میںنے تمسے کہی ہین - انجیل یوحنا - باب ۱۶ - آیۃ ۷ -

جناب آنریبل نے فرمایا ہے کہ لفظ پیرکلیطاس جو یہان واقعہ ہوا ہے یہ مترجمون کی غلطی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اصل لفظ فارقلیط ہے جسکا ٹھیک ٹھیک ترجمہ احمد ہے اور اس آیۃ مین آنحضرت کی بشارت ہے پہر اسکو اس دعوی سے کہ ہم اسکو بتائینگے روح القدس خوبی ثابت کرینگی ثابت کیا ہے اور واقعی اس مین اپنی اطلاع و انصاف کو ظاہر کیا ہے جزاہ اللہ خیرا +

امام فن مناظرہ اہل کتاب نے بھی اس بشارت کو نور ہدایت مین ذکر کیا ہے اور خوب بسط و تفصیل سے لفظ فارقلیط بمعنی احمد ہونا باعتراف علماء نصاری ثابت کیا ہے - ناظرین اس کتاب کو صفحہ ۴۸۹ سے ۵۰۰ تک ملاحظہ فرماوین تو عجیب حظ و لطف حاصل کرین +

خبر دہم

جو تہذیب مین منجملہ بشارات محمدیہ مذکور انجیل بشارت سوم سے معبر ہے

حضرت یحیی سے یہودیون نے پوچھا تو مسیح ہے وہ بولے نہین - پہر پوچھا تو الیاس ہے وہ بولے نہین پہر پوچھا تو وہ نبی ہے آپنے کہا نہین - انجیل یوحنا باب ۱ - ۲۰ - ۲۵ مختصراً

جناب آنریبل فرماتے ہین کہ ان آیتون سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ حضرت مسیح کے ایک اور پیغمبر کے آنیکی بھی امید رکھتے تھے اور وہ پیغمبر ایسا مشہور تھا کہ بجائے نام صرف اشارہ ہی اسکے ہانے کو کافی تھا جیسکہ ہم مسلمان پیغمبر کے نام کی جگہ صرف آنحضرت اشارہ مین لکھتے بولتے ہین - اور یہ مشہور پیغمبر کون ہو سکتا ہے بجز اسکے جسکی نسبت خدا نے ابراہیم و اسمعیل کو برکت دی اور جسکی نسبت موسیٰ سے کہا تیرے بہائیون مین سے تجھ سا پیغمبر پیدا کرون گا اور جسکی نسبت حضرت سلیمان نے کہا میرا محبوب سرخ و سفید ہے مین تعریف کیا گیا محمد ہے - اور جسکی نسبت ہی نبی نے فرمایا کہ حضرت تمام قومون کا سردار آدمی گا اور جسکی

نسبت حضرت عیسیٰ نے فرمایا میرا جانا ضرور ہی تا کہ فارقلیط آوے - اب مین نہایت مضبوطی سے کہتا ہون یہ نامی اور مشہود پیغمبر حضرت محمد ہین واللہ حضرت محمد ہین - آمنت باللہ وبکل منزل علیہ امام حسن بھی اس بشارت کو اپنی کتاب مین لائے ہین - اور اس اشارہ سے آنحضرت مراد ہونا بالتفصیل بدلیل ثبوت کو پہنچا ہے ناظرین کتاب نوید جاوید کو صفحہ ۴۴ سے ۴۲ تک ملاحظہ فرماوین اور اس تحقیق و تفصیل کا لطف اٹھاوین ٭

ذیلی نبذہ مشتملہ علی التماس و نصیحہ

التماس جناب سید احمد خان صاحب اور انکے اتباع و شیاع کی خدمت مین ہی کہ یہ حضرات الفاظ بشارات مندرجہ خطباب احمدیہ کو غور و انصاف سے ملاحظہ مین لاوین - اور سوچ سمجھکر فرماوین کہ جو باتین آیندہ کی انبیاء نے ان بشارتون مین بتائی ہین وہ عقل و حواس سے کسطرح معلوم ہوسکتی ہین - ؟ اور کتاب پیدایش جو زمین و آسمان اور چھالون اور زمین و آسمان کی کنارون اور آسمان کی ستارون وغیرہ اشیاء مخلوقہ سے عبارت ہی اسمین کہان لکھی ہوئی دکھائی دیتی ہین - ؟ یہ نہ بتا سکین تو اس بات کے اقراری ہوجاوین کہ وہ باتین انبیاء نے اپنے اس ملکی طاقت کی ساتھ غیب الغیب سے جان لی ہین اور جہان وہ باتین لکھی ہوئی ہین وہان عقل و حواس کا پہنچا ممکن نہین - اس اعتراف کی صورت مین اُنکا یہ قول کہ نبوت صرف فکر و غور عقل کا نتیجہ ہی اور اس کا ماخذ و مخزن فقط نیچر ہی کیا معنی رکھتا ہی ؟ ان باتون کو آپ بتشریح بیان فرماینگی تو ہم بہت نفع اُوٹھاینگے اور ہمارے ایکے تیسرے جھگڑے کا فیصلہ پاینگے -

نصیحت زمرہ موحدین اور اس پچہ کے ناظرین کو ہی کہ مضامین اس خطبہ بشارات کو ملاحظہ فرماوین اور جو اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار و اثبات ہی اس مین غور فرماوین اور سید احمد خان صاحب کی تکفیر سے باز آوین - یہ کام جو سید احمد خان صاحب کے خطبہ بشارات مین ہوا ہی یہ بجز مومن محب اسلام کسی سے نہین ہوسکتا ٭

اگر کسیکو یہ شبہہ ہو کہ اقرار لفظ نبوت کسکام آتا ہی جبکہ المین کہ سید احمد خان صاحب کو مغنی نبوت

سے (چنانچہ ممنے خود نمبر نہم کے اعلام مین تصریح کہا ہے) انکار ہی یہ انکار تو ایسا ہی جیسے کوئی لفظ اللہ کو مانے اور اللہ کی الوہیت اور خالقیت سے انکار کرے۔ یا رسول کو رسول مانے پر اُسکی کوئی بات سچی نجانے۔ تو جواب اس کا یہ ہی کہ بے شک و بلاریب لفظی اور معنوی انکار کے ساتھ کام نہین آتا۔ اور معنی کا منکر لفظ کا تسلیم کرنے والا نہین سمجھا جاتا۔ ولیکن یہ اس صورت مین ہی کہ وہ انکار عمداً وعناداً ہو نہ خطأً واجتہاداً۔ یہی وجہ ہی کہ متبدع فرقے اہل سنت کے نزدیک کافر نہین گنے جاتے باوجودیکہ وہ اللہ اور رسول کی کلام سے معنی انکار سمجھے جاتے ہین۔ سید احمد خان صاحب کا انکار بھی اسی قسم کا انکار ہی۔ اور اس بات پر کوئی دلیل نہین ہی کہ سید صاحب کو معنی نبوت سے عمداً وعناداً انکار ہی۔ جایز و محتمل ہے کہ یہ انکار انکی غلط فہمی کا نتیجہ ہو۔ اور جو کارروایان خلاف تسلیم نبوت و اسلام ان سے ہو رہی ہین (جیسے نبوت کو فقط عقل کا نتیجہ ٹھہرانا مسلمانون کو احکام شرعیہ کی قید سے چھوڑانا وغیرہ وغیرہ) انکے خیال و زعم مین کسی نیک نیتی و خیرخواہی اسلامی و قومی پر مبنی ہون +

اکثر لوگون سے مین سنتا ہون کہ یہ شخص حقیقت مین اسلام کا دشمن و مخالف ہی اور اسلام کے پیرایہ مین یہ اسلام کو بگاڑنا چاہتا ہے۔ اس کا ظاہری اقرار و تسلیم نبوت کا اظہار اسی غرض پر مبنی ہی + ولیکن مین اس بات کو صحیح نہین سمجھتا اور اسپر یقین کرنیکی کوئی وجہ نہین دیکھتا۔ اور جناب ممدوح سے ایسی بدگمانی نہین رکھتا +

اخبار جریدہ روزگار کی نمبر ۴۴ مطبوعہ ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۶ء مین انکی نسبت ایک مضمون لکھا ہی جسمین انکی حقیقین یہ مترددانہ الفاظ مندرج ہین "یہ شخص یا تو بلا کا مسلمان ہی یا پرلے درجہ کا انکا دشمن" ان الفاظ سے بھی یہی مستفاد ہی کہ اس شخص کی نسبت قطعی بدگمانی کی کوئی وجہ نہین +

بالجملہ مین جناب ممدوح الصفات کی تکفیر سے لوگون کو منع کرتا ہون باوجودیکہ مین انکی اکثر رایون مین مستلزم تکفیر خیال کرتا ہون چنانچہ یہ بات مین نے شاعۃ السنۃ نمبر ۱ مین (صفحہ ۱۴۴

بھی ظاہر کر چکا ہون تفصیل اسکی پھر کسی مستقل مضمون مین تحریر کرونگا ٭

رجوع بہ مطلب

اخبار عشرہ مذکورہ بالا وہ ہین جو زمانہ قدیم مین ملکی صفت انسانون نے بتائین اور لوگونکی مشاہدہ مین آئین - اب وہ خبرین ذکر کیجاتی ہین جو اسلام کے زمانہ مین ایک ملکی صفت تقدس محمد بن عبداللہ عربی نے (جنکو ہم مسلمان خاتم المرسلین وسید الاولین والآخرین سمجھتے ہین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) بتائین - اور ہمارے اور اس وقت کے لوگونکی مشاہدہ آئین - یہ خبرین دو قسم ہین - قسم اول - وہ ہین جو قرآن مین (جسکو ہم مسلمان وحی متلو کہتے ہین) مذکور ہین - قسم دوم وہ جو حدیثون مین (جنکو ہم وحی غیر متلو کہتے ہین) موجود ہین - ان اخبار سے بھی استدلال اس وجہ سے ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہوئی ہین بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ واقعی باتین ہین - اور مشاہدہ مین آچکی ہین ان اخبار کو ہم نبی کی کہنے سے نہین مانتے بلکہ نبی کا نبی ہونا ان اخبار کی سچائی سے پہچانتے ہین - پس ان اخبار سے استدلال مقدمات اثبات نبوت کی تائید مین مصادرہ علی المطلوب نہوا

اخبار قسم اول

مخفی نہ رہے کہ اخبار قسم اول قرآن مین بکثرت پائی جاتی ہین جیسے (۱) قرآن کے محفوظ رہنے کی خبر قرآن کی مثل ایک سورت بنانے پر انس وجن کے قادر نہ ہونیکی خبر - (۲) ان مسلمانونکی (جو آنحضرت کے وقت مین جلاوطن کیگئے - اور دشمنون سے سخت تکالیف پائے) معزز ومتمکن ہونیکی خبر ٭

قال اللہ تعالی - انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۲	۱
قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ۳	بنی اسرائیل ع
وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض ۴	النور ع

† ان خبرون سے پہلی اور پانچوین و چھٹی خبر کی وجہ صداقت امام فن مناظرہ فی تویید جاوید مین جلد ۳ صفحہ ۱۵۱ تا صفحہ ۱۵۳ تفصیل بیان کی ہے - اور دوسری خبر کی تفصیل حافظ ولی اللہ مرحوم کی کتاب حیاۃ الانسان مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۰۸ سے ۱۱۰ تک

انا فتحنا لك فتحا مبينا	الفتح ۱
انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا	توبہ ۱۰
وما كان للمشركين ان يعمروا مساجد الله	توبہ ۳
اولئك ما كان لهم ان يدخلوها الا خائفين	بقرہ ۱۴
يخفون في انفسهم ما لا يبدون لك ص	آل عمران ۱۶

مکہ فتح ہوجانے کی خبر
مکہ سے ہمیشہ کے لئے تسلط مشرکین کے اٹھ جانے کی خبر
بیت المقدس سے اہل کتاب کے بیدخل ہوجانے کی خبر
منافقوں کی چھپی باتوں کی خبر

وعلی ہذا القیاس جنکا صدق و وقوع امتحان مین آگیا۔ اور مخالف وموافق نے مشاہدہ کیا۔ ولیکن معہذا بعض انصاف لوگ ان مین کچھ نہ کچھ تاویلین کرتے ہین۔ اور آیندہ کے لئے احتمال خلاف تجویز کرتے ہین اسلئے مین وہ خبرین نقل کرنا چاہتا ہون جنمین انکی تاویل کا مساغ نہ ہو۔ اور احتمال آیندہ بھی تجویز نہ ہوسکے

خبر اول

قال تعالے غلبت الروم في ادنى الارض وهم من بعد غلبهم سيغلبون في بضع سنين - لله الامر من قبل ومن بعد ويومئذ يفرح المومنون بنصر الله الخ	الروم ۱
غلب فارس الروم فبلغ ذلك المسلمين بمكة فشق عليهم وفرح به كفار مكة - وقالوا للمسلمين انكم اهل كتاب والنصارى اهل كتاب ولنحن اميون وقد ظهر اخواننا من اهل فارس على اخوانكم من اهل الروم وانكم ان قاتلتمونا لنظهرن عليكم فانزل الله تعالى هذه الآيات - فخرج ابوبكر الى الكفار فقال فرحتم بظهور اخوانكم فلا تفرحوا	

جب فارس نے روم کو شکست دی تو مشرکین مکہ کو (جو انکے ہم مذہب تھے) بڑی خوشی ہوئی اور مسلمانوں کو غم پس آنحضرت صلعم کے بواسطہ وحی یہ خبر دی کہ تین سال کے پیچھے اور نو برس سے پہلے پہلے روم فارس پر غالب ہونگے اور اسدن مسلمان خوشیان منائینگے۔ ابوبکر صدیق یہ خبر سنکر مشرکین کی خوشی مٹانیکو وہ پیشین گوئی آنحضرت کی گلی کوچہ مین سنا آئے۔ اُبی بن خلف جو آنحضرت کا سخت دشمن تھا آنکے مقابلہ مین مقام انکا مین کھڑا ہوگیا۔ اور اس بات پر شرط لگانے کا خواستگار ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے پانچ یا چھ سال کی مدت پر دس دس اونٹ پر شرط مان لی۔ آنحضرت نے سنا و فرمایا کہ تو نے غلط

باقی آیندہ

ص یقولون بافواھھم ما لا یعلمہ الا اللہ کا نقول مجاہد رح

حصہ دویم

تتمہ مضمون مذہب و معاشرت

اور چونکہ مسلمانونکے فخر نامور جناب **سید احمد خان صاحب** بہادر اسی طرز و روش یورپ کو پسند کر چکے ہین اور مسلمانونکی ترقی و بہبودی اسی طریق کے اختیار کرنیمین منحصر سمجھتے ہین - اسلئے وہ بزعم خود بڑی ہمدردی قومی و نیک نیتی سے مذہب اسلام کو یوروپین بنانا چاہتے ہین اور مسلمانون کا ہمرنگ اہل یوروپ ہوجانا پسند کرتے ہین - بنا علیہ وہ چاہتے ہین کہ مذہب اسلام فقط اعتقاد توحید خالق مین منحصر ہوجاوے - اسکے سوای جو ہزارہا فروعات قرآن و حدیث نے بیچارے مسلمانونکے گلے مین ڈال رکھے ہین کہ منخنقہ (مردہ) نکھاؤ - خالص ریشم نہ پہنو - لاٹری وغیرہ انواع سود سے بچو - کفار کی ہیئت و وضع اختیار نکرو - ان سب بکھیڑون سے مسلمانونکو نجات حاصل ہو - اور مسلمانان اور یوروپین سے صورۃً و سیرۃً دوئی اُٹھ جاوے - جناب ممدوح (عمرش دراز باد) چند روز اور زندہ رہے اور لوگ آپکی تعلیمات و ہدایات کو مانتے گئے تو ہندوستان و یوروپ طریق مذہب و معاشرت مین یکسان ہوجاوے ✣ اور اُن کے حال پر **بیت** من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری - کا مضمون خوب صادق آویگا کوئی لوگون مین یہ تفرقہ کہ یہ مسلمان ہے یا عیسائی نکر سکیگا ✣

بالجملہ اس خیال سے یا کسی اور وجہ سے جناب ممدوح نے وہ مضمون جسمین احکام معاشرت کو دین سے خارج کیا ہے تحریر فرمایا ہے - **اس مضمون کا خلاصہ** مطالب و مقاصد چند امور ہین جو غالباً آپکے الفاظ سے بدفعات ذیل نقل کئے جاتے ہین ✣

(۱) بانی مذہب کو درحقیقت روحانی اصلاح دینی لگتا ہے (کیونکہ) انبیاء علیہم السلام جو کہ بعض ایسی دنیوی باتونکے کرنے نکرنیکی بھی ہدایت کرتے تھے - خبکا اثر روحانی ترقی پر پہنچتا ہے - اسلئے لوگون کو ہر ایک دنیاوی باتون مین انبیاء کی ہدایت کی رغبت ہوتی ہے

۳ مقصود اصلی ہے - لیکن وہ کبھی ہی ہے کہ مقصود کے ضمن مین دنیوی باتون مین بھی اصلاح

(۲) الہامی کتابون مین ایک تو ریت ہی ہے جسمین دنیاوی احکام بکثرت پائی جاتی ہین مگر ان کل الہامی ہونا بھی نہایت مشتبہ ہے کچھ ثبوت اس کا نہین کہ سوائے احکام عشرہ کے اور تمام احکام جو حضرت موسیٰ نے صادر کئے تھے وہ حضرت موسیٰ کے وقت مین لکھے گئے تھے۔ بنی اسرائیل کو ہر قسم کے دنیاوی جھگڑے پیش آتے تھے۔ حضرت موسیٰ کو یہ مجبوری اُن جھگڑون کا بطور سردار قوم کے فیصلہ کرنا پڑتا تھا۔ حضرت موسیٰ کے تمام احکام دنیوی مثل ایک انسان کے احکام کے ہین جو بہ صلاح بعض دانشمندون کے بطور مناسب وقت وحالات قوم کے دیئے گئے ہون بنی اسرائیل نے ان تمام دنیوی احکام کو مذہب مین شامل کر لیا۔ پھر اسکے مقاصد کو چھوڑ کر صرف لفظی معنون کی پیروی کرنا ٹھیٹ یہودی مذہب قرار دیا ہے۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ سخت مجبوری دنیاوی امورمین سرداری اختیار کرنیکی پیش آئی دنیاوی سرداری سے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی مثل حضرت موسیٰ کے اپنے صحابہ کے مشورہ سے اور ضرورت ومصلحت وقت کے لحاظ سے احکام صادر فرماتے ۔

(۴) مسلمان عالمون نے قدم بقدم یہود یونکی پیروی کی اور تمام دنیاوی احکام کو جو درحقیقت مذہب سے علاقہ نہین رکھتے تھے مذہب مین شامل کر دیا اور (حدیث) وانتم اعلم بامور دنیاکم کو یکلخت بہلا دیا پھر یہودیون کی تقلید سے اسکے مقاصد کو چھوڑ کر صرف لفظی معنون کی پیروی کرنا ٹھیٹ مذہب اسلام قرار دیا (اسکی مثال یہ ہے) کہ عرب مین رواج تھا کہ متمول اور سردار بنظر افتخار وتکبر وغرور کے ازار کو ٹخنے سے نیچے زمین پر گھسٹتے ہوئے پہنا کرتے تھے۔ اور یہ امر گویا نشان انکے تکبر غرور کا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ٹخنے سے نیچے ازار کو منع فرمایا جسکا مقصود تکبر وغرور کو منع کرنا تھا۔ ہمارے ان کے علما نے ٹھیک یہودیون کیطرح لفظی پیروی کر کے ٹخنے سے نیچے ازار پہننے والیکو گویہ کیسا مسکین بے غرور ومنکسر ہو۔ اور وہ امر تکبر وغرور کا نشان باقی نرہا ہو جہنم مین ڈال دیا۔ اور لوگون کو

تعجب مین ڈالا کہ یہہ کیسا مذہب ہے کہ دو انگل اونچی ازار پہننے سے بہشت ملتی ہے اور دو انگل نیچے پہننے سے دوزخ مین ڈالا جاتا ہے ✤

(۵) انسانون کی بدبختی کی جڑ دنیوی مسائل کو دینی مسائل مین شامل کر لینا ہے - اس قول کی دلیل یہہ ہے کہ عیسائی قومین جو اب (یعنے جب سے انہون نے معاشرت مین مذہب کا اتباع چھوڑا ہے) نہایت اعلے درجہ کے خیال کیجاتی ہین - جب تک وہ اس خیال مین (کہ معاشرت مین مذہب کا خلاف نکرنا چاہیے) رہین روز بروز نکبت کو پہنچتی گئین - ہندو اسی آفت (معاشرت مین مذہب کی پیروی) سے تباہ ہو گئے مسلمان اسی بدبختی کی ذلت مین مبتلا ہوئے - اخیر نتیجہ انکی بربادی کا جو اہی سلطنت عثمانیہ پر گذرا ہمنے اپنی آنکھہ سے دیکھہ لیا تمام چھوٹی بڑی مسلمانی ریاستین اور سلطنتین جو اسوقت موجود ہین اسی وبال مین مبتلا ہین ✤

(۶) لوگون کا یہہ خیال کہ امور معاشرت کو مذہب مین شامل کر لینا انکی دوامی استحکام کا باعث ہے غلطی ہے دینی احکام کا نیچر دنیاوی احکام معاشرت کی نیچر سے بالکل مختلف ہے - دینی احکام جو روحانی اخلاق سے علاقہ رکھتے ہین دوامی و ناقابل تبدیل ہوتے ہین - کیونکہ خدا نے انسان کی روح کو جس نیچر پر پیدا کیا ہے - جب تک انسان دنیا مین ہے اسکو تغیر و تبدل نہین - برخلاف امور معاشرت و تمدن کے جو روز بروز تبدیل ہوتے رہتے ہین خدا کی کبھی مرضی نہین ہو سکتی کہ جب ہم پتے یا جانورون کی کہال پہنتے تھے جب ہمکو سوتی اور اونی اور ریشمی لباس سینا آیا تو اوسکو استعمال نکرین - یا جب ہمکو کوٹ پتلون سینی آگئی تو جو لوگ اسکو پسند کرتے ہین وہ اسکو نہ پہنین - اور پہنین تو کافر ہون - اسی قسم کے (خیالات والے) لوگون کی بدولت مذہب اسلام کی یہہ ذلت ہوئی ہے کہ بجائے روحانی مذہب کے جسمانی مذہب خیال کیا جاتا ہے - اور مسلمانون کے علوم و صنایع و عقل و خیال و تمدن و معاشرت کی تمام ترقیان یکسر مسدود ہو گئی ہین ✤

(۷) بعض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ قرآن مین بھی بہت سی باتین ایسی آئی ہین جو صرف دنیاوی امور سے جو پیش آئے علاقہ رکھتی ہین - اور انکی وحی سے ہونے سے انکار نہین کیا جا سکتا - مگر یہہ انکی غلطی ہے وہ لوگ حقیقت وحی نہین جانتے - اگر مین اپنے ہمنام ملا احمد جونپوری کی تفسیر آیات احکام ہی کو تسلیم کر لون تو صرف پانسو آیت احکام ہین - اور حقیقت مین اتنی بھی نہین - پس دنیاوی احکام کا قرآن مجید

مین ذکر ہونا اسبات کی دلیل نہین کہ دنیاوی معاملات بہی مذہب مین داخل ہین۔
یہہ بعینہ الفاظ جناب ہین۔ اور جو دو لفظ بعینہ آپکے نہین بلکہ کلام جناب سے مفہوم ہین انپر ایک خط کہینچا گیا ہے اور جو ربط و ضبط کے لئے محض الحاق ہے وہ دو خطوط وحدانی مین محدود ہے اور یہہ مضمون مین اولہ الی آخرہ مغالطات و توہمات سے مشحون ہے۔ صحت و واقعیت کا اسمین کچہہ راحہ و شایبہ بہی نہین ہے۔ اسکے ہر ایک دفعہ کا جواب بترتیب دفعات نمبر وار دیا جاتا ہے۔ ناظرین اسکو غور سے دیکہین اور اسمین بلا رو رعایت داد انصاف دین۔

جواب دفعہ اوّل آپکا یہہ قول کہ بانی مذہب کو در حقیقت روحانی اصلاح مقصود ہوتی ہے مسلم ہے۔ ولیکن ساتہہ اسکے آپکا یہہ کہنا کہ دنیوی باتون مین صلاح دینے کیوقت نبی اپنے منصب سے فرو تر درجہ اختیار کر لیتا ہے (جسکا مفہوم و لازمہ یہہ ہے کہ دنیاوی باتون مین روحانیت کا تعلق نہین ہے۔ اور نتیجہ اسکا آپکے نزدیک یہہ ہے کہ دنیوی باتون کے متعلق نبی کی بات دین مین داخل نہین ہے) سراسر مغالطہ ہے۔ حضرات انبیا علیہم السلام دنیاوی باتون کے سکہانے اور اینمین صلاح بتانے کیوقت منصب نبوت سے تنزل نہین فرماتے۔ اور سررشتہ روحانی اصلاح کو ہاتہہ سے نہین چہوڑتے بلکہ جو کچہہ وہ فرماتے اور بتاتے ہین (تہیٹ دنیا کے متعلق کیون نہو) اسمین روحانی اصلاح مدنظر رکہتے ہین۔

اتنا تو آپ بہی مان چکے ہین کہ انبیا بعض ایسی دنیاوی باتون کے کرنے نکرنے کی ہدایت کرتے ہین جنکا اثر روحانی ترتیب پر پہنچتا ہے۔ جسمین صاف اقرار پایا جاتا ہے کہ دنیاوی امور اور منصب نبوت یا روحانی تربیت مین مخالفت و منافرت کلی نہین ہے۔ اور اسی نظر سے ہمنے آپ کو حاشیہ صفحہ ۲۷۹ نمبر سابق مین اپنی دلیل کا مسلم و قائل ٹہیرایا ہے۔

ہم آپکے اس تسلیم سے ایک درجہ بڑہکر مدعی ہین اور بملاحظہ اقوال و احکام شرعی متعلق امور دنیاوی یہہ یقین اور دعوی رکہتے ہین کہ نبی کی ایک بات بہی (گو وہ دنیاوی امور کے متعلق ہو) ایسی نہین ہے جسکا اثر روحانی اصلاح پر نہین پہنچتا اس دعوی کا کسقدر ثبوت ہم نمبر سابق مین صفحہ ۲۷۹

دی چکے ہین - کچھ دم نقد یہان یہی ہدیہ ناظرین کرتے ہین اور اگر ہم کل (۱۷۱) احکام کو جو نمبر ۸ و ۹ مین اس رسالہ کے بیان ہو چکے ہین یا اور ہزارہا احکام کو جو کتاب و سنت مین پائے جاتے ہین تفصیل بیان کرنا چاہین اور اون کا روحانی اصلاح پر مشتمل ہونا ثابت کرین تو ہمارے رسالہ کے دو تین جلد بھی اس بیان و ثبوت کے لئے کافی نہون - لہذا بطور مشتی نمونہ خروار و دانہ از انبار چند احکام نبوی متعلق احکام دنیاوی جو ان حضرات کو روحانیت سے پرلے درجہ دور نظر آتی ہین اور دین سے اجنبی معلوم ہوتی ہین بیان کئی جاتی ہین اور اونکی وجوہات و اسرار جنسی اونکا روحانی اصلاح پر مشتمل ہونا ثابت ہو قلم مین آتی ہین -

اسمین اگر مین اپنی ہی خیالات کا اظہار کرون تو شاید ہمارے مخاطبین یا ناظرین جو تقاعد کی خوگر ہین یا المعاصرۃ اصل المنافرۃ کی زیر سایہ ہین انکی طرف توجہ کم کرین - لہذا اسمین قول پہلے اکابر کا پیش کرنا مناسب سمجھتا ہون اگر اسکے ضمن مین کہین اپنے خیال کے اظہار کا موقع پاونگا تو اس سے بھی دریغ نکرون گا -

دیکھو ڈاڑھی موچھون کا بڑہانا یا کٹانا بغلون کے بال اکہاڑنا اور اسکی مثل اور خصائل فطرت اور ریشمین لباس پہننا ازار کو ٹخنی سے نیچے رکھنا اور اسی قسم کے اور احکام جو بضمن نمبر (۸) اشاعۃ السنۃ کے نمبر ۱۴ سے ۲۱ تک احکام سنت مین شمار ہوئی ان حضرات کی نظرون مین کیسے دنیاوی امور اور جسمانی ہین - چنانچہ بضمن دفعہ ۴ و ۶ جناب مخاطب الامناقب ٹخنی سے نیچے ازار اور ریشمین لباس کی نسبت اس بات کا اظہار کر چکے ہین پر **اہل بصیرت** کی نزدیک یہ جسمانی امور بھی داخل دین ہین اور روحانی اصلاح پر مشتمل ہین -

حضرت شاہ ولی اللہ محدث اس امت محمدیہ کے حکیم حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۸۷ مین حدیث خصال فطرت جو نمبر ۸ مین بصفحہ ۲۵۲ گذر چکی ہے نقل کر کے فرماتے ہین - یہہ پاکیزہ خصلتین حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہین اور دست بدست اون سب امتون کو جو سلامتی اور راست روی کی طرف بالطبع مائل ہین پہنچی ہین - اور اونکی دلون کو پلائی گئی جنپر وہ زندگی سے موت تک

هذه الطهارات منقولة عن ابراهيم عليه السلام متداولة في طوائف الامم الحنيفية اشربت في قلوبهم عليها محياهم ومماتهم عصراً بعد عصر. ولذلك سميت بالفطرة. فلا بد لكل ملة من شعائر يعرفون بها ويواظبون عليها ليكون طاعتها وعصيانها امراً محسوساً

ہر زمانہ مین قایم رہے ہین - اسیواسطے انکا فطرتی خصلتین نام رکہا گیا ہے - یہی امر دین ابراہیمی کی (جو یکسو و مایل بحق ہے) نشانیان ہین ہر ملت (مذہب) کی لوگون کو لئے (کچھ نکچھ) نشانیون کا ہونا لازم ہے جنسے وہ پہچانے جائین اور اسکے موافق اونسے معاملہ ہو تاکہ انکا مطیع مذہب نافرمان ہونا ظاہر ہو (کہلا کہلا) نظر آوے -

مترجم کہتا ہے کہلا کہلا مطیع و باغی نظر آنا (باوجودیکہ خدا علیم چہپے اسرار جانتا ہے اور ولی اطاعت و بغاوت کو پہچانتا ہے) اسلئے مقرر کیا کہ خدا کے نائب اور خلیفے جو دنیا مین اسکے احکام جاری کرتے ہین سبہی ہر وقت ہر کسیکے دل کا حال جان نہین سکتے - پس خدا تعالی انکے لئے علامتین نہ ٹہرا دیتا تو اونسے خدا کی خلافت و نیابت کا کام پورا نہوتا -

وانه ينبغي ان يجعل من الشعائر ما كثر وجوده وتكرر وقوعه وكان ظاهراً وفيه فوائد يقبل اذهان الناس اشد قبول -

پہر وہ نشانیان ایسی ہونی چاہئے جنکا وجود کثرت سے اور وقوع تکرار سے ہو - اور وہ ظاہرا* ہی نظر آسکین اور اونمین بہت فائدے معلوم ہون جسکو عامہ خیالات پسند کرین اور بخوبی مان لین

مترجم کہتا ہے اس کثرت اور تکرار اور ظاہر ہونے نشانی کو اسلئے شرط ٹہرایا ہے کہ جو چیز شاذ و نادر ہوتی ہے وہ علامت کے لائق نہین ہوتی اس سے وہ غرض جسکے نشانی مقرر کرنے سے مقصود ہے (یعنی پہچان)

* ظاہر از نظر آنے سے مراد یہہ ہے کہ وہ بدن پر ہو نہ فقط دلمین - بدن کی چیزین جب چاہین دیکہہ سکتے ہین اور بعض خود بخود نظر آتے ہین - دل کی بات دیکہنے کی اردو ہی کہانی نہین دیتے بنا علیہ ختنہ یا بغلو کے بال اوکہانسی کو علامات پر مخفی رہنے کا اعتراض وارد نہوگا

وہ حاصل نہین ہوتی۔ ایسا ہی اگر نشانی جیسی ہو تو وہ شناخت کا کام نہین دیتی۔
مثلاً جس سپاہی کو بدن پر وردی یا چپراس نہو یا جس افیسر کے کوٹ پر کوئی تمغہ یا لوش لگا ہوا ہو تو اسکو ناواقف شخص سپاہی یا افیسر کب جان سکتا ہے۔

اور اس علامت مین فوائد کا موجود ہونا اسلئے مشروط ہوا ہے کہ عامہ نفوس جنکو حقیقت وانجام سے اطلاع نہین وہ بدون معائنہ ظاہری فوائد کے حکم کی اطاعت نہین کرتے۔ پس لطف خداوندی کا مقتضے ہوا کہ ان علامات مین فوائد موجود ہون تاکہ ان علامات کا التزام امور مرغوبہ سے ہو۔

والجملة فی ذلك ان بعض الشعور والنابتة من جسد الانسان یفعل فعل الاحداث فی قبض الخاطر ویرجع الانسان فی ذلك الی ما ذکروہ الاطباء فی الشری والحکة وغیرھما من الامراض الجلدیة انھا تخرج القلب وقد ھب النشاط۔

خصال فطرت کو علامات اطاعت بنانے کی اجمالی وجوہات یہہ ہین کہ بدن انسانی مین بعضی جگہہ کے بال (جیسے بغلون کی) طبیعت انسان مین ایسا انقباض پیدا کرتے ہین جیسے فضلات (مثل برز سیل کچیل اور اخلاط ردیہ) اگر کوئی تفصیل مفاسد ان بالون پر اطلاع چاہے تو وہ طبیبون کی تصریحات کو جو اوپر ہو چکین بیت خارش وغیرہ خلدی امراض مین کہا ہے کہ وہ سبب انقباض و قبض انشاط دل ہوتے ہین ملاحظہ کرے

مترجم کہتا ہے انقباض یا انبساط جو ان بالون کو رکھنے یا دور کرنے سے پیدا ہوتا ہے اتنا تو ہر کسے کو (گو وہ علم طب نہ رکھتا ہو) مشاہدہ مین آتا ہے کہ بغلون مین اکثر پسینہ رہتا ہے اور بالون کے سبب جلد خشک نہین ہوتا۔ اور ساتھ اسکے بدن کی میل کا بھی وہان جمع ہوتا ہے۔ اس حسن اتفاق سے بغلون مین ایسا تعفن پیدا ہوتا ہے کہ بغل والے کو چھوڑ کر اسکے ہم نشین کے روح کو بھی منقبض کر ڈالتا ہے۔ اسی نظر سے انبیاء (روحانی اطباء) نے بغلون کے بال دور کرنیکو دین مین داخل کیا ہے۔ اور اسمین اس انقباض کے ازالہ سے روحانی اصلاح کو مدنظر رکھا ہے۔

اس حکم کو دین سے خارج کرنیوالے اور اس تعلیم کو جسمانی بتانے والے انصاف سے عذر کرین

اور غور کے بعد فرماوین کہ یہہ انقباض و انبساط روحانی صفتہ ہے یا جسمانی اور اس حکم ہین فقط جسمانی تعلیم ہے یا روحانی اصلاح کے بہی اسمین رعایت ہے

نکتہ لطیفہ

جسمانی اصلاح مین روحانی اصلاح کے متحقق ہونے کا سر یہہ ہے کہ روح انسانی کو جبتک جسم سے تعلق ہے وہ اپنی کمالات و اوصاف کو اکتساب مین جسم کی محتاج ہے اور جسم اون اوصاف مین اسکا واسطہ فی الثبوت ہے اولاً تو اس معنے کر کہ جس روحانی صفتہ سے جسم موصوف ہوتا ہے وہ در حقیقت روح ہی کی صفتہ ہے اور جسم اس اتصاف مین سفیر محض ہے جیسے کپڑے رنگنے کے آلات کپڑے کو رنگ دیتے ہین اور خود رنگین نہین ہو جاتے۔ اسکو کوئی نمانے تو اس معنے کر اسکا واسطہ ہونا تسلیم کرے کہ جو ایسی صفتہ جسم مین پائی جاتی ہے وہ جسم اور روح دونون کے لئے ہوتی ہے۔ جیسے نقل کہولنے والیکو یا تہہ کہ آپ بہی حرکت کرتے ہین اور تالی کو بہی ہلاتے ہین۔ بنا علیہ بالقرار اس توسط و تعلق جسم کے روح بلا واسطہ جسم کسے صفتہ کے محل نہین ہو سکتے اور نہ اون صفات سے جنمین جسم اسکا واسطہ ہے وہ خالی ہے ٭

عوام فہم تمثیلات

جسم کا پلید کہانا دکہہ اوٹہانا روح کا پلید کہانا دکہہ اوٹہانا ہے جسم کا تازہ و تازہ و خوش ہونا روح کا خوش و خرم ہونا ہے۔ جسم کا پاک ہونا روح کی پاکی ہے۔ جسم کا نجس و خبیث ہونا روح کی خباثت اور ان صفات کا اثر روح کو ضرور پہنچتا ہے۔ پس جو لوگ جسمانی احکام کو روحانی احکام سے مخالف سمجہتے ہین اور جسمانی تربیت و اصلاح کو روحانی نہین جانتے وہ روح اور جسم کی حقیقت اور انکے آپس کی نسبت سے بیخبر ہین ٭

باقی آئندہ

* منطقیونکی اصطلاح مین اس معنے کر واسطہ کو واسطہ فی الثبوت بمعنے اول کہتے ہین۔ اور دوسرے معنے کے واسطہ فی الثبوت بمعنے ثانی کہتے ہین ۱۲ حاشیہ

اشاعۃ السنۃ النبویہ

نمبر یازدہم — علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ — بابت ذیقعدہ ۹۶ھ

جلد دوم — جسکے — مطابق نومبر ۷۹ء

حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت سے بحث ہے حصہ دوم مین مضمون مذہب معاشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

گل دیگر شگفت

از اسمٰعیل سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس آئی نے ایک اور گل کہلایا ہے - اب لوگونکو انبیا اور کتب آسمانی اور احکام مذہبی وایمانی کی قید سے بھی آزاد کر دیا - جو باتین ہم مفہوم کتاب جناب سے نکالتے (جنکا ذکر ہم نمبر ۲ ص ۱۲ - نمبر ۷ ص ۱۹۸ - نمبر ۹ ص ۳ و ہٹیٹل بیج - نمبر ۱۰ ص ۲۰۵ مین کر چکے ہین) ان باتونکو آپنے پورا پورا تصدیق کیا - اور صاف صاف فرما دیا کہ جو شخص نہ کسی نبی کو مانتا ہے نہ کسی کتاب کو الہامی جانتا ہے نہ کسی حکم مذہبی (فرض واجب) کو قبول کرتا ہے بلکہ صرف خدائے واحد پر یقین رکھتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی و ناجی (نجات پانیوالا) ہے چنانچہ تہذیب الاخلاق ماہ ذی قعدہ ۹۶ھ کے صفحہ ۴۲ مین فرمایا ہے "اسلام کی اصل اصولون کی موافق نہ اون اصولونکی جنکو علمانے قرار دیا ہے - وہ شخص جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو - نہ کسی اوتار کو نہ کسی کتاب الہامی کو نہ کسی حکم کو جو مذاہب مین فرض و واجب سے تعبیر کئی گئی ہین اور صرف خدا واحد پر یقین رکھتا ہو کون ہے ؟ ہندو ہے ؟ نہین، زردشتی ہے ؟ نہین، موسائی ہے ؟ نہین، عیسائی ہے ؟ نہین، محمدی ہے ؟ نہین، پھر کون ہے ؟ مسلمان، - گو ہمنے اس شخص کی محمدی ہونے سے انکار کیا ہے مگر اسکا محمدی ہونا ایسا لازم ہے جیسے کہ اسکا مسلمان ہونا - کیونکہ انہی کی بدولت وہ مسلمان کہلایا ہے پس وہ بھی

مطبع مصطفائی لاہور مین چھپا

درحقیقت محمدی ہے - پرناشکر امحمدی جیسے ہمارے زمانہ مین بعضی فرقے ہین جو غالبا توحیدات باری پر بکمالہ یقین رکھتے ہین اگر کہو کہ وہ کافر ہین تو غلط ہے - کیونکہ کافر تو نجات نہین پاینگے مگر موحد سے تو خدا نے نجات کا وعدہ کیا ہے جہان فرمایا ہے وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاری تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین - بلی من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون - سورہ البقرہ ۱۰۵ و ۱۰۶ اور پھر ایک جگہ فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما - سورالنساء ایۃ ۵۱ - اور محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے من شھد ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بھا قلبہ دخل الجنۃ - پس جو شخص اس کلمہ پر یقین رکھتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی ہے **پھر اپنے یہ غضب کیا ہی** کہ جو لوگ وجود باری سے منکر کہلاتے ہین انکو بھی اسلام و نجات کا سرٹفکیٹ دیدیا ہے اور انکی وجود باری سے انکار کی یہ تاویل کی ہے کہ انکو وجود باری سے انکار نہیں بلکہ اس وجود کی دلیل کے علم سے انکار ہے پھر فرمایا انکو اہل جنت ہونے مین کیا شک باقی رہا **اور پھر** جسنے اپنی تقریر اول کی نسبت یہ بھی فرمایا ہے کہ نہ ہمارا یہ مدعا ہے کہ لوگ انبیاء سے انکار کرین نہ ہمارا یہ منشا ہے کہ لوگ کتب الہامی کو نہ مانین نہ ہمارا یہ مقصد ہے کہ لوگ پابند ہے احکام ہو رہین بلکہ ہمارا یہ مطلب ہے کہ تمام موحد مسلم و ناجی ہین پھر جو کوئی چاہے اپنے خیالات قائم سے ہماری اس قول کی اور کچھ معنی قرار دے لے **ولیکن** یہ فرمانا آپکا بعینہ یہ کہنا ہے کہ ہمنے یہ الفاظ تو لیے ہین پر انکے معانی مراد نہین رکھی - یا یہ کہ ہم ملزوم کو زبان پر لائے مگر اسکے لازم کا ارادہ دل مین نہین رکھتے **جناب من** انبیاء و کتب الہامی و احکام مذہبی کے منکر کو کافر و منکر ہو جانے کی صاف اجازت دینا ہے اور یہ اجازت عدم تکفیر کا مفہوم و عین منشا ہو **فرض** کیا یہ بدگمانی اور فاسد خیالی ہے جیسکہ اپنے فرمایا ہے پھر منکر ہو جانے کی اجازت کا عدم تکفیر کو لازم ہونا - تو ایسا ہی ہر جیسے مسلمان کو باوجود انکار کے محمدی ہونے سے

محمدی ہونا لازم ہے جس جرم سے مواخذہ اُٹھا یا جاتا ہے وہ جرم سنگین کہان رہتا ہے اور اُسکے ارتکاب کی فی الجملہ اجازت کے لزوم مین کیا شک رہتا ہے **اسکی مثال** یہ ہے کہ ایک شخص واقف قوانین سیاست کہتا ہے کہ بادشاہ کی اطاعت سے سرکشی بغاوت نہین اور اسکے مرتکب پر مواخذہ نہین - پس لوگونکو اطاعت سے منحرف کرنا اولاً تو اس کلام کا مفہوم اور اس شخص کا عین مدعا معلوم ہوتا ہے - اور اگر اسکو کوئی نمانے تو اس کلام کو انحراف کا لازم ہونا تو کسیکے شک کا محل نہین ہے **دوسری مثال** ایک شخص کہتا ہے زہر کھانے یا شراب پینے مین ہلاکت یا نقصان نہین یہ کہنا بھی معنی زہر کھانے اور شراب پینے کی اجازت ہے اسکو کوئی نمانے تو اس کلام سے اجازت کی لزوم مین تو کسیطرح کا شک نہین اس سے صاف ثابت ہوا کہ آپنے اس تقریر سے لوگونکو اتباع انبیا و کتب الہامی و احکام مذہبی سے التزاماً یا لزوماً صاف آزاد کیا ہے - اور ہمارے خیالات کو صحیح کر دکھایا -

اب رہا یہ امر کہ آپکا دعوے کہ منکر انبیا و کتب و احکام کافر نہین - اور ایسا بیقید ہونا اصول اسلامی کے موافق جرم مانع نجات نہین یہ اصول اسلام کے موافق ہے یا مخالف ہے اسکا تصفیہ ہم قران ہی سے کرتے ہین جسکا اصول اسلام سے ہونا آپ بھی مانتے ہین نہ اون اصول سے جنکو علمانے از خود قرار دیا ہے - ایسے اصول کی ہم بھی (ایکی طرح) مقلد نہین اور یہی ہماری بحث مین بمقابلہ جناب لطف ہے - ورنہ علما کی اصول و اقوال سے آپکب قائل ہوتے ہین اور تقلیدی اصول کو آپ کب سنتے ہین پس توجہ سے سنین کہ قرآن مجید نے انبیا و کتب سماویہ و احکام مذہبہ کی انکار کو صاف صاف کفر بتایا ہے اور تصدیق انبیا و کتب سماویہ و احکام کو جزو ایمان قرار دیا ہے قرآن مین اسمضمون کے صدہا آیات ہین (از انجملہ چند آیات نقل کیجاتی ہین (آیات متضمنہ وجوب ایمان بکتب و انبیا و تکفیر منکر آنہا بلا اخفاء)

امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ	سورہ بقر مین ہے رسول اور مومن سبھی
والمومنون کل امن باللہ وملائکتہ	کتب منزلہ اور خدا اور فرشتون اور رسولون

وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد
من رسلہ - بقرہ ع ۴۰

یا ایھا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ
والکتاب الذی نزل علی رسولہ والکتاب الذی
انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملائکتہ
وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر فقد ضل ضلالا
مبینا نساء ع ۲۰

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون
ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون
نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون
ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک
ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین
عذابا مھینا نساء ع ۲۱

پر ایمان لاتے ہین اور کہتے ہین ہم کسی مین
تفرقہ نہین ڈالتے -

سورہ نساء مین ہے لوگو جو ایمان کا دعوی
رکھتے ہو اللہ اور اُسکے رسول اور اُسکے کتاب
کو جو اب اور اس سے پہلے اتاری ہی مانو اور
جو خدا اور اسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون
سے اور پچھلے دن سے منکر ہوگا وہ دور کا بہولا ہی
اُسی سورہ مین ہے جو لوگ اللہ اور اسکے رسولونکے
ساتھ کفر کرتے ہین (اسطرح کہ) اللہ اور اسکے
رسولون مین تفرقہ ڈالتے ہین (یعنے خدا کو
مانتے ہین اور رسولونکو نہین یا یہ کہ کسی
رسول کو مانتے ہین کسیکو نہین مانتے) اور
وہ بیچ کی راہ کہ خدا کو مانا اور رسول کو نہ مانا کہنا چاہیے مین وہ
ٹھیک ٹھیک کافر ہین اور خدا نے کافرون کی
لئے خواریکا عذاب تیار کر رکھا ہے -

(آیات متضمنہ تکفیر منکرین آیات واحکام ووعید شدید جہنم برمخالفت نبی کہ از لوازم کفر ست بلا کلام)

فلا وربک لا یومنون حتی
یحکموک فیما شجر بینھم نساء ع ۹

من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک
ھم الکافرون - مائدہ ع ۷

تیرے رب کو اپنی قسم ہے کہ یہ لوگ جبتک تجھ
حکم نمانین گے مسلمان نہونگے (پوری
آیۃ مع ترجمہ کے نمبر ۸ صفحہ ۲۴۵ گذری)
جو کوئی کتاب منزل کے موافق فیصلہ حکم
نکرے وہ کافر ہے -

(یہہ آیۃ یہودیون کی حقمین اتری ہے جو باوجودیکہ خدا کو مانتے اور موسیٰ رسول کو برحق جانتے پر جسم وغیرہ احکام توراۃ سے منکر ہو بیٹھے تھے۔ چنانچہ شان نزول آیۃ اسپر شاہد ہے جو صحیح مسلم ص جلد ۲ اور تفاسیر میں مذکور ہے)

ان الذین کفروا بایاتنا سوف نصلیھم نارا کلما نضجت جلودھم بدلناھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب ان اللہ کان عزیزا حکیما ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا نساء ۱۶

جو لوگ ہماری آیات سے کفر کرتے ہین انکو ہم دوزخ مین داخل کرینگے جب انکی کہالین جل جاوینگی تو اونکی کہالین ہم بدل ڈالینگے تاکہ وہ عذاب چکھتے رہین ۔ اور جو کوئی بعد ظہور ہدایت کے رسول کی مخالفت کرے اور مومنون کی راہ کو چھوڑکر اور رستہ چلے اسکو ہم جدہر وہ چاہتا ہے پھیر دینگے اور دوزخ مین داخل کرین گے اور وہ بازگشت نہایت بری ہے ۔

جب یہہ آیات صریحہ ونصوص قطعیہ تصدیق نبی وکتب واحکام کو جزء ایمان بتاتی ہین اور منکر ومخالف نبی کو کافر ٹھہراتے ہین تو وہ دو آیتین اور ایک حدیث جسمکا جناب مخاطب جنہین توحید پر وعدہ نجات ہے عموم پر کب محمول ہو سکتے ہین اور بجز موحدین کے (جو باوجود توحید کے انبیاء وکتب الہامی کو بھی مانتے ہین) اور جو مین منکرین انبیا کو کب شامل ہو سکتے ہین۔ وہ آیتین اور حدیث تو انہی لوگون کی نسبت ہین جو کفر پر موقوف کرکے تائب نہی ہوئے انکو خدا نے وعدہ دیا ہے کہ باوجود ایمان پھر اگر تمسے کوئی گناہ سوائے شرک ہوگا تو وہ جتنا چاہے گا تو بخش دیگا۔ اور شرک باوجود سوء خاتمہ ہو جانے کے بھی مین لاؤنگے تو بخشا نہ جائیگا۔ ان آیات وحدیث مین کافرون ومنکرون کو شامل کر لینا آپ ہی کی بہادری ہے۔ آپکے سوائے زمانہ نبوت سے لیکر آجتک کسے مسلمان سے یہہ جرئت نہین ہوئی۔ اور نہ کسی آیۃ وحدیث مین یہہ عمومیت وشمولیت پائی جاتی ہے۔ آیات متضمنہ تکفیر منکرین نبوت کی موید احادیث بھی بہت ہین جو باتفاق مسلمانون کے صحیح ہین ولیکن یہہ مقام مین انکی نقل اسلئے فروگذشت ہوئی کہ شاید جناب مخاطب ان احادیث کی معنعن ہونے یا کسی اور بہانہ سے انکی صحت کو نہ مانین اور اصلی اصول سے انکو خارج کر ڈالین۔

اب اگر کوئی ہمسے سوال کرے کہ جناب ممدوح کے اس قول واعتقاد پر آپکے اسلام کا کیا حال ہے اور انکی

نسبت اب بھی تمہارا وہی اعتقاد و خیال ہے جو تمنے نمبر ۵ صفحہ ۱۴۴ - اور نمبر ۱ مین بصفحہ ۲۹۳ - انکی نسبت ظاہر کیا ہے ؟ - یا اب اسمین کچھہ فرق آگیا ہے ؟ - **تو جواب** اسکا یہہ ہے کہ اب میرے اس خیال مین فرق آگیا ہے اور جناب کی اس قول نے جسمین آپنے ضروریات و قطعیات دین کا انکار کیا ہے اور کفر کو اسلام بنا دیا مجھے آپکی نسبت شک و تردد مین ڈالدیا ہے اب مین آپکے اسلام کا مدعی نہین بن سکتا - اور اسپر کوئی دلیل قایم نہین کر سکتا - اور لوگونکو آپکی تکفیر سے روک نہین سکتا - اور آپکے خطاؤن کو اجتہادی نہین بنا سکتا - اسور مستلزمہ کفر مین اجتہادی خطا اس شخص کی خطا ہے جو کفر کو کفر جانے پہر از راہ خطا اسمین جا پڑے و مع ذلک وہ محل جسمین اسنے خطا کی ہو شبہہ و اجتہاد کا محل بھی ہو - اور جو شخص کفر کو کفر نہین جانتا اور قطعیات و ضروریات دین سے جہان تاویل و اجتہاد کا مساغ نہین انکار کرتا ہے اسکے خطا کو اجتہادی کہنا توجیہہ القول بالا یرضی بہ قائلہ ہے جس کو دہینگا دینگے کہا جاتا ہے - مین اس امر کی تفصیل پہر کسی موقع پر کرونگا بالفعل اپنی کلام سابق کے ناظرین کو اپنی تبدل خیال پر (جو جناب ممدوح کی تبدل حال سے پیدا ہوا ہے نہ اپنی غلطی معلوم ہونے سے) آگاہ کرتا ہون - اور اسپر بھی جناب ممدوح سے یہہ امید رکھتا ہون کہ میرے اس شک و تردد پر جسکو میرا دل پسند نہین کرتا اور دلیل کا نہ ملنا اسکا باعث ہو آپ مجھسے ناراض نہونگے - اور یہہ خیال فرمائینگے کہ جس حالت مین دہریہ کا دلیل نہ ملنے کے سبب وجود باری کا اقراری نہ ہونا آپکی آشفتگی خاطر کا موجب نہین ہوا تو آپکے اسلام کی دلیل نہ ملنی کو سبب اسکا مدعی نہونا کیون موجب آشفتگی خاطر عاطر ہوگا

رفع اشتباہ

اشاعۃ السنہ نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۷۰ کابل کی اس کارروائی کے متعلق جو اسنے قتل سفارت کے متعلق ہوئی ایک مضمون درج ہے اسکے تائید مین ایک حدیث سنن ابی داؤد سے منقول ہے جسکا ترجمہ بعینہ درج ذیل ہے ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسیلمہ کذاب کی (جو آنحضرت کے مقابلہ مین پیغمبری کا دعوی کرتا تہا اور آنحضرت کا سخت دشمن تہا) وکیل آئے اور آنحضرت کے سامنے کلمات گستاخی و انکار اسلام زبان پر لائے آنحضرت نے یہی جواب دیا کہ قاصدونکو مارنا ہمارا طریق نہین

ورنہ تم بچکر نہ جاتے آخر وہ صحیح سالم چلے گئے +

اسمین ہمارے ایک شفیق کو شبہ پڑ گیا اور اسنے اسکا مطلب یہہ سمجھا ہے کہ محض وکیل اور سفیر ہی بچکر جاسکتا ہے اور کوئی بچکر نہین جاسکتا" مگر یہہ شبہ اس شفیق کی کم توجہی کا نتیجہ ہے ورنہ لفظ (تم بچکر نہ جاتے) اور لفظ (کوئی بچکر نہین جاسکتا) مین زمین و آسمان کا فرق ہے - اور صیغہ خاص مخاطب سے عام معنے مراد لینا کسی عرف و محاورہ کے موافق نہین ہے +

ہان اسمین شک نہین کہ وہ لوگ اگر سفیر نہوتے تو ہرگز نہ بچتے اس لفظ کا مفہوم بلکہ عین منطوق ہے ولیکن اسکی وجہ یہہ نہین ہے کہ وہ کافر تھے اور عموماً کافرون کا مارڈالنا آنحضرت کا طریق تھا بلکہ وجہ اسکی یہہ ہے کہ وہ آنحضرت کی دشمنونکی جماعت کے لوگ تھے اور آنحضرت کو ہمیشہ تکلیف پہونچایا کرتے اور مقابلہ و محاربہ کا دعوی رکھتے رہتے اسلئے آنحضرت نے وہ کلمہ فرمایا کہ اگر تم قاصد نہوتے تو تم (اس دشمنی و ایذا رسانی کے سبب) بچکر نہ جاتے - یہہ بات ہمنے اب نہین بنالی - اور یہہ تاویلی شان نزول نہین بلکہ اسی عبارت مین یہہ لفظ (کہ وہ آنحضرت کا سخت دشمن تھا) پہلے سے موجود ہے اور اسکے تصدیق و تفصیل کتب احادیث و تواریخ مین پائی جاتی ہے +

اور دشمنون اور باغیون اور ایذا رسانون کو مارنا کسے قوم کے نزدیک مہذب ہون خواہ غیر مہذب برا نہین ہے - اور تعصبات مذہبی و ظلم مین داخل نہین نہ کسی گورنمنٹ پر تمس گورنمنٹ کا باغی و سرکش ہے اور ہمیشہ تکلیف رسانی کے درپے رہتا ہے ایسا شخص گورنمنٹ کی قابو مین آوے تو کیا وہ گورنمنٹ سے بچکر جاسکتا ہے ؛ دور کیون جاؤ - کابل ہی کے معاملات پر غور کرو جنہون نے گورنمنٹ کی سفیر کو قتل کیا اور مخالفت و بغاوت مین سر اوٹھایا اونہون نے اپنا کیا کیا پایا - اور انکو ہم مسلمانون ہی نے برا کہا اور اپنی تحریرون مین انکا مجرم ہونا شائع کیا +

پس اگر ایسا ارادہ آنحضرت سے پایا گیا تو وہ کونسے اعتراض و شبہ کا محل ہوا +

عذر

اس دفعہ بھی کاپی نویس قدیم نے تغافل کیا ۱۷ نومبر کا مضمون لیا ہلو ۱۰ دسمبر تک تمام نکلیا آخر دوسرے

شخص سے بوجہ اکرایا ناظرین اس دیر مین ہمکو معذور سمجھین ٭

ھدایات

(۱) بعضے صاحب بعوض قیمت رسالہ کورٹ فیس یا آدہ آنہ سے زیادہ کی ٹکٹ بھیجتے ہین اونکی فروخت کرنے مین ہم زیادہ نقصان اوٹھاتے ہین آیندہ آدہ آنہ سے زیادہ والے ٹکٹ نہ بھیجین انکے ساتھہ بھی پونے آدہ آنہ بابت فیس زیادہ ہو۔

(۲) بعضے صاحب یاست غیر سے میعادی ہنڈیان بھیجتے ہین اونپر یہانکے مہاجن دو آنہ کی کورٹ فیس لگاتے ہین اسمین بھی خسارہ پڑتا ہے جو صاحب ہنڈی بھیجین درشنی ہو۔ ورنہ خسارہ فرسنڈہ سے لیا جاویگا ٭

(۳) بعضے صاحب پوسٹ کارڈ (یعنے پیسہ کا ٹکٹ) پر جو خط لکھتے ہین تو اوسکی جانب نشان مکتوب الیہ مین اپنا نام ونشان لکھدیتے ہین یہہ امر خلاف قانون ڈاکخانہ ہے اسلئے وہ خط بیرنگ ہوجاتا ہے اور ہمکو محصول دینا پڑتا ہے۔ آیندہ جانب نشان مین بجز نام ونشان مکتوب الیہ کچھہ نہ لکھین ورنہ اونکا خط واپس ہوگا ٭

(۴) بعضے صاحبان ہمکو ایسے امور (جنکو نہ ہمسے خصوصیت ہو نہ ہمارے رسالہ سے) کی فرمائشین لکھتے ہین اونکی تعمیل وجواب سے عدم فرصتے کے سبب معذور ہین ہمکو وہ بات لکھین جو ہمسے خصوصیت رکھتے

اعلام

بعضے صاحبان نہ خود چندہ بھیجتے ہین نہ ہمارے منشی یا کسے اور دوست کی خطوط تقاضا کے جواب لکھتے ہین نہ ہماری مجمل شکایتونکی طرف توجہ کرتے ہین اونکے نام مینے اس مہینہ مین خاص خاص رقعات جاری کئے ہین اگر اونمین سے میرے رقعات کا ہی جواب دیا اور چندہ امسال فرمایا تو دسمبر کے پرچہ مین اونکی فہرست اسامی ارسال کرونگا پر اسکو شکایت نہ سمجھین اور یہہ یہی ہے کہ تبدل شکلت اس فہرست کو اپنی باقیات کی صفائی کرین۔ مواضع سکونت اور نصاجونکی یہہ ہین ملتان (۱) ارسٹ (۲) دیوبند (۳) کہتولی (۴) ضلع مظفر نگر (۵) کیرانہ ضلع مظفر نگر (۶) ہٹکنڈہ ضلع سہارنپور (۷) شاہپور ضلع ہوشنگ آباد (۸) اری ضلع ہیونی علیگڈہ (۹) ہاکہ موضع اعظم گڈہ (۱۰) راوت پور ضلع کانپور۔

راقم ابو سعید محمد حسین عفی عنہ

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

فوالله ليظهرن الروم على فارس
ما اخبرنا بذلك نبينا فقام اليه
ابي بن خلف فقال كذبت فقال انت
كذبت يا عدو الله فقال اجعل بيننا
وبينك اجلا اناجيك عليه المناجم
والمراهنة على عشر قلائص وجعلوا
الاجل ثلث سنين فجاء ابو بكر الى
النبي صلعم فاخبره بذلك - وذلك
قبل تحريم الربوا - فقال ما هكذا ذكرت
انما البضع ما بين الثلثة الى التسع
فزائده في الخطر وماده في الاجل
فخرج فلقي ابيا فقال لعلك ندمت
قال لا فقال از ائدك في الخطر وامدك
في الاجل جعلها مائة قلوص الى
تسع سنين وقيل الى سبع سنين
قال قد فعلت وظهرت الروم على فارس
يوم الحديبية عند راس سبع سنين
فقمر ابو بكر ابيا فاخذ مال الخطر من بيته
فجاء به يحمله الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال

بضع کا تین سے نو تک مستعمل ہونا خیال
مین نہین لاتا - مین نے تین سال تو نہین
کہے - پس مدت کو بڑھا دے - اور اس
زیادتی کے عوض مین شرط کے اونٹ
بھی زیادہ دینے مان لے - آخر غایت
مدت نو سال ٹھہری اور دس کے سو اونٹ
مقرر ہوئے - اسے ان سے پہلے سال گذر کر سات ان
شروع ہوا تھا کہ روم فارس پر غالب آئے
اور شرط کے سو اونٹ وارثان ابی بن
خلف سے (جو اس عرصہ مین داخل جہنم
ہو چکا تھا) حضرت ابو بکر نے بھر لئے -
اسوقت اسطرح کی شرط و قمار کی حرمت
مین وحی تو نہ آئی تھی - پر آنحضرت نے بنور
نبوت و روحانی طاقت کے حرمت آئندہ
کے موافق اس شرط کے اونٹون کو کام
مین لانا پسند نفرمایا - اور انکے خیرات
کر دینے کا حکم دیا

النبی صلی اللہ وسلم تصدق بہ (معالم التنزیل)
اس خبر کو امام بخاری اپنی تاریخ مین - دارقطنی نے افراد مین - ابونعیم نے دلائل النبوۃ مین بیہقی نے شعب الایمان مین - ترمذی اپنی جامع کے صفحہ ۲۰۶ مین ذکر کیا ہے - اور جملہ مفسرین نے اپنی تفاسیر مین نقل کیا ہے - اور ترمذی نے اسکی اسناد کو صحیح کہا ہے

اسیمین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت کو مبہم چھوڑا اور ٹھیک سال فتح نہ بتایا

فی تفسیر فتح البیان لجدہ ھذا الاذان مشھر العلم فی البوادی والعمران النواب علی الجاہ صدیق حسن خان امیر ریاست البوفال - سقاہ اللہ من عین الکمال ووقاہ عین الکمال - ولم یبنہ (الا اجمال) وان کان معلوما لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم لادخال الرعب والخوف علیھم فی کل وقت کما توجد من تفسیر الفخر الرازی انتھی وفی تفسیر الفخر الرازی - انھم لو قت مع ان المعجزۃ فی تعیین الوقت تم - فقول السنۃ والشھر والیوم والساعۃ کلھا معلومۃ عند اللہ وبینھا النبیہ وما اذن فی اظھارھا لان الکفار کانوا معاندین والامور التی تقع فی البلاد انما تکون معلومۃ الوقوع بحیث لا یمکن انکارھا ولکن وقتھا

تو اُسکی وجہ یہ تھی کہ مشرکین ہر وقت اسی فکر مین رہے رہین - اور وقت سے پہلے اسکی واقع ہونے کو شائع نکرنے پاوین - چونکہ روم مکہ سے فاصلہ دراز پر تھا اور خبر و اطلاع کی سبیلین جو اسوقت موجود و میسر ہین اسوقت موجود نہ تھین اسلئے مخالفین کو قبل وقوع واقعہ کے دعوے وقوع ممکن تھا - اور وقت وقوع مین اختلاف و شبہ ڈالنے کی گنجائش جس سے کم عقلونکے پھسل جانیکا اندیشہ تھا - اور نفس وقوع مین جو باوجود فاصلہ محل کے چھپا نہین رہتا (گو ایک زمانہ کے بعد کیون نہو) - انکا خلاف ممکن نہ تھا اسلئے نفس وقوع بتایا گیا - اور اسکی مدت کا ایسا اندازہ و مقدار جسمین دور سے دور اور بیخبر سے بیخبر کو بھی خبر پہنچ سکے مقرر

یمکن الاختلاف فیہ - فالمعانہ کان | کر دیا اور اگر کوئی ہماری اسبات کو نہ مانے
یتمکن من ان یرحف بوقوع الواقعۃ قبل | اور آنحضرت کا ٹھیک ٹھیک مدت فتح کو جان
الوقوع لیحصل الخلف فی کلامہ | لینا تسلیم نہ کرے تو یہ بھی ہمارے مدعا

کے مخالف نہین - کیونکہ آنحضرت کا فقط اسیقدر جان لینا (کہ فتح روم تین سال سے پہلے نہوگی اور نو سال سے تجاوز نہ کرے گی) بھی غیب دانی اور پیشین گوئی سے خالی نہین - عقل سے ایسی تحدید کب ہوسکتی ہے - پھر اسکے بھروسے معرکہ اعدا مین اسپر شرط کا بھی مان لینا عاقل سے کب متصور ہے -

اُس بیان سے ثابت ہوا کہ یہ خبر آنحضرتؐ کی ایسی خبر ہے جسکے صادق اور واقع کے مطابق ہونے مین کسیکو شک نہین - اور نہ اسکے غیب الغیب سے ہونے مین کسی کی تاویل کو گنجائش ہے ومع ذلک ایک بے انصاف نے اُسکو بھی تاویل سے نہین چھوڑا - اور اُسکے بابت یہ کہا ہے کہ یہ قیافہ اور تجربہ کی بات ہے - آنحضرت نے فارس کی بے انتظامی دیکھکر یہ خبر دی ہے یہ کوئی پیشین گوئی یا غیب دانی نہین - ولیکن **اہل انصاف** کے نزدیک اس تاویل کی اس خبر مین گنجائش نہین - اور اس خبر کا قیافہ یا تجربہ سے پیدا ہونا تین وجہ سے ممکن نہین (۱) قیافہ سے یہ تب ناشی ہوسکتی جبکہ فارس کی تباہی و تنزل کے آثار دیکھکر بتائی جاتی اور اس خبر دینے کے وقت فارس کی حالت تنزل و تباہی مین ہوتی - یہ خبر تو فارس کے کروفر و شان و شوکت کے وقت (جسمین انہون نے روم پر فتح پائی) بتائی گئی ہے پھر اسکا قیافہ و تجربہ سے پیدا ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟ (۲) قیافہ محض تخمینہ ہوتا ہے جسمین تحدید خاص ممکن نہین ہے اور یہ خبر ایک تحدید پر مشتمل ہے (۳) اگر کوئی قیافہ و تخمینہ سے کوئی تحدید کر بھی دیتا ہے تو اُسپر ایسا یقین و بھروسہ نہین کرسکتا جو اس خبر مین کیا گیا ہے - یعنے معرکہ اعدا مین برملا اس تحدید کا دعوے کرنا - پھر بصورت خلاف سوا ونٹ کی شرط مان لینا -

ان وجوہات کی تصدیق نظائر ذیل سے بخوبی ہو سکتی ہے - دیکھو - اگر کوئی کسی نوجوان صحیح وسالم قوی وتندرست کی نسبت یہ خبر دے کہ یہ نو دن کے اندر تین دن کے بعد مر جائیگا - اور اسپر ایسا یقین کرے کہ بصورت خلاف کوئی شرط بھی مان لے - ایسی خبر کو قیافہ نہ کہا جاوے گا - اور اگر کوئی صد سالہ ضعیف یا مریض مایوس الصحۃ کو دیکھکر اتنی مدت مین اسکا مرجانا تجویز کرے (جتنی مدت مین اُسکے امثال واقران مرجایا کرتے ہین) ومع ذلک اسمین وہ ایسا مدعی نہو بیٹھے کہ بصورت خلاف شرط کا ذمہ وار ہو جائے تو ایسی خبر کو بیشک قیافہ کہا جائیگا -

ان وجوہات ونظائر کی شہادت سے اس خبر کا قیافہ سے پیدا ہونا بحکم انصاف تو ممکن نہین - انصاف کو چھوڑ کر جو کچھ کوئی کہے (دن کو رات یا رات کو دن) مشکل نہین +

خبر دوم از قسم اول

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء حال مین دشمنون سے ڈرتے اور اپنی جان کی حفاظت کے لئے پہرہ رکھواتے - یہانتک کہ خدا تعالے نے آپ کو مطمئن کر دیا اور قتل سے عصمت و محافظت کا وعدہ دیا - پس آپنے پہرہ کو اٹھا دیا - اور لوگو کو خبر دی کہ اب اللہ تعالے نے میری حفاظت خاص اپنے ذمہ لیلی ہے تم اب ہٹ جاؤ - اور پہرہ موقوف کر دو پھر اس خبر کا صادق ہونا بھی لوگونکے امتحان مین آگیا - بارہا مخالفون نے آنحضرت کی قتل کا قصد کیا - پر خدا تعالے نے آپ کے دشمنون سے

قال اللہ تعالی - واللہ یعصمک من الناس
سورہ مائدہ ع ۱۶
عن عائشہ رض قالت کان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یحرس حتی نزلت ھذہ الآیۃ
واللہ یعصمک من الناس فاخرج رسول
اللہ صلعم راسہ من القبۃ فقال لھم
یا ایھا الناس انصرفوا عنی فقد عصمنی اللہ
رواہ الترمذی - فی تفسیر سورۃ
المائدۃ من جامعہ ص ۱۴۶ جلد ۲
وھکذا فی التفسیر الکبیر والجلالین

والبیضاوی والمعالم وغیرھا من کتب التفاسیر - وقال فی التفسیر الکبیر کیف یجمع بین ذلک وبین ما روی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام شج وجھہ یوم احد وکسرت باعیتہ والجواب من وجھین - احدھما ان المراد یعصمہ من القتل وفیہ التنبیہ علی انہ یجب علیہ ان یتحمل کل ما دون النفس من انواع البلاء فما اشد تکلیف الانبیاء علیھم السلام - وثانیھما انھا نزلت بعد یوم احد انتھی - ویدل علی صحۃ الوجہ الثانی ما اتفق علیہ المفسرون ان المائدۃ آخر ما نزل من القرآن - ونص علیہ اصحاب النبی علیہ الرضوان

آنحضرت کو بچایا - یہانتک کہ خود اپنے پاس بلالیا - ہرچند قتل کے سوے اور تکلیفین (جیسے احد کی لڑائی مین آپکے سر مبارک کو زخم پہنچایا دانت کا شہید ہوجانا) آپکو مخالفین سے پہنچی ہین - ولیکن اس آیت مین ایسی تکالیف سے بچانے کا وعدہ نہین ہے - قطع نظر اس سے یہ وعدہ ان تکالیف پہنچنے کے پیچھے ہوا ہے چنانچہ نزول سورۂ مائدہ کا جسمین یہ وعدہ ہے اسپر گواہ ہے آپکے قتل کا ارادہ اس وعدہ سے پہلے اور پیچھے بہت لوگون نے کیا پر خدا کی حمایت و محافظت کے سبب کوئی اُسپر قادر نہوسکا - اس قسم کے واقعات بہت ہین پر بطور تمثیل ایک دو واقعات ذکر کئے جاتے ہین

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاردار درختون کے جنگل مین پہنچے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب درختون کے سایہ مین متفرق ہوپڑے - آنحضرت ایک ببول کے درخت

عن جابر نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت سمرۃ فعلق بھا سیفہ ونمنا نومۃ فاذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعونا واذا عندہ اعرابی فقال ان ھذا اخترط علی سیفی وانا نائم

کے نیچے اسپر تلوار لٹکا کر سوگئے اتنے مین ایک اعرابی (غورث بن حارث جسکو دعثور بھی کہتے تھے کفار کے کہنے سے کہ محمد اکیلا پڑا ہے اسکو پکڑلے) آنحضرت کے سر پر تلوار کھینچکر آکھڑا ہوا اور بولا تجھے

فاستیقظت وھو فی یدہ صلتا فقال من یمنعک منی فقلت اللہ ثلثا فشام السیف - رواہ البخاری

وفی روایۃ محمد بن کعب القرظی فرعدت ید الاعرابی وسقط السیف من یدہ ذکرھا البغوی فی المعالم - وفی روایۃ محمد بن اسحاق ان الکفار قالوا لدعثور وکان شجاعا قد انفرد محمد فعلیک بہ - وفیھا ان جبرئیل دفع فی صدرہ فوقع من یدہ فاخذہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال من یمنعک منی قال لا احد قال قم فاذھب لشانک فلما ولی قال کنت خیرا متی فقال صلی اللہ علیہ وسلم انا احق بذلک منک ثم اسلم بعد وفی لفظ قال اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انک رسول اللہ ثم اتی قومہ فدعاھم الی الاسلام - ذکرھا القسطلانی فی شرح البخاری

عن ابی ھریرہ رض قال لما فتحت خیبر اھدیت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاۃ فیھا سم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مجھسے کون بچائیگا آنحضرت ص نے تین دفعہ فرمایا اللہ تعالے بچائیگا - یہ سنکر اسنے تلوار میان مین بند کرلے پھر اسکا ہاتھ کانپنے لگا تو وہ زمین پر گر گئے اور آنحضرت ص نے اٹھالی اور اسکو وہی بات کہی جو اسنے آنحضرت ص کو کہے تھے - اس سے جواب بجز اس کلمہ کے کہ میرا بچانیوالا کوئی نہین" کچھ بن نہ پڑا آنحضرت ص نے لطف و کریم الاخلاقی سے اسکو چھوڑ دیا - یہ امر اسکے ہدایت کا باعث ہوا اور وہ مسلمان ہوگیا اور اس نے اپنی قوم مین آکر اسکو بھی اسلام کیطرف بلایا -

ایکدفعہ آنحضرت کو یہود خیبر نے زہر آمیختہ گوشت کھلا دیا اللہ تعالے نے اس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جان کو بچالیا باوجودیکہ اسی گوشت کے کھانے سے ایک رفیق جناب کا شہید ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس زہر کا اثر ہمیشہ محسوس ہوتا رہا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیون کو اسکا سبب

اجمعوا الی من کان من الیھود فقال ھل جعلتم فی ھذا الشاۃ سمًّا فالوا نعم قال ما حملکم علی ذلک فقالوا ان کنت کذابًا نستریح منک وان کنت نبیا لم یضرک - رواہ البخاری وذکر القسطلانی انہ مات باکلھا بشر بن البراء - الخ

پوچھا تو انہون نے یہ بیان کیا کہ ہمنے یہ کام اس لئے کیا تھا کہ اگر آپ نبی ہون گے تو اس سے بچ جائینگے ورنہ ہم آپ سے چھٹی پائین گے

خبر سوم از قسم اوّل

قال تعالی انا کفیناک المستھزئین - حجر رکوع ۳ کانوا خمسۃ نفر من المشرکین الولید والعاصی وعدی والاسود بن مطلب والاسود بن عبد یغوث قال جبرئیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اکفیکھم فاومأ الی عقب الولید فمر بنبال فتعلق بثوبہ سھم فلم ینعطف تعظما لاخذہ فاصاب عرقا فی عقبہ فقطعہ فمات واومأ الی العاصی فدخلت فیھا شوکۃ وقال لدغت لدغت وانتفخت رجلہ حتی صار کالرحی فمات واشار الی عینی الاسود بن المطلب فعمی واشار الی انف عدی بن قیس فامتخط قیحا فمات واشار الی الاسود بن عبد یغوث

مکہ مین پانچ شخص تھے اسود بن مطلب ولید عاصی عدی بن قیس اسود بن عبد یغوث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے اور قرآن کو ہنسی مین اڑاتے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی سب سے دل مین بہت تنگی پاتے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی ہلاکت کے لئے خدا سے التجا کی - خدا نے آپ کی دعا قبول فرمائی - اور جبرئیل علیہ السلام کو انکی ہلاکت کی خدمت سپرد کی جبرئیل علیہ السلام نے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو بتائی اور لوگون کے امتحان مین آگئے - اسود بن مطلب کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھا ہونیکی

وھو قاعد فی اصل شجرۃ فجعل ینظح راسہ بالشجرۃ ویضرب وجھہ بالشوک حتی مات - کذا فی التفسیر الکبیر وفی المعالم ان الاسود بن المطلب کان دعا علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اللھم اعم بصرہ واثکلہ بولدہ الخ

دعا کی تھی وہ اندھا ہوگیا اسیطرح ہر ایک واصل جہنم ہوا تفصیل قصہ تفسیر کبیر ومعالم وغیرہ مین ہے - طالب تفصیل اصل کتابونکا ملاحظہ کرے

اخبار قسم دوم

واضح ہو کہ اخبار قسم دوم (یعنی آنحضرت ص کی وہ غیبی خبرین جو حدیث مین آئی ہین اور لوگون نے آزمائی ہین) اس کثرت سے پائے جاتی ہین کہ تفحص و تلاش سے ضبط وشمار مین نہین آتین - از انجملہ چند اخبار بطور نمونہ خروار ذکر کیجاتے ہین - اور چونکہ انکی تفصیل بطرز تفصیل قسم اول موجب تطویل ہے اسلئے انمین بجاے نقل عبارت مجرد حوالہ کتب پر اکتفا کیا جاتا ہے -

نمبر خبر	مضمون خبر	حوالہ کتب معہ صفحہ
۱	حبشہ (ابیسینیا) کا بادشاہ جسوقت حبشہ مین فوت ہوا آنحضرت ص نے اسیوقت (باوجودیکہ مدینہ مین تار برقی نہ تھی اور نہ کوئی ایسی سبیل جس سے ایک پل مین اتنے فاصلہ سے خبر کا پہنچنا ممکن ہو پائے جاتے تھے) لوگونکو اسکے فوت ہونیکی خبر دی - اور غائبانہ اسپر نماز جنازہ بھی پڑہی -	بخاری ص۸۴۷
۲	رؤساء کفار مکہ نے باہم یہ عہد کیا کہ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب (اقربا ے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لین دین معاملت مناکحت جھوڑ دین اور انکا کھانا پینا تنگ کرین یہانتک کہ وہ رسول اللہ کو اونکے حوالہ کردین - اس عہد کو	بخاری ص۲۱۶ ومسلم ص۴۲۳ معہ شروح

نمبر خبر		حوالہ کتب بقید صفحہ
	بطور وثیقہ تحریر کیا اور جوف کعبہ مین لٹکایا اور تین سال اسپر عملدرآمد بھی رہا بیچارے بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب اپنے گھر چھوڑکر ابوطالب کے شعب (دو پہاڑون مین میدان مین) جا بسے وہانسے بجز ایام حج (جنمین ہر کسیکو آزادی ہوتی ہے) کبھی نہ نکلتے - آخر خدا تعالے نے اس وثیقہ پر ایک کیڑے کو مسلط کیا وہ جور وجفا کے سب باتونکو چاٹ گیا اور جہان اوسمین خدا کا نام تھا اسکو رہنے دیا - یہ بات حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کو بتائے آنحضرت صلعم نے ابوطالب سے کہی - ابوطالب اہل وثیقہ کے سامنے اسبات کا مدعی ہوا کہ یہ بات جھوٹ نکلے تو مین بھتیجے کو تمہارے سپرد کردونگا تم اسکو قتل کردو چاہو زندہ رکھو سچ نکلے تو تم اس خیال فاسد سے باز آؤ - مشرکین اہل وثیقہ نے یہ شرط مانکر وثیقہ کو کھولا تو موافق خبر آنحضرت صلعم کے پایا - پس وہ اپنے فعل پر نادم ہوئے اور بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب اپنے گھرونمین آبسے یہ اصل قصہ بخاری و مسلم مین ہے اور اسکے تفصیل اسکے شروح نووی عینی قسطلانی وغیرہ مین ہے	
۳	آنحضرت صلعم نے عدی بن حاتم کو خبر دی کہ اگر تو زندہ رہا تو دیکھ لے گا (یعنے ایسا امن ہوجائیگا) کہ اکیلی عورت اپنے ہودج (ڈولہ یا محافہ) مین حیرہ (قریب کوفہ کے شہر ہے) سے کعبہ تک چلی جائے گی اور بجز خدا کے کسی سے نڈرے گی - عدی راوی حدیث نے کہا مین نے اسوقت دلمین کہا کہ طی (قبیلہ) کے ڈاکو اور بدمعاش جنہون نے تمام بستیون مین لوٹ اور فساد کی آگ جلا رکھی ہے کہان چلی جائیگی - پھر مینے بچشم خود دیکھ لیا کہ ایک عورت حیرہ سے کعبہ پہنچکر طواف کرتی ہے - اور کسی سے بجز خدا نہین ڈرتی	بخاری ص ۵۰۷
۴	آنحضرت صلعم نے فرقہ خوارج کے (جنہون نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے جنگ کیا) حال سے خبر دی اور انکی یہ نشانی بتائی کہ انمین ایک شخص ایسا ہوگا جسکا بازو	بخاری ص ۵۰۹ مسلم ص ۳۴۳ جلد ۱

نمبر خبر	مضمون	حوالہ کتب بقید صفحہ
	پیچھے ایک بات نہوگا اور اس بازو کی صورت ایسی ہوگی جیسی عورت کا پستان — اسپر چند سفید بال بھی ہونگی - ابوسعید خدری راوی حدیث نے کہا مجھ خدا کی قسم ہے - مینے اس حدیث کو آنحضرت سے سنا - پھر ایسا شخص حضرت علی مرتضی سے لڑنے والوں مین پایا - حضرت علی مرتضی نے بھی یہ حدیث آنحضرت سے سنی تھی اسلئے انہون نے اون مردارون کی لاشون کو ڈھونڈوایا - اور ایسے آدمی کے لاش کو پایا -	
۵	آنحضرت نے اپنے لخت جگر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا و علی ابیہا کو یہ خبر دی کہ میرے مرنیکی بعد میرے اہل بیت سے (یعنے جنکو آیت تطہیر مین اہل بیت کہا ہے اور آنحضرت نے انکو چادر مین لیا) سب سے پہلے تو مجھی ملیگی - اور ایسا ہی وقوع مین آیا آنحضرت کی رحلت کے چھہ مہینے پیچھے سب اہل کے پہلے حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا —	بخاری ص ۵۱۲ و ص ۴۳۵
۶	آنحضرت نے خاص اپنی ازواج مطہرات مین سے سب سے پہلے بی بی زینب کے فوت ہونیکی خبر دی — اور یہی بات وقوع مین آئی	مسلم ص ۲۹۱ جلد ۲
۷	آنحضرت صلعم نے زید اور عبداللہ بن رواحہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب کے جنگ موتہ مین بہ ترتیب فوت ہوجانے سے خبر دی - قبل اسکے کہ ویسی ہی خبر مدینہ مین پہنچے -	بخاری ص ۵۱۲ و ص ۶۱۱
۸	آنحضرت نے ایک شخص کے دوزخی ہونے کی خبر دی - پھر اس شخص کی خودکشی سے اس خبر کی تصدیق ہوگئی	بخاری ص ۶۰۴
۹	آنحضرت نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسبت یہ خبر دی کہ انکی سبب دو جماعت مسلمانون مین مصالحہ ہوگی اسکی تصدیق یہ ہوئی کہ آپکی سبب لشکر امیر معاویہ	بخاری ص ۵۱۲ و ص ۱۰۵۳

نمبر خبر	مضمون خبر	حوالہ کتب بقید صفحہ
	اور انکے مقابلین مین صلح ہوئی۔	
۱۰	آنحضرت نے حضرت عمار کی نسبت یہ خبر دی کہ انکی موت باغیونکی جماعت کے ہاتھون سے ہوگی۔ اور یہی امر وقوع مین آیا۔ جماعت امیر معاویہ نے جب وہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام کے باغی تھی انکو قتل کیا	بخاری ص ۶۴ مسلم ص ۳۹۵ جلد ۲
۱۱	آنحضرت نے خبر دی ہے کہ میری امت کے ہلاکت قریش کی لونڈون کے ہاتھ سے ہوگی۔ اور ایسا ہی وقوع مین آیا۔ یزید وغیرہ ظالمان بنی امیہ نے اس امت کو ہلاک کیا۔	بخاری ص ۵۰۹
۱۲	ایک عیسائی مسلمان ہوکر آنحضرت کے پاس وحی وغیرہ لکھا کرتا۔ وہ مرتد ہوگیا۔ اور لوگونسے کہنے لگا محمد کیا جانتا ہے۔ جو کچھ مین اسکو لکھ دیتا تھا اتنا ہی اسکا علم ہے۔ آنحضرت نے اُسکی نسبت خبر دی کہ یہ مرجائیگا تو زمین اسکو قبول نکریگی جب وہ مرا اور دفن کیا گیا تو زمین نے اسکو باہر پھینک دیا۔	بخاری ص ۵۱۱ مشکوۃ ص ۵۲۷
۱۳	آنحضرت نے خبر دی ہے کہ قیامت سے پہلے ملک حجاز سے ایک آگ نکلے گی جس سے بصری مین اونٹونکی گردنونپر روشنی پڑے گی۔ یہ آگ ۶۵۴ ہجری مین مدینہ کی جانب مشرق سے ظاہر ہوئی اور شام وغیرہ بلاد تک اسکی خبر مشہور ہوئی۔ چنانچہ نووی نے شرح مسلم مین تصریح کی ہے	بخاری ص ۱۰۵۴ مسلم ص ۳۹۳
۱۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے ایک شب مین بیت المقدس کی سیر کرائی۔ پھر وہان سے آسمانون پر بلایا۔ آنحضرت صلعم نے اہل مکہ کو فقط بیت المقدس جانے کا حال سنایا۔ تو انہون نے (جو خدا کی قدرت کو ظاہری اسباب مین منحصر سمجھتے ونبا علیہ ایک شب مین مکہ سے بیت المقدس سے پھر آنے کو محال جانتے تھے) اور انکو خلاف نیچر سمجھکر ہنسی مین اڑاتے	بخاری ص ۵۴۵ مسلم ص ۹۶ جلد ۱ تفسیر معالم ص ۵۱۷

ف۔ جیسے اجکل کے نیچری مسلمان کہلاکر ان باتون کو محال جانتے

نمبر خبر	مضمون خبر	حوالہ کتب بصفحہ
	ہین) آنحضرت صلعم کی بات کو ہنسی مین اُڑایا - اور آنحضرت سے (جو مدۃ العمر مین کبھی بیت المقدس نہ گئے تھے اور نہ بیت المقدس وغیرہ مکانات کے نقشہ بناکر اسوقت کے لوگ پاس رکھا کرتے) بیت المقدس کے پتے پوچھنے لگے - آنحضرت نے وہان کے پتے بخوبی یاد نہین ہوئے تھے - اسلئے اُنکے سوالات سے گھبرائے - اللہ تعالے نے بیت المقدس کا قدرتی نقشہ آنحضرت کے سامنے رکھدیا - پس آنحضرت نے مشرکین کے ہر سوال کا عمدہ جواب دیا - اور اُسکے ضمن بہت سی غیبی باتونکا اظہار کیا جنکو مشرکین نے امتحان کرکے آخر ھذا اسحر مبین کہدیا	
۱۵	آنحضرت ص نے مسلمانون کی قوم ترک کے ساتھ مقابلہ ہونیکی خبر دی ہے - اس مقابلہ کا ایک واقعہ یہ بتایا کہ نہر دجلہ کے پاس تمہارا انکا مقابلہ ہوگا - اسمین مسلمان تین گروہ ہوجاوینگے - ایک فرقہ اپنے بیل لیکر جنگل کو چلے جاوینگے فرقہ دوم کافر ہوکر اپنا آپ بچاوینگے - فرقہ سوم انکا مقابلہ کرینگے اور انکے ہاتھ سے مارے جاوینگے اصل خبر بخاری اور مسلم مین ہے - اور خاص واقعہ سنن ابی داود مین - اور اس خبر کا وقوع ماہ صفر ۵۶ھ ہجری مین ہوچکا ہے - چنانچہ مرقاہ مین تصریح ہے اور امام فن مناظرہ اہل کتاب سے اس خبر کا وقوع کتب تواریخ سے ثابت کیا ہے دیکھو نوید جاوید ص۵۲	مسلم ج۲ ص۳۹۵ ص۳۴۵ ابوداود ج۲ ص۲۴۲ بخاری ص۴۱۸
۱۶	آنحضرت صلعم نے وجود دجال سے خبر دی ہے - چنانچہ احادیث صحیحہ مین اسکا ذکر آچکا ہے اور اس خبر کی تصدیق بھی آنحضرت ص کے زمانہ مین ہوچکی ہے تمیم داری اور تیس آدمی بنی لخم و بنی جذام سے ایک جہاز مین تھے - اس جہاز کو مخالف ہوا نے ایک مہینہ خراب کیا - آخر وہ جہاز ایک مشرقی جزیرہ مین جالگا	مسلم ج۲ ص۴۰۲ ابوداود ج۲ ص۳۳۱ ترمذی ج۲ ص۵۴

حصہ دوم
بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

سوال اس تقریر سے یہ تو خوب ثابت ہوا کہ انقباض و انبساط روح کی صفت ہے ولیکن روح کی اس صفت (انقباض و انبساط) مین رعایت منصب نبوت سی اجنبی ہے - انکا منصب تو عبادت سکھانا اور اچھی باتین و اعتقادات یا خیالات بتانا ہے - نہ روح کی خوشی کی تدبیرین سکھانا - یہ تو ہم اپ سمجھ سکتے ہین اور جسطرح چاہین روح کو خوش کر سکتے ہین

جواب یہی تو وہ غلطی ہے - جسنے معاشرت کو مذہب سے جدا سمجھنے والو کو غلطی مین ڈال رکھا ہے اور جسکے دفع کرنیکو یہ مضمون لکھا جاتا ہے - **انبیاء علیہم السلام** جیسے کہ ہمکو عبادت سکھانیکو آئے ہین ویسی ہی امور معاشرت جنمین ہماری جانکو دنیا و آخرت مین تکلیف نہ پہنچے - اور فرحت دارین حاصل ہو - وہ ذلک اسمین خالق کی مرضی بھی متحقق ہو) بتانے کو آئے ہین - اور یہ انقباض و انبساط تو ایسی چیزین ہین جو قوام عبادات و اعتقادات مین پورا دخل رکھتی ہین - جسکی روح کو انقباض ہوگا - وہ عبادت کیا کریگا - اور اچھی اعتقاد کو خیال مین کسطرح لاویگا - اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے طاعات و عبادات مین نشاط کا ہونا شرط ٹھیرایا ہے - اور ان امور سے جو مفوّت نشاط ہین منع کیا چنانچہ فرمایا ہے - تمکو چاہئے کہ جبتک تمہاری طبع مین نشاط رہے - نوافل پڑہو - جب تم تھک جاؤ تو چھوڑ دو - یہ حکم اپنے بے بنے زینب کو فرمایا ہے - جو نوافل مین قیام طویل کرتی - جب تھک جاتی تو ایک رسی (جو دو ستونون مین تنی ہوئی تھی)

دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا حبل ممدودہ بین الساریتین فقال ما ھذا الحبل قالوا ھذا حبل زینب

فاذا فترت تعلقت فقال النبی لاحدھم لیصل احدکم نشاطہ فاذا فتر فلیقعد صحیح بخاری ص۱۵۴

قال رسول اللہ صلعم اذا وضع عشاء احدکم واقیمت الصلوٰۃ فابدء وا بالعشاء ولا یعجل حتی یفرغ منہ قال ابو الدرداء من فقہ الرجل اقبالہ علی حاجتہ حتی یقبل علی صلوتہ وقلبہ فارغ - بخاری ص۹۲

دخل النبی صلعم علی عائشہ عندھا امرءۃ قال من ھذہ قالت فلانۃ تذکر من صلوتھا قال مہ علیکم بما تطیقون فواللہ لا یمل اللہ حتی تملوا وکان احب الدین الیہ ما داوم علیہ صاحبہ

عن النبی صلعم قال انی لاقوم فی الصلوٰۃ واریدان اطول فیھا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلوتی کراھیۃ ان اشق علی امہ بخاری ص۹۰

تک کر اپنا معمولی قیام پورا کرتی اور ارشاد فرمایا جسکے آگے کھانا آجاوے - اور اور ہر نماز طیار ہو تو وہ پہلے کھانیکو کھالے نماز کے لیے کھانے مین جلدی نکرے - اپنا کام پورا کرکے اُٹھے - حضرت ابو الدرداء صحابی فرماتے ہین کہ یہ سمجھہ کی بات ہے کہ انسان نماز کیطرف متوجہ ہو جب اسکا دل فارغ ہو - اور ارشاد فرمایا - تم تھک کر بھی عبادت مین لگے رہوگے - تو اسکا کچھ ثواب نپاؤگے - یہ حکم اپنے ایک عورت (جو لانام) کو فرمایا جو بہت سے نفل پڑھا کرتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین طوالت کا ارادہ کرتے - جب کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس خیال سے کہ اُسکی ماں کا دل بیقرار نہو - نماز کو مختصر کر دیتے

اسی قسم کے اور بہت مواقع ہین جو اسوقت میری یاد مین - اور ان کتابون مین جو میرے سامنے اسوقت کھلی ہوئی ہین موجود ہین - جنمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاط خاطر کو عبادت ٹھیرایا ہے اور امور مفوت نشاط سے بوعید و تشدید منع فرمایا جسسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نشاط طبع کا لحاظ منصب نبوت کے منافی نہین ہے ناظرین ان بیان کو یاد رکھین - اور آئندہ جس حکم و تسلیم نبوی مین ہم نشاط کو ذکر کرین - اسکو انہی بیان کی شہادت سے روحانی اصلاح پر مشتمل سمجھ لین

رجوع بہ متن

عبارت سابق کے ضمن مین سر اور ڈاڑھی کے بجھرے بالونکو (جو دھونے مین نہ آوین اور صفا نہ ہین) نیز اسباب قبض خاطر سے شمار کیا ہے - ولیکن انکی اصلاح مغلوبی طرح حلق کے ساتھ تجویز ہونے مین کئی اور روحانی اصلاحونکا فوت ہونا متصور تھا - اسلئے انکی اصلاح غسل و صفائی سے تجویز ہوئی - اور مونچھونکے کٹانے مین کسی روحانی اصلاح کی تفویت نہ تھی - اسلئے انمین ازالہ ہے مصلح قرار پایا - ان باتون کی تشریح مولانا یون فرماتے ہین اور ڈاڑھی چھوٹی بڑی مین فرق کرتی ہے - اور مردون کے لئے زینت ہے - اور انکی اصلی ہیئت و صورت جسمین مرد کو عورتون اور بچون سے تمیز ہوتی ہے - بتاتی ہے - اسلئے انکا بڑھانا مقرر ہوا اور اسکا خلاف خنثی

والحیۃ ھی الفارقۃ بین الصغیر والکبیر وجمال الفحول وتمام ھیئتھم - فلا بد من اعفائھا وقصھا سنۃ المجوس وفیہ تغییر لخلق اللہ - ولحوق اھل السوء والکبر بالرعاء

رکھنا یا منڈنا مجوسیون کا طریق ہے اور اسمین خدا کی پیدا کی ہوئی چیز کو جو اسنے جمال کے لئے بنائی ہے نہ کاٹنے کے لئے بدل ڈالنا اور اکابر اہل عزت کا چرواہون سے ملجانا

مترجم کہتا ہی جناب شاہ صاحب نے ڈاڑھی بڑھانے کے حکم مین تین فائدے بتلائے ہین (۱) بڑے چھوٹے مین قدرتی تمیز (۲) مردون کے لئے زینت (۳) مرد ہونے کا نشان یا تمغہ - اور مونڈنے مین تین نقصان ظاہر کئے ہین (۱) کفار مجوس (جو خدا کی طاعت سے سرکش ہین اور اس طاعت کی علامت اپنے بدن پر جاری ہونی نہین چاہتے ہین) سے تشابہ (۲) قدرتی وضع کے تبدیل و تغییر (۳) اکابر کی اصاغر سے مماثلت -

اور ان سب فوائد کی ترغیب اور نقصانون سے ترہیب مین **روحانی اصلاح** مدنظر ہے **فائدہ اولے** مین یہ رعایت ہے کہ چھوٹے بڑے

مین تمیز چھوٹے پر رحم کرنے اور بڑے کی توقیر کرنے کے باعث ہی بچہ کو چھوٹا دیکھکر ہر کسی کو رحم آتا ہی - مرد شبہ ڈاڑھی ہر کسی کو مرد آدمی واجب التوقیر معلوم ہوتا ہے - بے ریش کیسا ہی باکمال کیون نہو بادی الرائے مین بقدر معلوم ہوتا ہے - اور **رحم و توقیر و تواضع** سب روحانی خصلتین ہین - اسی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم و توقیر کو دین ٹھیرایا ہے - اور اسکے خلاف کو خلاف دین فرمایا چنانچہ ارشاد کیا ہے لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا یہ وہ حدیث ہی جسکا ترجمہ حکم نمبر ۱ مہ منجملہ احکام سنت ہی اور رسالہ نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۶۶ گذرا

فائدہ دوم من یہ روحانی رعائت ہے کہ زینت بھی توقیر کا (جو روحانی خصلت ہے) سبب ہے اور اسمین اظہار نعمت الہی اور بزبان حال شکر خداوندی (جو عین عبادت و روحانی خصلت ہی) ہی متحقق - اسی بہبود کی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے کو اپنی بندہ پر ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ - ترمذی اپنی نعمت کا اثر نظر آتا خوش لگتا ہے اور اسمین ایک روحانی اصلاح اور بھی مدنظر ہے - جسکی طرف اللہ تعالے کا یہ قول کہ عورتونکا مردون پر ویسا ہی حق ہے جیسے مردونکا عورتون پر

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف - بقرہ ع ۲۸

اور یہ قول کہ عورتین مردونکے لئے لباس ہین اور مرد عورتون کے (یعنی جمال) ہین

ھن لباس لکم وانتم لباس لھن - بقرہ ع ۲۳

لئے اشارہ کرتا ہے وہ یہ کہ مرد اپنی عورتون کے لئے اپنے چہرہ پر خوبصورت ڈاڑھی رہنے دین - اور اسکو خوب چکنی چپڑی کنگھی سی سلجھائی رکھین ابن عباس صحابی اس آیت کے یہی معنی سمجھی ہین - اور فرماتے ہین مین چاہتا ہون کہ اپنی عورت کے لئے زینت سے رہون - جیسا کہ اسکا اپنے لئے بازینت رہنا چاہتا ہون -

قال ابن عباس فی الایۃ انی احب ان اتزین لامرأتی کما احب ان تتزین لی لان اللہ قال ولھن الخ

تفسیر البیان و معالم

جو لوگ اس زینت کو عورتونکا حق نہ سمجھین - وہ عورتونکے سر پر بالونکو اپنا حق بھی خیال کرین یا انمین کوئی شرعی نہ سہی قدرتی ہی فرق (جس سے بحکم قانون قدرت عورتونکے بالونکا باعث زینت ہونا ثابت ہوا اور مرد کی ڈاڑھی کا باعث عدم تزین ہونا) بیان کرین

اب رہی یہ بات کہ اس زینت اور اسمین عورتونکی رعایت کرنے مین روحانی اصلاح کیا پائی جاتی ہے سو یہ ہے کہ مرد کی زینت انکی عورتونکی سیر چشمی و عفت کا باعث ہے - اور اسمین انکی روحانی اصلاح متحقق ہے - عورت اپنے مرد کو بازینت دیکھکر کی تو دوسری طرف نگاہ کرنے سے مستغنی رہیگی - اور زنا نظر و زنا حقیقے سے عصمت مین رہیگی -

یہ بات ایسی بدیہی ہے کہ ہر کسی کے مشاہدہ و تجربہ مین آتی ہے - اس بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو بعض عیسائی قرآن کی ان تعلیمات کو جو حقوق زوجین کے متعلق ہین - اور انمین مباشرت و معاشرت زوجین کے آداب سکھائے ہین جسمانی بتاتے ہین - وہ ان احکام کے اسرار و غایات سے بالکل بیخبر ہین - اور وہ اسبات کو کہ عفت و عصمت و لطافت و نظافت روح کی صفات ہین نہیں جانتے ہم ان عیسائیونپر کیا افسوس کرین - اپنے ہی گھر کے عیسائی طرز کے مسلمانون پر کیون غم نہ کہائین جو اسی خیال مین مبتلا ہین - اور ان تعلیمات کو جسمانی سمجھکر اسلام سے خارج کر رہے ہین - اور اسبات کو پرلے درجہ کی ہمدردی قومی و تہذیب مذہبی سمجھ رہے ہین فانا للہ وانا الیہ راجعون

حاشیہ

(۱) جیسے فانکحوا ما طاب لکم من النساء نساء ع

(۲) اور نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم بقرہ ع

(۳) اور فاعتزلوا النساء فی المحیض بقرہ ع

(۴) اور فالآن باشروھن بقرہ ع ۲۳

(۵) وامثال ذالک

(۱) جو عورتین تمکو اچھی لگین ان سے نکاح کرو

(۲) عورتین تمہاری کھیتی ہین تم اپنی کھیتی کو جس کیفیت سے چاہو آؤ

(۳) حیض مین عورتونکے پاس نہ جاؤ

(۴) اب ماہ صیام مین اپنی عورتون سے مباشرت کرو

(۵) اور مثل انکے

فائدہ سوم مین یہ روحانی رعایت ہے کہ اس تمغہ و علامت کا ایک نتیجہ تو وہی توقیر ہے بسکا روحانی ہونا معلوم ہوچکا ہے **دوسرا** یہ کہ اس تمغہ و علامت کا ملتزم مطیع سمجھا جاتا ہے - اور اسکے ظاہر حال سے انقیاد و اطاعت امر الٰہی کا جو روحانی امر ہے مشاہدہ کیا جاتا ہے

یہ تو ان فوائد مین روحانی رعائتین ہین **انہین سے** وہ روحانی رعائتین جو ان نقصانون سے فوت ہوتی ہین سمجھ مین آسکتی ہین **پہلے نقصان** مین وہ رعایت فوت ہوتی ہے جسکے تیسری فائدہ مین رعائت کی گئی ہے اور **دوسرے نقصان** مین وہ رعایت فوت ہوتی ہے جو دوسرے فائدہ مین مرعی ہے - **تیسرے نقصان** مین وہ رعائت فوت ہوتی ہے جو پہلے فائدہ مین رعائت کی گئی ہے

شاید یہان کوئی **اعتراض** کرے کہ ڈاڑھی رکھنے کا فائدہ سوم (یعنے زینت کا ہونا) سر کے بالون مین بھی متحقق ہے پھر اسلام مین حلق سر کیون تجویز ہوا - اسکا **جواب** یہ ہے کہ اولاً تو شارع نے حلق سر کو پسند نہین کیا - اور مدۃ العمر مین سوائے وقت حج کے احرام کھولنے کے (جسمین اول سے آخر تک ہیئت و لباس و صورت و افعال مین ذلت و مسکنت کا اظہار اس شاہنشاہ کے حضور مین مطلوب ہے) کبھی حلق سر نہین کرایا - اور نہ سوائے ایسے شخص کے جس سے سر ہونیکا تھہرا نہو سکے اور جنون سے تکلیف پہونچے - (جیسے کعب بن عجرہ یا حضرت جعفر طیار کے یتیم ذریات) کسی دوسرے کو حلق کرانیکا حکم دیا -

اور جو عوام مین مشہور ہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضے علیہ السلام نے ہمیشہ حلق کرایا ہے یہ غلط ہے - آپ نے حلق نہین کرایا - بلکہ بالوںکو مبالغہ سے کترایا ہے - اور اسمین بھی معذوری و لاچاری کا اظہار کیا اور ارشاد فرمایا کہ غسل جنابت مین دراز بالونکے

عن علی رضہ ان رسول اللہ صلعم قال من ترک موضع شعرۃ من جنابۃ لم یغسلھا فعل بھا کذا وکذا قال علی ومن ثم عادیت راسی وکان یجز - سنن ابوداؤد ص ۳۱ ح ۱

خشک رہجانے کے خوف سے مینے بالونکو کٹایا - اور اپنے سر کے ساتھہ دشمنونکا سا معاملہ کیا - اور جو اسوقت عام مسلمانون مین حلق کا رواج ہے - یہ انکی معذوری

یا پست ہمتی و سستی یا ریاکاری یا کفائت شعاری کے سبب سے ہے ثانیاً اس زینت کا بدلہ عمامہ و کلاہ مقرر کیا گیا ہے جو اس ننگ کا پردہ پوش ہے - اور اس نقصان کا جبیرہ و کفارہ ہے - اور ایسا کفارہ و جبیرہ ڈاڑھی مین کوئی نہین ہے - پس ان مین فرق ظاہر ہے -

رجوع بہ متن

ومن طالت شواربہ تعلق الطعام والشراب بھا واجتمع فیھا الاوساخ وھو سنۃ المجوس - وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین قصوا الشوارب واحفوا اللحی -

اور جسکی موچھین دراز ہوتی ہین - انمین کھانے اور پینے کی چیزین لگ جاتی ہین - اور وہان میل کا بھی اجتماع ہوتا ہے - اور یہ مجوسیون کا بھی طریق ہے - اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے + مشرکین (مجوس) کا خلاف کرو - موچھین کتراؤ - ڈاڑھیان بڑھاؤ -

مترجم کہتا ہے - یہ وہی فوائد و نقصان ہین جو ڈاڑھی رکھنے نہ رکھنے کے بیان مین گزر چکے ہین از انجملہ فائدہ اول ہر کسی کے مشاہدہ مین آتا ہے - دیکھو جنکے موچھون کے بال لبون کو ڈھانکے رہتے ہین وہ اون بالون کے سبب کیسی تکلیف پاتا ہے - جو کچھہ اسکے موہنہ سے نکلتا ہے یا موہنہ مین ڈالا جاتا ہے وہ موچھون سے لگ جاتا ہے و مع ذلک اسکا موہنہ صاف نہین رہتا -

موچھون کے بال مونہہ مین رہتی ہین کچھہ نہ کچھ کھایا پیا اسکی موچھون سے لگا رہتا ہے۔ جو بدون آئینہ رکھنے کے پوچھنے سے بھی پوچھا نہین جاتا۔ اسی نظر سے بعضے ہنود و عیسائی موچھین دراز نہین رکھتے۔ کسیقدر اختصار ضرور انھین کرتے ہین

وفی المضمضة والاستنشاق ازالة المخاط والبخر	اور کلی کرنی اور ناک مین پانی لینے سے

ریٹہ وغیرہ رطوبتون کا نکالنا۔ اور مونہ کی بدبو کا دور کرنا پایا جاتا ہے

مترجم کہتا ہے یہ فائدہ بھی ہر کسی کے مشاہدہ مین آتا ہے۔ جو صاحب کہ ناکہا کلی نہین کرتے اور نہ مسواک استعمال فرماتے ہین انکے پیلے پیلے دانت دور ہی سے ڈراتے ہین اور انکے مونہہ کے پاس مونہہ کرو تو اوسان جاتے ہین۔ انبیاء علیہم السلام کا ہمپر بڑا احسان ہے جنہون نے ہمکو ان تکالیف روحانی سے بچایا۔ اور لطافتون کا دستور رکھایا

والغرلة عضو زائد يجتمع فيها الوسخ ويمنع الاستنجاء من البول وينقص لذة الجماع	ختنہ کی جگہہ ایک زایدہ چمڑا جسمین میل جمع ہوتا ہے اور وہ بول وغیرہ آلایشون سے صفائی کا

بھی مانع ہوتا ہے اور وہ ایک بندش ہونیکے سبب لذت مباشرت کو (جو انسان کے لیے ایک قدرتی عطیہ ہے اور اسکی عفت کا ذریعہ) بھی نقصان پہنچانے والا ہے

مترجم کہتا ہے ان فواید کی حقیقت وہ لوگ جانتے اور پہچانتے ہین جو بڑی عمر مین مسلمان ہوکر ختنہ کراتے ہین۔ اور پہلی حالت کے نقصانون کو دوسری حالت کے فوائد سے موازنہ کرتے ہین۔ یا وہ لوگ جو بے ختنہ لوگون کو انواع امراض و تکالیف مین مبتلا دیکھتے ہین۔ اور انکے علاج مین ڈاکٹرون سے ختنہ کی تجویز مشاہدہ کرتے ہین۔

وفی التوراة ان الختان میسم الله علی عاداهم ابراهیم وذریته معناه ان الملوك جرت	توریت مین ذکر ہے کہ ختنہ خدا کیطرف سے حضرت ابراہیم اور انکی اتباع پر ایک نشان اور داغ ہے

بان یسموا ما یخصهم من الدواب لتتمیز من غیرها والعبید الذین لا یریدون اعتاقهم فکذلک جعل الختان میسما علیهم - وسائر الشعار یمکن ان یدخلها تغییر و تدلیس - والختان لا یتطرق الیه تغییر الا بجهد	اس سے مراد یہ ہے کہ بادشاہوں کی عادت ہے کہ جو جانور (گھوڑے یا بیل) انکے خاص کار آمدنی ہوتے ہین یا وہ غلام جنکو وہ آزاد کرنا نہین چاہتے - انکے بدن پر وہ کوئے نشان لگا دیتے ہین (جیسے اسوقت فوجے گھوڑون اور بیلون پر نمبر لگائے جاتے ہین) اسیطرح اس شاہنشاہ کی طرف سے

حضرت ابراہیم اور انکی ذریت پر ختنہ بمنزلہ داغ ہے - جو انکی طاعت وانقیاد روحانی خصال کی ظاہر نشانی ہے - اور نشانیون مین تغیر و تبدیل بھی ممکن ہے - ختنہ وہ نشانی ہے جو بدلنے سے بھی بدلی نہین جاتی

مترجم کہتا ہے مجھے اسوقت کے مہذب اقوام یورپ سے تعجب آتا ہے کہ انہون نے بعض فائدہ مند رسم کو (جسکا فائدہ مند ہونا اصول ڈاکٹری سے بھی ثابت ہے اور توریت مقدس مین بھی اسکا حکم آچکا ہے چنانچہ امام فن مناظرہ اہل کتاب نے فوید جاوید کے کلیا سکرنٹا مین بصفحہ ۲۹ ثابت کیا ہے اور اسمین ظاہری صفائی جو تہذیب کے اصل اصول ہے نیز پائی جاتی ہے) یک لخت چھوڑ رکھا ہے - پھر انکا حال دیکھکر مجھے اپنے مسلمان بھائیون سے (جو طرز یورپ کو اختیار کرتے جاتے ہین) یہ ڈر لگتا ہے کہ یہ بھی بتقلید یورپ اس سنت قدیمہ کو موقوف کر دینگے اور اسکو روحانی تعلیم کے سررشتہ سے خارج کرکے دنیاوی امر بتا دینگے - اور بدستاویز انتم اعلم باھور دنیاکم اسکے موقوفی کے وجوہات بہم پہنچا دینگے - فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین خدا ہی اس دین کا محافظ ہے اور وہی اسپر بڑا رحم کرنے والا -

اور جناب ممدوح نے حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۳۰ مین **لباس و زینت** کے احکام مین فرمایا ہے

اعلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نظر الی عادات العجم وتعمقاتهم فی الاطمینان بلذات الدنیا فحرم رؤسها واصولها - وکره ما دون ذلك - لانه علم ان ذلك مفضی الی نسیان الآخرة مستلزم للاکثار من طلب الدنیا - فمن تلك الرؤس اللباس الفاخر - فان ذلك اکبر همهم واعظم فخرهم والبحث عنه من وجوه منها الاسبال فی القمص والسراویلات فانه لا یقصد بذلك الستر والتجمل اللذین هما المقصودان فی اللباس - وانما یقصد بذلك الفخر واراءة الغنی ونحو ذلك والتجمل لیس الا فی النقد الذی یساوی البدل قال صلی اللہ علیہ وسلم لا ینظر اللہ یوم القیامة الی من جر ازاره بطرا وقال صلعم ازرة المؤمن الی نصف ساقیه لا جناح علیه فیما بینه وبین الکعبین وما اسفل ففی النار

تو جان لے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب عادات اور انکی لذات میں مطمئن ہو بیٹھنے کے استغراق کو دیکھا تو انکے اصول کو حرام کر دیا اور جو انسے کچھ کم تھے انکو مکروہ ٹھہرایا - اسکا سر یہی تھا کہ آنحضرت صلعم نے جانا کہ اس استغراق کا انجام آخرت کو بھول جانا ہے - اور دنیا کی طلب بکثرت کرنا پس منجملہ ان اصول کی استغراق لباس فاخر تھا کیونکہ اسکی طرف انکی بڑی توجہ تھی - اور وہ انکا بڑا باعث فخر - اس لباس فاخر کی کئی صورتیں ہیں از انجملہ پاجامہ اور کورتہ (وغیرہ) قدر ضرورت سے زیادہ دراز رکھنا - اور گھسٹتے ہوئے چلنا اس فعل سے نہ پردہ پوشی مقصود ہوتی ہے نہ زینت - بلکہ فخر، و دولت کی نمائش اسلئے کہ زینت (یا پردہ پوشی) تو اتنی مقدار میں حاصل ہو جاتی ہے - جو بدن کے برابر ہے - اس سے زیادہ لٹکانا اور زمین پر گھسٹتی ہوئے چلنا بجز ارادہ فخر و نمایش کچھ معنی نہیں رکھتا - اسی نظر سے آنحضرت نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نگاہ نہیں کرتا جو فخراً ازار گھسٹتا ہوا چلتا ہے - اور ارشاد فرمایا مومن کے لئے نصف پنڈلی تک ازار کافی ہے - اور جو اس سے نیچے اونچی اور

ٹخنے سے اونچی رکھی اسپر بھی گناہ نہین ہے

مترجم کہتا ہے جناب شاہصاحب نے نیچے ازار رکھنے کا فخر و نمائش پر مبنی ہونا ایسا بیان کیا ہے کہ ان دونو مین تلازم ثابت کر دیا - اور اس فعل کو ملزوم فخر - اور فخر کو اسکا لازم بنا دیا اور یہ قاعدہ بتا دیا کہ قدر حاجت سے زائد لباس جس سے نہ زینت متصور ہے نہ ستر مقصود ہو سکتا ہے جو کوئی پہنے گا عرب کا باشندہ ہو خواہ عجم کا زمانہ حال کا ہو خواہ زمانہ قدیم کا - وحشی قوم سے ہو خواہ مہذبین سے - اسکا مقصود بجز فخر و نمایش اور کچھ نہوگا - اور یہ بات کو ہم خود بھی مشاہدہ و تجربہ کر رہے ہین - دیکھو ولایتی لوگ جو کورتہ کی آستینین دو دو بالشت کف دست سے نیچے رکھتے ہین - اور بیس تیس گز کی شلوار پہنتے ہین جو پشت قدم کو ڈھانک لیتی ہین - انکا مقصود بجز فخر و نمایش کچھ نہین ہوتا اور جن صاحبونکی پتلونین پاؤن پر گری رہتی ہین بلکہ بوٹ کے ایڑیون کے نیچے دب کر کٹ جاتی ہین - اور جو عورتین گز ون اتنا دراز پہنتی ہین جو مٹی مین گھسیٹا جاتا ہے - اور خاک مین خراب ہوتا ہے - اور جو دہلی و لکھنؤ کی عورتین بڑے بڑے کلیون کے پاجامے پہنتی ہین - انکا مقصود بھی بجز نمائش کچھ زینت یا ستر نہین ہوتا - ستر اسلئے نہین کہ وہ محل ستر سے زاید ہوتا ہے - اسی زیادتی و نامساواتی بدن کے سبب وہ زینت بھی نہین رہتا - بلکہ بدنما معلوم ہوتا ہے جسکو وہ لوگ بھی دل سے بُرا جانتے ہین اور بحکم عقل نامناسب خیال کرتے ہین گو یہ پابندی فخر اسکو چھوڑ نہین سکتے -

ممن اسمین شک و انکار نہین کیا جاتا کہ اس فعل کے بعض مرتکب اس فعل کا ارتکاب قصد و تحری سے نہین کرتے - اور نہ فخر و نمایش کا وہ ارادہ رکھتے ہین بلکہ فقط عادت و رواج عام کے پابند ہین یا کوئی پابندی نہین رکھتے - جیسا مل گیا اچھا یا برا کم یا زیادہ ویسا ہی پہن لیتے ہین - انکی نسبت ہم غرور و فخر کو تجویز نہین

کرتے - اور نہ انکے دراز کپڑے مین وہ علت تحریم قائم کرسکتے ہین - ولیکن مع ذلک سیاست ملیہ (شرعی سیاست) کا حکم انکے ایسے لباس کے متعلق بھی وہی تحریم وممانعت پاتے ہین - اور ان متواضعین متکبرین کا بھی ایسے متکبرانہ لباس سے روکنا مطلوب شارع دیکھتے ہین اسکی وجہ یہ نہین ہے کہ انکی لباس مین وہ علت تحریم (یعنی فخر ونمایش) پائی جاتی ہے بلکہ وجوہات اسکی کئی اور ہین - جنکی تاثیر اس علت کی تاثیر سے کچھ کم نہین ہے بلکہ منجملہ انکے بعض وجوہات اس علت کے اسباب وذرائع سے ہین - از انجملہ یہ کہ ان متواضعین کی ہیئت ولباس سے (جو ظاہرا اطاعت شریعت سے بغاوت کی نشانی ہے) احتراز لازم ہے - اور اپنے بدن پر شعار اطاعت کا قائم کرنا واجب - اور از انجملہ یہ کہ انکے متکبرانہ لباس اختیار کرنے سے (اگر چہ تکبر کی نیت سے نہو) متکبرین کو بھی بہانہ عدم تکبری تکبر وتفاخر کی گنجائش باقی رہتی ہے - واز انجملہ یہ کہ انکے لباس کی ترویج سے غرض شارع جو اس حکم سے مطلوب ہے (یعنے بیخ کنی تفاخر) حاصل نہین ہوتی - واز انجملہ یہ کہ بدون ممانعت کلی اس حکم کی عظمت وسیاست لوگونکے دلونپر نہین جمتی اسلئے کہ فروعات (یعنے لباس فاخر کے مفاسد) کا ازالہ بدون قلع وقمع اصل (یعنے لباس فاخر) کے ممکن نہین - ان وجوہات کی نظر سے مسکین ومتواضعین کے لباس کو بھی وہ حکم شرعی شامل ہے گو اسمین وہ علت (تفاخر) پائی نہین جاتی -

اور بحر شارع مؤسس قانون شریعت اور کسیکا یہ منصب نہین ہے کہ قانون عام شریعت سے کسی فرد کو مستثنے کردے - اور جہان اس حکم کی علت جسکا مدار حکم ہونا منصوص نہو نہ پاوے وہان سے اس حکم کو باوجودیکہ نص اسکو شامل ہو اٹھادے

یہ منصب ہی تو شارع ہی کو ہے جو حقیقت حکم اور محل حکم سے بخوبی واقف ہے اور ضرر ونفع حال ومآل کو پہچانتا ہے - اور اسکی تخصیص ومستثنے کرنے کے بعد بھی اس قانون کا عموم بقیہ افراد اور محلون سے نہین اٹھ جاتا اور سوائے ان محلونکے

جنکو شارع نے مستثنے کیا۔ کسی اور محل کے مستثنے ہونیکا اندیشہ نہین رہتا۔ ونیز اعلیہ اس حکم کی عظمت وسیاست کا انا نہین ہوتا۔ اور نہ غرض ومقصود حکم اوسکے فوت ہونیکا دوسرے کے تصرف سے ڈر تھا) یہان فوت ہوتا ہے جس محل یا فرد کو شارع متضن قانون شریعت نے مستثنے کیا وہ مستثنے رہیگا۔ اسکے سوائے اور محلون اور فردون مین حکم شارع اسے عظمت وسیاست وشان وشوکت سے قائم رہیگا۔

اسکی مثال آنحضرت کا تکئے سے پیٹھ اٹار رکھنے کی ممانعت سے حضرت ابوبکر صدیق کو مستثنے کرنا ہے۔ اور نور نبوت کے ذریعہ سے اُنکا سینہ فخر وتکبر سے خالی دیکھکر اٹار کے بیٹھے ہوجانے مین (جو انکی فربہی تکم کے سبب تہا) معذور رکھنا

دوسری مثال خزیمہ انصاری کی شہادت کو اس قانون شہادت سے (کہ گواہ کم سے کم دو ہون) مستثنے کرنا۔ اور اکیلے خزیمہ کی شہادت کو قبول فرمانا۔

تیسری مثال عقبہ بن عامر اور ابوبردہ بن نیار کے یکسالہ گوسفند کی قربانی کو اس حکم قربانی سے کہ بکری ہو تو کم سے کم سنہ (یعنے دو سال کی) ہو مستثنے کرنا۔ اور انکو یکسالہ گوسفند قربانی کرنیکی اجازت دینا وقس علی ہذا

اور اگر یہ منصب سوائے شارع کے اورون کو ملجاوے۔ اور انکو تخصیص اور مستثنے کرنیکا حاصل ہو تو احکام شریعت (بجز چند احکام جنکی علت معلوم نہین) سب کے سب درہم برہم ہوجاوین جسکا جی چاہے وہ عمومات احکام مین تخصیص لگا دی۔ اور اس بہانہ سے کہ یہان اس حکم کی علت نہین پائی جاتی جس محل کو چاہے حکم عام سے مستثنے کردے اس طریق سے

+ بخاری مین حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو کوئی فخر سے کپڑا گھسٹتا ہوا چلیگا۔ خدا قیامت کے دن اسکی طرف نظر نہ کریگا۔ تو حضرت ابوبکر بولے۔ یارسول اللہ میری ازار لٹکی رہتی ہے سوائے اسکے کہ مین کوشش وہوشیاری مین لگا رہون سنبھالی نہین جاتی۔ آنحضرت نے فرمایا انک لست ممن یفعلہ خیلاء۔ یعنے تو تکبر وفخر سے نہین لٹکاتا

حاشیہ الحاشیہ

شراب - زنا - نکاح - محارم (مان بہن) جمع بین الاخوات (یعنے ایک کے نکاح مین دو بہن ہمشیرہ کا جمع کرنا) سبھی حلال کردے

شراب کے حلال بنا دینیکی صورت اس طریق پر یہ ہے کہ شراب بعلت سکر حرام ہوئی ہے - چنانچہ نص شارع مین اس علت پر تصریح ہے - اب اگر لوگونکو یہ اختیار ملے کہ جہان یہ علت نہ پائی جاوے وہان سے حرمت شراب کا حکم اٹھا دین - تو تھوڑی شراب جو نشہ ندہی فقط صحت و تقویت کا فائدہ بخشے عموماً جائز و جاری ہو جاوے - چنانچہ جنہون نے یہ سمجھا - تھوڑی شراب کو جائز کر لیا - اور نوش فرمایا - جسکا ذکر رسالہ نمبر ۵ صفحہ ۱۳۱ مین گذر چکا ہے - اور جنکو بہت پینے سے نشہ نہ آوے (چنانچہ اس قسم کے لوگ بہت سنے جاتے ہین) انپر تھوڑے پینے کی قید بھی نہ رہے - اور بہت اس دھوکہ سے کہ یہ شراب (جو ہم پیتا چاہتے ہین) تھوڑی ہے نشہ ندگی بہت پینے لگین - آخر رفتہ رفتہ حکم حرمت کا وجود کالعدم ہو جاوے - اسیطرح زنا و نکاح محارم و جمع اخوات کے حلال ہو جانیکے گنجائش اسطریق پر سمجھنی چاہئے - ایسے ہی جناب شاہ صاحب نے تھوڑی شراب کی حلت کے مفاسد بیان فرمائے ہین جو بضمن حاشیہ سوم اس حاشیہ کے بعد قلم مین آتی ہے

اس منصب تخصیص و استثناء کو غیرون کے لئے تجویز کرنے مین یہی مفاسد و ضرر دیکھ کر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام شرعیہ منصوصہ مین تصرف و تغیر کو دخل نہین دیا - اور کئی احکام کو باوجود اٹھ جانے انکی علتون اور سببون کے نہین اٹھایا - اسکی مثالین بہت ہین پر اس مقام مین دو مثالین ذکر کیجاتی ہین -

پہلی مثال - منجملہ احکام حج ایک حکم رمل ہے (یعنے طواف مین پہلوانون کیطرح اکڑکر اور زور دکھا کر چلنا جس سے مشرکین کا یہ قول (کہ مسلمان مدینہ کے بخار کے مارے آئے ہین) رد کرنا - اور اسلام

عن ابن عباس قال قدم رسول الله واصحابه فقال المشركون انه يقدم عليكم وقد وهنتم حمى يثرب بنا مرهم صلعم	

ان یرملوا الثلاثۃ - رواہ البخاری فی باب کیف بدء الرمل وزاد مسلم لیری المشرکین جلدھم - فقال المشرکون ھؤلاء الذین زعمتم ان الحمی وھنتم - ھؤلاء اجلد من کذا وکذا

کو انکی تحقیر سے بچانا مقصود تھا - اور یہی امر چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین مصرح آچکا ہے اور سبکا اسپر اتفاق ہے - اسکی مشروعیت کا سبب و علت تھا - پھر باوجودیکہ اس علت کا وجود (اسدن سے کہ مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ مین آیا اور مشرکین کو خدا نے ہلاک کردیا) اُٹھ گیا یہ حکم اسلام سے اُٹھا نہین گیا - اور کسی نے زمانہ صحابہ سے لیکر آجتک (اس خیال سے کہ اس حکم کی علت اُٹھ چکی ہے - اسکو بھی اُٹھانا چاہئے) رمل کو ترک نہین کیا -

قال عمر وما لنا وللرمل - وانما کنا راٰینا بہ المشرکین وقد اھلکھم اللہ ثم قال شئی صنعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا نحب ان نترکہ - رواہ البخاری وابو داود ومع ذلک لاارتفاع علۃ شئا کنا نفعلہ علی عھد رسول اللہ صلعم قال العینی یعنی اتباعا لہ - وقال القسطلانی لعدم الطلاعنا علی حکمتہ وقصور عقلنا عن ادراک کنھہ - وقد یکون فعلہ باعثا علی تذکیر نعمۃ اللہ علی اعزاز الاسلام واھلہ - وقال مولینا فی حجۃ اللہ ص ۱۳۳ ثم خشی ان یکون لہ سبب آخر -

حضرت عمر فاروق کو ایکدفعہ خیال آیا تھا کہ اب ہمکو رمل کی کیا حاجت ہے - یہ فعل مشرکین کے دکھانیکو تھا سو ہلاک ہوچکے ہین - آخر یہ سوچا کہ اس حکم کو بخیال ارتفاع علت اُٹھا دینے سے اور احکام بھی علت کے اُٹھ جانے سے اُٹھائے جاوینگے - اور یہ بھی خیال کیا کہ شائد اس حکم کی علت کوئی اور بھی ہو - جسکو آنحضرت صلعم جانتے تھے اور ہم نہین جانتے - پس یہ فرمایا کہ یہ وہ کام ہے جسکو آنحضرت نے جاری رکھا ہے (یعنے باوجودیکہ مشرکین مکہ ہلاک ہوچکے تھے پھر آپنے حجۃ الوداع مین بھی رمل کو ترک نہین کیا - چنانچہ صحیحین وغیرہ مین مصرح ہے) لہذا

ہم اسکا ترک کرنا پسند نہین کرتے

تذکرۂ لطیفہ و نصیحت شریفہ

تہذیب الاخلاق ماہ شوال ۹۶ھ مین ایک مضمون بعنوان **الدین یسر** مندرج ہے اسمین ہمارے بیان کے برخلاف یہ لکھا ہے کہ حضرت عمر نے طواف مین رمل کرنے سے منع کیا۔ اور اسبات کا حجۃ اللہ البالغہ مین موجود ہونا بتایا ہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت عمر فعل رمل کو دینی امر نہین جانتے تھے بلکہ دنیاوی مصالح سے خیال کرتے تھے

ولیکن ہمارے نزدیک یہ بات محض غلط و بے اصل و خلاف واقعہ ہے۔ حضرت عمر کا اس سے منع کرنا حجۃ اللہ البالغہ مین مذکور ہے جسکا حوالہ آپنے دیا ہے۔ نہ کسی اور کتاب حدیث مین دیکھا جاتا ہے۔ اور جو حضرت عمر سے مروی ہے سو بیقید رہی جو ہمنے بیان کیا ہے۔ کہ پہلے انہون نے اسکو غیر ضروری سمجھا۔ آخر یہ سوچکر کہ یہ آنحضرت کا فعل ہے۔ اسکا سر کوئی اور بھی ہوگا۔ یا یہ خیال کہ اس حکم کو برفع علت اٹھا دینے سے جملہ احکام کا ارتفاع لازم آئیگا۔ اسکا ترک کرنا پسند فرمایا۔ اور یہ بھی حجۃ اللہ البالغہ کا مضمون ہے۔ چنانچہ اس کتاب کا یہ فقرہ فمن ثم خشی ابن عمر الخ بسبب آخر عنقریب منقول ہوا۔ جسکا مطلب صاف یہ ہے کہ پہلے حضرت عمر نے ترک کرنیکا ارادہ کیا پھر یہ سوچکر کہ شائد اس رمل کا سبب سوائے تغلیظ خیال مشرکین کے کوئی اور بھی ہو وہ قول فرمایا۔ اسکی ترک رمل کو پسند فرمانے پر صاف ناطق ہے

اب اس مضمون کے مولف سے (جو ہمارے قدیمی دوست ہین) ہم امید رکھتے ہین کہ اگر انہون نے حضرت عمر کا رمل سے منع کرنا کسی کتاب مین دیکھا ہے تو اس سے مجکو آگاہ کرین۔ اور اگر کہین یہ ذکر نپاوین تو بنظر حق پرستی و خیال ہماری حق دوستی کے ہماری یہ نصیحت قبول کرین کہ اپنی غلطی کی اسی تہذیب الاخلاق یا اور کسی مشہور اخبار مین اصلاح فرماوین۔ اور اسبات کے معترف ہوجاوین کہ حضرت عمر نے رمل کو دینی اور

باقی آیندہ

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۱۱ جلد ۲

مشتہرہ ذی قعدہ ۹۶ھ نومبر ۷۹ء

استشہاد

بر رسالہ

اقتصاد فی مسائل الجہاد

جو عام رائے کا آئینہ ہے

نمبر ۹ جلد ۱۰ اشاعۃ السنۃ میں جو ضمیمہ شائع ہوا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ حسب منشاء احکام نمبر ۱ سے ۸ تک منجملہ احکام سنت متعلقہ امور مباشرت (اشاعۃ السنۃ) رعایا ریاست برطانیہ کو اس ریاست کی مخالفت و بغاوت حرام بلکہ اگر کوئی اور مخالف اس ریاست سے مقابلہ کرے تو اسکی مدد کرنی بھی ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اور اسپر چند احادیث صحیح بخاری و مسلم وغیرہ سے (جنسے امن و امان دیگر خدا کا عام ہونا اور دشمن کا ایک جگہ میں رہنے یا ملکر سفر کرنے سے امن و مہد کا پانا جانا اگر زبان کوئی عہد و پیمان نہ ہوتا ہے) استدلال کیا گیا ہے وہ مضمون ہمارے رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد کا اصل اصول و رکن رکین ہے اسپر میں اشاعۃ السنۃ اور اس شہید کے عام ناظرین سے استشہاد چاہتا ہوں اور درخواست کا خواستگار ہوں کہ جو صاحب اس مضمون کو صحیح سمجھتے ہیں وہ اس پرچہ پر اپنے دستخط و مواہیر ثبت فرماویں بلکہ اور دوستوں سے بھی دستخط اہل اسلام سے جو ہمارے قریب و جوار میں رہتے ہوں اور اس مضمون کو پسند کرتے ہوں لیں اور دستخط کرا کے اصل پرچہ میرے پاس بھیجدیں اور جو صاحب اصل مسئلہ میں یا ہمارے بیان استدلال کی صحت میں کچھ شک و اختلاف رکھتے ہوں وہ اپنے شک و اختلاف کی وجہ سے بذریعہ خط ہمکو آگاہ کریں۔ ہم تقریراً یا تحریراً انکی تسلی کر دینگے اور انکی مخالفت سے کسی دوسرے کو مطلع کرینگے۔ واللہ علی ما نقول وکیل۔ وکفی باللہ وکیلا۔ وکفی باللہ شہیدا۔ اس استشہاد کو میں نے عام رائے کے معلوم کرنیکا آئینہ بنایا ہے۔ اور طبع و تشہیر رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد کو اسپر موقوف رکھا ہے۔ اس رسالہ کو میں نے شروع ۹۶ھ میں تالیف کیا اور بہت سا وقت اور روپیہ خرچ کر کے ہندوستان کا ایک سفر طویل کیا اور اکابر علماء ہند سے تبادلہ خیال کر کے اس رسالہ کے مضامین سے توافق رائے حاصل کیا۔ پھر باوجود اس کوشش و مشقت کے اس رسالہ کو اس وقت تک طبع نہ کیا کہ مبادا عوام مسلمان جو حقیقت اسلام مسائل اسلام خصوصاً مسئلہ جہاد سے واقف نہیں ہیں ہمکو دشمن اسلام سمجھکر وحشت میں نہ پڑیں اور اسکی تکذیب کیطرف متوجہ نہ ہو جائیں اور وہ مقصود جو اس رسالہ کی تصنیف سے ملحوظ تھا فوت نہ ہو۔ جب ماہ ستمبر ۷۹ء میں وہ مضمون

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۱۱ جلد ۲

مشتہرہ ذی قعدہ ۹۶ھ نومبر ۷۹ء

استشہاد

بر رسالہ

اقتصاد فی مسائل الجہاد

جو عام رائے کا آئینہ ہے

نمبر ۹ جلد ۱۰ اشاعۃ السنۃ میں جو مضمون شائع ہوا ہے (جس کا حاصل یہ ہے کہ حسب منشاء احکام نمبر ۱ سے ۱۰۴ تک منجملہ احکام مشتہرہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۱۰ رعایا ریاست برطانیہ کو اس ریاست کی مخالفت و بغاوت حرام ہے بلکہ اگر کوئی اور مخالف اس ریاست سے مقابلہ کرے تو اسکی مدد بھی فرض ہے۔ اور اسپر چند احادیث صحیح بخاری و سنن ابی داؤد سے لکھنے امن و امان دیگر فقد کا احکام ہوا اور فرمایا ان ہذا کہ ایک جگہ میں رہنے یا ملکر سفر کرنے سے امن و عہد کا پانا جانا اگر زبان کوئی عہد و پیمان نہ ہو ثابت ہوتا ہے۔ استدلال جس موجود ہے) وہ مضمون ہمارے رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد کا اصل اصول و رکن رکین ہے اسپر میں اشاعۃ السنۃ اور اس نمبر کے عام ناظرین سے استشہاد چاہتا ہوں اور یہ سوال کا خواستگار ہوں کہ جو صاحب اس مضمون کو صحیح سمجھتے ہوں وہ اس پرچہ پر اپنے دستخط و مواہیر ثبت فرماویں بلکہ اور دس بیس متدین اہل اسلام سے جو دور دراز قریہ جات میں رہتے ہوں اور اس مضمون کو پسند کرتے ہوں نیز دستخط کرا کے اصل پرچہ میرے پاس بھیجدیں اور جو صاحب اصل مسئلہ میں یا ہمارے بیان استدلال کی صحت میں کچھ شک و اختلاف رکھتے ہوں وہ اپنے شک و اختلاف کی وجہ سے بذریعہ خط ہمکو آگاہ کریں۔ ہم تقریراً یا تحریراً انکی تسلی کر دینگے اور انکی مخالفت سے کسی دوسرے کو مطلع نکرینگے۔ واللہ علی ما نقول وکیل۔ وکفی باللہ وکیلا۔ وکفی باللہ شہیدا۔ اس استشہاد کو میں نے عام رائے کے معلوم کرنیکا آئینہ بنایا ہے۔ اور طبع و تشہیر رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد کو اسپر موقوف کر دیا ہے۔ اس رسالہ کو میں نے شروع ۹۶ھ میں تالیف کیا اور بہت سا وقت اور روپیہ خرچ کر کے ہندوستان کا ایک سفر طویل کیا اور اکابر علماء ہند و ستائیس سے رسالہ کے مضامین سے توافق راسی حاصل کیا۔ پھر باوجود اس کوشش و مشقت کے اس رسالہ کو بوقت تالیف اس خوف سے شائع نکیا کہ مبادا عوام مسلمان جو حقیقت اسلام مسائل اسلام خصوصاً مسئلہ جہاد سے واقف نہیں ہیں ہمکو یا سمجھکر وحشت میں پڑیں اور اسکی تکذیب کیطرف متوجہ نہو جائیں اور وہ مقصود جو اس رسالہ کی تالیف سے پیش نظر تھا یعنی اصلاح حال اہل علوم حاصل نہو۔ جب ماہ ستمبر ۷۹ء میں وہ مضمون جو اس رسالہ کا رکن رکین ہے شائع ہوا۔ اور کسی مسلمان سے وحشت ناک کلمہ اس کی نسبت سننا

بلکہ بہت لوگون نے اسکو پسند کیا اور اس رسالہ کا مشتہر ہونا چاہا - اس سے مجھے یقین ہوگیا کہ وہ رسالہ (اگر شایع) باعث وحشت عامہ مسلمانان نہوگا **اس یقین** کی زیادہ تر تنکیہ کے لیئے یہ استشہاد شایع کیا ہے جس سے اور بہت مسلمانان کا توافق رائے میرا مدعا ہے - پس جو صاحب اس مضمون کو صحیح سمجھتے ہین علما ہون خواہ عوام جو اسکو خود پڑھ سکتے ہین یا دوسرے سے سنکر سمجھ سکتے ہین - وہ اپنے توافق رائے سے بذریعہ اپنی مہر یا دستخط کے مجھے اطلاع دین - اور اس شاہد دلربا (روحانی و ایمانی) کو جو نا اشنائون کے خوف سے عرصہ چار سال سے حجاب مین چھپا ہوا ہے مشتاقون کی انجمن مین جلوہ گر ہونے کی اجازت دین - اور جنکو ہنوز اس سے نا اشنائی ہو وہ بحکم المکتوب نصف الملاقات بذریعہ خط کتابت اپنے تئسکو کے حجاب اٹھاکر اس سے آشنائی پیدا کرین - شائد وہ رسالہ جسمین وہ مضمون شایع ہوا ہے کسی صاحب کے نظر سے نگذرا ہو - اسلئے اسکو اس استشہاد مین بعینہ نقل کیا جاتا ہے - اور ناظرین کو اسپر رائے لگانے کا موقع دیا جاتا ہے

وھوھذا

۱۰۱ - اپنے عہد و امان کو ملحوظ رکھو - اپنی عہدی کے (گو وہ تمہارے مذہب کا مخالف اور کافر کیون نہو) جان و مال سے تعرض نکرو - بلکہ اگر کوئی اُن سے لڑے تو اسکو مارو اور اُن کا فر و نکو مدد دو (بخاری ص۴۲۹ جلد ۲

۱۰۲ تمہارے مخالفون کیطرف سے کوئی پیغام لیکر آوے تو اُسکو نہ قید کرو اور نہ مارڈالو (ابوداؤد) ص۲۳ و ۲۴

(۱۰۳) بلکہ خلعت دیکر رخصت کرو (بخاری ص۴۲۹)

۱۰۴ اگر کسی سے تمہارا زبانی یا تحریری عہد و پیمان کچھ نہو فقط ایک جگہ باہم رہنے کا یا ایک راستہ ملکر چلنے کا اتفاق ہوا اور ایک دوسرے کیطرف سے امن کے خیال مین ہو تو یہ صورت بھی عہد کے حکم مین داخل ہے - اور ایسے عہد والے کی جان و مال سے بھی تعرض کرنا خلاف عوام ہے - صحیح بخاری ص۴۶۹ سنن ابوداؤد ص۳۵ جلد ۲

مولف کہتا ہے صحیح بخاری مین سورہ وغیرہ سے مروی ہے کہ عروہ بن مسعود (مشرکین مکہ کے وکیل) نے مغیرہ بن شعبہ صحابی کو آنحضرت کے سامنے کہا - اے غادر - کیا مینے تیرے غدر و فساد کی اصلاح مین کوشش نہین کی اسکا اس کہنے کی وجہ یہ تھی کہ مغیرہ بن شعبہ اسلام سے پہلے ایک قوم کے ساتھ ہو کر چلا - راستہ مین انکو قتل کیا اور مال لوٹ لیا پھر آنحضرت کے پاس آکر مسلمان ہوگیا - آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا اسلام تو ہمنے منظور کیا ولیکن اس مال سے ہمکو کچھ تعلق نہین ہے - ابوداؤد کی حدیث مین ہے یہ اسلئے کہ یہ مال غدر ہے قسطلانی نے شرح بخاری مین اسکی تفصیل و غور ہونیکی وجہ بیان کی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ بنی مالک مین سے تیرہ آدمیون کے ساتھ رہین مقوقس (بادشاہ یا امیر مصر کا نام ہے) کے پاس گیا - مقوقس نے ان لوگونکی خاطر کی اور مغیرہ کی بخی مغیرہ کو اس سے حسد پیدا ہوا اسنے راستہ مین اسکو شراب پلاکر بیہوش ہونیکے بعد قتل کر دیا اور انکا مال لیکر آنحضرت کے پاس آکر اسلام قبول کیا - جب بنی مالک کو اسکی خبر پہنچی تو وہ لڑائی کو مستعد ہوئے - تب عروہ بن مسعود نے کہا کہ تیرہ آدمی کا خونبہا سے دیکر لڑائی تھامی - اور آنحضرت نے مغیرہ کو یہ بات فرمائی کہ یہ مال غدر ہے - مین اسکو لے نہین سکتا - اسکی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی کسیکے ساتھ ہو کر چلتا ہے

تو گویا ایک دوسرے کو امن دیتا ہے پھر ایک کو دوسرے کے جان و مال سے تعرض کرنا غدر ہے۔ اور غدر (کافر کے ساتھ کیوں نہو) حرام ہے انتہی۔ یہ حدیث ہمارے رسالہ **الاقتصاد فی مسائل الجہاد** (جسکا ذکر ہم شاعۃ السنۃ نمبر ششم کے ضمیمہ میں کر چکے ہیں) کی رکن رکین ہے۔

اس حدیث کے فتوے سے ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت و بغاوت کو ان لوگوں کے حق میں جو اسکے ظل حمایت میں با امن و امان آباد ہیں اور اسکی طرف سے شعار مذہبی کے ادا کرنے میں خود مختار و آزاد ہیں حرام جانتے ہیں اور اس گورنمنٹ کے مخالفوں کو مدد دینا جائز سمجھتے ہیں۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب دوبارہ کہتا ہوں کہ ان باتوں کا اظہار میں اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہوں اس سے کوئی غرض دنیاوی مدنظر نہیں رکھتا۔

میرے احباب و آشنا سب جانتے ہیں کہ مجھے اس گورنمنٹ سے عام مسلمانان رعایا سے علاوہ کچھ خاص تعلق نہیں ہے۔ نہ میں گورنمنٹ کا ملازم ہوں نہ پنشن خوار نہ جاگیردار نہ کسی کمیٹی کا ممبر نہ کسی مجلس کا رکن و مشیر نہ کسی حاکم وقت کا ملاقاتی نہ کسی کا صحبتی۔ آجتک کسی سے کسی نوع کی منفعت ذاتی نہیں اٹھائی۔ اور آئندہ تحصیل منفعت و تقرب حکام وقت کی نیت نہیں رکھی۔ باایں ہمہ ان باتوں کو میں ظاہر کرتا ہوں تو اس سے بجز ادائے اپنے فرض مذہبی کے و خیر خواہی و برادرت مسلمان بھائیوں کے اور کچھ مقصود نہیں رکھتا آگے معاملہ خدا سے ہے لوگ جو چاہیں سمجھیں۔ اور میری ان باتوں کو جس غرض پر چاہیں محمول کریں۔

(اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۲ صفحہ ۳۷۳ - ۳۷۵ و صفحہ ۳۷۶)

راقم ابوسعید محمد حسین لاہوری

مطبع مصطفائی لاہور میں طبع ہوا

لغایت صفحہ ۱ لائق ملاحظہ علماء - و صفحہ ۱ لائق توجہ گورنمنٹ و روسا ء

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر دوازدہم
جلد دوم

جس کے

بابت ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ
دسمبر ۱۸۸۹ء

حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت سے جواب
حصہ دوم مین مضمون مذہب و معاشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب ابو سعید محمد حسین لاہوری

نیچریہ کی اسلام سے مخالفت اور انکے الزام کی ضرورت

حضرات نیچریہ کی خیالات و مقالات کی نسبت لوگ دو قسم کے خیالات رکھتے ہین ایک فریق تو انکو بالکل موافق اسلام بلکہ اصل اصول اسلام خیال کرتے ہین اور ہماری مباحث کو انکے مقابلہ مین بیجا سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ سید احمد خان صاحب اس فرقہ کے مجتہد اور اس مذہب کے بجز نبوت محمدیہ کے مقابلہ پر مثبت ہین تو پھر انکے مقابلہ مین بحث اثبات نبوت کا کونسا موقع ہے - اور وہ معاشرت کو مذہب سے خارج کرنے مین دوامی احکام اسلام مدنظر رکھتے ہین تو پھر اس مسئلہ مین انکا مقابلہ اسلام نہین تو کیا ہے وعلے ہذا القیاس وہ سید احمد خان صاحب کی ہر بات کی تصویب کرتے ہین اور ہماری معارضات کا تخطیہ اس خیال کے لوگ نہایت کم ہین جو ہین وہ کیا تو دہریہ و نیچری ہین یا نیچری ہونیکا ارادہ رکھتے ہین یا نیچری کی اصول و اسلامی اصول دونون سے ناواقف ہین دوسرا فریق ان خیالات و مقالات کو اس تک بر خلاف اسلام اور ان لوگون کو اسلام کے مخالف اور مسلمانون سے جنہین وہ خارج جانتے ہین کہ انکے جواب و خطاب کو ضروری نہین سمجھتے اور انکا نام دفتر اسلام سے خارج کرنے کا ان کیطرف سے مطمئن ہو بیٹھے ہین اور یہ کہتے ہین کہ جیسے ہنود - یہود - نصاری وغیرہ فرقے مخالف اسلام ہین ویسے ہی یہ بھی ہین پس انکی مخالفت کا اسلام کو کیا اندیشہ ہے اور انکی معارضہ و مقابلہ کی کیا ضرورت ہے ایک صاحب ضلع شاہپور پنجاب سے لکھتے ہین کہ صدہا فرقے یہود - نصاری وغیرہ دنیا مین پائے جاتے ہین ہم کس کس کا مقابلہ و معارضہ کر سکتے ہین پس انہی کی فہرست مین نیچریہ کا نام

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

بھی درج کرنا چاہیے اور انکا مقابلہ چھوڑ کر جن مسائل مہمہ و اسرار شرعیہ سے پہلے اشاعۃ السنۃ مین بحث ہوتی انہی سے بحث کرنا چاہیے۔ ایک صاحب ضلع ساگر سے لکھتے ہین کہ مدراسیون کے نزدیک نیچریون کا خطاب و جواب محض فضول ہے اور بجائے اسکے بحث اتباع سنت و تقلید نہایت مناسب و مقبول ہے ایک مولوی صاحب نے بالمشافہ مجھسے کہا کہ نیچریون کے کفریات کو مسلمان کب سنتے تھے اور اسنے کیا ضرر و نقصان اُٹھا سکتے۔ تمنے خود انکے کفریات کو شہرہ آفاق کر دیا اور انکو اشاعۃ السنۃ مین درج کر کے مسلمانون کو ان مطالعہ پر برانگیختہ کیا۔ پھر اسکے رد و جواب سے متعرض ہو کر انکے وقعت کو ظاہر کیا۔ قول باطل کیطرف التفات نکرنے مین اسکا اضمحلال و اخمال متصور ہے۔ اور انکے رد و تعرض مین اسکی وقعت و اشاعت متیقن۔ اسی نظر سے امام احمد حنبل نے اہل بدعت کی رد مین کچھ تصنیف نہین کیا۔ اور جسنے کچھ اسمین تالیف کیا اسپر انکار متوجہ فرمایا اس خیال کے لوگ کثرت مین بلکہ میرا گمان یہہ ہے کہ تمام یا اکثر ہندوستان کے علما اسی خیال مین مبتلا ہین۔ اور اسی خیال کے سبب تمام ہندوستان سید احمد خانصاحب کے جواب و خطاب سے سنسان ہو رہا ہے اوائل مین جناب حاجی سید علی بخش خانصاحب و جناب مولوی حاجی سید امداد العلی صاحب و جناب مولوی محمد علی صاحب نے کچھ کچھ جناب ممدوح کی خدمت گذاری کی ہے مگر اخیر کو بھی صاحبون نے مہر سکوت لبون پر لگالی ہے اب انکی کسی بات کو کوئی نہین اوٹھاتا اور انکی ایسی باتون پر کہ "منکر نبی کافر نہین" "منکر جملہ کتب الہامی کافر نہین" "منکر جمیع احکام شرعی کافر نہین" پر بھی کسی کے دلمین جوش مذہبی پیدا نہین ہوتا اسکا سبب و منشا یہی ہے کہ ان حضرات نے سید احمد خانصاحب کی کفر پر اتفاق کر کے انکے فتوی تکفیر کو جا بجا مشتہر کر دیا ہے اور بجائے جواب ان کفریات کی اسی تکفیر کو کافی سمجھہ لیا ہے اب وہ ان کفریات کی ضرر کا کچھہ اندیشہ نہین رکھتے اور انکے رد و جواب کی کچھہ ضرورت نہین سمجھتے ہمارے نزدیک اس خیال مین کئی غلطیان ہین جیسا کہ خیال اول سراسر غلط و غیر صحیح ہے یہہ مضمون دونون فریق کی غلطی کا اظہار کرتا ہے اور نیچریہ کو اسلام سے مخالفت ثابت کر کے انکی بحث و الزام کی ضرورت کا ثبوت دیتا ہے

فریق اول کی غلطی کا اظہار

یہہ ہے کہ ہر چند اس فرقہ کے مجتہد و اس مذہب کے مجدد دنیا مین

سید احمد خانصاحب بہادر سی آئی ظاہراً اسلام کا دم بھرتے ہین اور زبان سے نبوت محمدیہ کا اقرار کرتے ہین مگر درحقیقت وہ اصول اسلام کے پورے مخالف ہین اور قیود نبوت و اسلام کے اوٹھانے کی درپے ہین نے سالہا سال اصول تحریریہ کو اصول اسلامیہ سے ملاکر دیکھا پر کہین موافقت کا نشان نہ پایا جہان دیکھا مخالفت کا اثر دیکھا۔ اس مخالفت کی تفصیل اس مختصر مضمون مین کہان ممکن ہے ونیز اس تفصیل کا کفیل تمام رسالہ اشاعۃ السنۃ ہے اسمقام مین امہات اصول اسلام مین آپ کی مخالفت کا اظہار کرتا ہون اور انکی تسلیم و اسلام کی حقیقت بتاتا ہون واضح ہو کہ امہات اصول اسلامیہ بلکہ جمیع ملل و ادیان سماویہ دو ہین (۱) اقرار توحید باری۔ (۲) اعتراف نبوت نبی۔ اور آپ کو دونون اصل سے خلاف ہے **اصل اول** سے آپکا یہہ خلاف ہے کہ آپکے نزدیک اقرار وجود باری ضروری و شرط نجات نہین ہے پس ضرورت توحید جو اقرار وجود باری کی فرع ہے آپکے نزدیک کہان باقی رہتی ہے اس سے ہمارا مدعا یہہ نہین ہے کہ آپ خود وجود باری کا اقرار نہین کرتے بلکہ مقصود اس سے یہہ ہے کہ جو لوگ یہہ اقرار نہین کرتے انکو آپ ایسا برا نہین سمجھتے بلکہ آپ منکرین وجود باری کو صاف ناجی وجہتی بتاتے† ہین اور انکے انکار کو اپنے انکار کی آڑ مین چھپاتے ہین اور اسکو اپنا دلیل پر محمول فرماتے ہین تو گویا آپ انکو اس انکار پر جماتے ہین اور اقرار وجود باری کی ضرورت کو اوٹھاتے ہین۔ اسکی پوری **مناسب نظیر** یہہ ہے کہ ایک شخص برملا چوری کرتا ہے اور چوری کرنیکا مدعی ہے دوسرا شخص اسکو کہتا ہے کہ تو چور نہین ہے اور یہہ کام جو تو کرتا ہے چوری نہین کہلاتا۔ یہہ کہنا اسکا بعینہ چوری کرانا ہے۔ اور اس چوری کو صحیح و جایز کر دینا۔ رہا یہہ امر کہ واقعہ مین کوئی شخص وجود باری سے انکاری ہے (جس سے ہمارا سچ معلوم ہو) یا دنیا مین جو ہے اقراری ہے (جس سے جناب ممدوح کا صدق متصور ہو سو محتاج بیان نہین ہے ہر دیار و اعصار مین منکرین وجود باری چلے آتے ہین اور ہر زمانہ کی تواریخ مین ہم دہریہ کا ذکر پاتے ہین شاید ان تواریخ و نقول کو جناب ممدوح افترا بتاوین اور ہم ہر زمانہ گذشتہ کو انکار وجود باری سے آپ بری فرماوین لہذا مین اپنے زمانہ کے دہریہ منکرین وجود باری

† یہہ امر آپکے تہذیب الاخلاق ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۵ھ مین سرزد ہوا ہے جسکی نقل اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ مین ہو چکی ہے **حاشیہ**

کو پیش کرتا ہون اور اس زمانہ مین صدہا منکرین کا جو خدا کا نام سنتے ہی تبرے بولتے ہین نشان دیتا ہون ۔ جناب والا جب اس وقعہ کے موسم گرما مین سملہ پر تشریف لاوین تو قصبہ قادیان ضلع گورداسپور مین قدم رنجہ فرماوین وہان کے بہت سے باشندگان کو (جو ایک ملی کے اغوا سے مرتد ہو گئے ہین اور برسر انام وجود باری سے انکار کرتے ہین بلکہ خدا اور رسولون کو برملا گالیان دیتے ہین چنانچہ اس نواح کے مسلمان انپر نالش کرنے کو بھی مستعد ہین) اپنی آنکھ سے دیکھہ لین اور انکا انکار کان سے سن لین شاید ان لوگون کے انکار و اصرار پر بھی آپ پردہ ڈالین اور اسکو اس تاویل سے نبھالین کہ اگرچہ یہہ زبان سے انکار و دشنام سناتے ہین پر دل سے خدا واحد پر ایمان رکھتے ہین اور جنتی و ناجی ہونے کے لئے اسیقدر دلی اقرار (گو زبان سے انکار نکلے) کافی ہے چنانچہ پرانے دہریہ کے حقمین آپ ایسا کہہ چکے ہین اس صورت مین جبکہ آپ صلحا اور اولیا کے موافق نہین بنتے اور انکا وجود خدا کی تجویز سے بری نہین ہو سکتے ۔ ظاہری انکار کو دلی اقرار پر حمل کرنا اور منکر کو مقر قرار دینا بھی انکار کو قایم کرنا ہے اسکی نظیر یہہ ہے کہ ایک شخص اپنے باپ سے زبانی انکار رکھتا ہے بلکہ اسکے ڈاڑھی پکڑ کر ایک دو دھپڑ بھی لگا دیتا ہے اور دل سے یہہ جانتا ہے کہ وہ شخص اسکا باپ ہے ۔ ایسے شخص کو دلی اقرار کی نظر سے جو کوئی باپ کا مطیع فرزند کہے اور اسکے انکار کو اقرار قرار دے وہ گویا اسکو انکار سکھاتا ہے و نافرمانی و ناخلفی کے راہ بتاتا ہے ۔ دلی اقرار کو ظاہری انکار کی حالت مین خدا نے بے اعتبار ٹہرایا ہے اور زبان سے انکار یونکہ (گو دل سے اقراری ہون جیسے فرعون ۔ نمرود وغیرہ) کافر فرمایا ہے ۔ اور اگر دلی اقرار (باوجود زبانی انکار کے) موحد و ناجی و اقراری ہونیکے لئے کافی ہوتا تو خدا تعالی کسیکو کافر نکہتا کیونکہ بقول جناب کوئی دل اس دلی اقرار سے خالی نہ تہا بلکہ اس صورت مین لوگون سے اس اقرار کا طالب ہونا اور اس کام کے لئے پیغمبرون کا بھیجنا ضروری نہ تہا بلکہ عبث و باطل تحصیل حاصل ۔ یہہ بات ایسے مونہہ سے نکلسکتی ہے جو دل سے خدا کا قائل نہین ہے اور اسکی نزدیک مسئلہ توحید و مذہب ایک افسانہ ہے اور اسکا مظاہرہ مین دعوی توحید اہل توحید کے

حاشیہ (۲) ہمارے جناب کا یہہ قول کہ نسبت اسی بیجید خدا کے قصدہ مین ہے ۔ اور اشاعۃ السنہ نمبر ۱ مین منقول ہے

بہکانے اور توحید سے ہٹانے کے لئے ایک ذریعہ و بہانہ ہے آپ کے منکرین وجود خدا کو قائل بنانے اور انکے انکار کو چھپانے اور اسکو عین اقرار ٹھہرانے سے آپ پر بھی یہہ شبہہ پڑتا ہے اور آپکا بڑا نیچری ہونیکا ادعا اس شبہہ کی تائید کرتا ہے کیونکہ اصلی نیچرل اسٹ ہی وجود خدا کے قائل نہین ہین چنانچہ اخبار نیر مورخہ صدی کی پرچہ نمبر ۲ بابت شوال ۱۲۹۶ھ مین اس فرقہ کے خیالات و اعتقادات خوب مفصل ہین۔ اصل دوم سے آپکا خلاف کئی وجہ سے ہے وجہ اول یہہ اگرچہ آپ لفظ نبوت کو مانتے ہین پر نہ انکے معنے سے جو انبیا سے مخصوص ہین (یعنے غیب الغیب سے انپر وحی والقا ہونا۔ یا بواسطہ جبرائیل امین انکی اصلی صورت مین یا بشکل انسان خدا کا کلام و پیام انکو پہنچنا) بلکہ اون معنے کو جو فلاسفرون اور ملحدون مین بیکن وغیرہ فلاسفرون مین پائی جاتی ہین۔ بلکہ اسوقت کے دانا ہنود و انگریزون مین بوجہ احسن تحقیق ہین اور خود بدولت سے بڑھکر اسکے محل ہوسکتے ہین اور آپکے مقلد آپ کو اس معنے کر نبی کہتے ہین (یعنے قانون قدرت مین عقل کو لگانا پس جو مناسب حالات نیچر عقل مین آوے سو لوگون کو بتانا۔

تفصیل اون اصلی معنے نبوت کی مبحث نبوت مین ہوگی اور جن معنے کر آپ اور آپکے احباب نبوت کو مان رکھا ہے اسکے تفصیل نمبر ۴ مین بصفحہ ۱۹۱ نمبر ۲ مین بصفحہ ۲۱۸ اور نمبر ۱ مین بصفحہ ۲۸۷ ہو چکے ہین۔

وجہ دوم یہہ کہ آپ اعتراف نبوت نبی کو ضروری و شرط نجات نہین جانتے بلکہ محض استحبابی و احسانی امر خیال کرتے ہین جس کا حکم یہہ ہے من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج (یعنے جس نے کیا اچھا کیا جسنے نکیا وہ مرتکب جرم مستوجب سزا نہوا۔ گویا آپکے تحقیق و اعتقاد مین نبی کا ماننا ایسا استحبابی امر ہے جیسے مسلمانون کے نزدیک ڈھیلے سے استنجا کرنیکے بعد پانی سے استنجا کرنا یا وضو مین تین تین بار دھونا ایسا واجبی ضروری نہین ہے جیسے خدا کا ماننا ہے۔

پہلے تو آپنے اس ضرورت سے حکمائے فلاسفہ ہی کو مستثنی فرمایا تھا چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ مین بصفحہ ۱۶۱ وغیرہ ذکر ہوچکا ہے اب اس فیض کو عام کر دیا ہے اور کس و ناکس کو (جاہل سے جاہل و کودن سے کودن کیون نہو) اس ضرورت سے مستثنی کر دیا ہے اور صاف حکم دیدیا ہے [illegible]

† اس معنے کر آپ کر ایک خلیفہ نے آپ کی کارروائی کو نبوت کہا ہے چنانچہ اصل کلام خلیفہ کو اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ مین بصفحہ ۱۴۱ [illegible]

شخص (یعنے خواہ کوئی ہو حکیم خواہ جاہل - احمق ہو خواہ عاقل چنانچہ تعمیم لفظ اسپر ناطق ہے)
جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو - نہ کسے کتاب الہامی کو نہ کسے حکم کو اور صرف خدا واحد پر یقین رکھتا ہے
وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی و ناجی ہے"۔

اور اصل دوم کا یہہ منشا ہے کہ نبی کا منکر جو کوئی ہو گو خدا واحد کو مانے اور اونچے پہاڑ پر چڑھکر توحید کا اظہار
کرے وہ کافر ہے۔

آپ کا ضرورت تسلیم نبوت کو اوٹھانا تہذیب الاخلاق ماہ محرم ۹۲ھ کے نمبر ۲ - اور تہذیب ماہ ربیع
۹۲ھ مین ہے اور حسب منشار اصل دوم انکار نبوت کا کفر ہونا نمبر ۱ شاعۃ السنہ مین بیان
ہو چکا ہے۔

وجہ سیوم یہہ کہ بطور استحباب بھی آپ نبی کو ہر بات مین نبی لائق اتباع نہین جانتے بلکہ بر طبق
نؤمن ببعض ونکفر ببعض اگر ایک بات مین نبی کو مانتے ہین تو ہزار بات مین نہین مانتے۔
ہزارہا تعلیمات نبویہ کو (جو متعلق معاش ہین (جیسے کہانا پینا پہننا لینا دینا خریدنا بیچنا وغیرہ امور
معاملات و معاشرت) یکقلم نہین مانتے اور اون باتون مین اپنے تئین نبی سے زیادہ دانا سمجھتے
ہین۔

اور جو تعلیمات نبویہ متعلق معاد ہین (عبادات ہون خواہ اعتقادیات) ازانجملہ بھی فقط اسیکو
مانتے ہین جسکو موافق عقل جانتے ہین اور جس بات کو اپنے عقل کے موافق نہین پاتے اسکو صاف
رد کر دیتے ہین یا بتاویل و تحریف عقل سے اسکی تطبیق کرتے ہین اس طرح پر کہ عقل کو متبوع ٹہراتے
ہین اور نبی کی بات کو اسکی تابع کرتے ہین۔

جمعہ و جماعت و حج و زکوۃ سے مستغنی ہونا ملازمان جناب کا اسی تطبیق کا نتیجہ ہے اور وجود جن و شیطان
و ملائکہ و دوزخ کے طوق زنجیر و حور و قصور و حشر و نشر و حساب و کتاب کی تفاصیل سے انکار
اسے تحقیق کا ثمرہ ہے۔

اور اصل دوم کا یہہ منشا ہے کہ نبی کی ہر بات کو متعلق معاش ہو خواہ متعلق معاد موافق عقل ہو

خواہ خارج از عقل بدل مانین اور طوق اطاعت نبی گردن مین ڈال لین۔

آپ کا یہہ انکار شہرہ دیار و اعصار ہے بلکہ تہذیب والا نژاد و تفسیر طبع زاد کا اسے پر مدار ہے اور بعض ملفوظات جناب متضمن انکار شاعۃ السنۃ نمبر ۴ و ۵ و ۱۰ مین نقل ہو چکے ہین۔ اور حسب منشار اصل دوم نبی کا اون جملہ امور مین واجب الاتباع ہونا تمام قرآن و حدیث سے ثابت ہے اسکی تفصیل و شرح ہے جو ہماری بحث اثبات نبوت و مبحث مذہب و معاشرت مین ہو رہی ہے۔

جب ان دونون اصل اصول اسلام سے آپکا یہہ خلاف ہے۔ تو آپ کی مخالف اسلام ہونیمین کسکو جائے اختلاف ہے۔ اس خلاف کے ساتھہ اقرار اسلام انکار کے برابر ہے۔ بلکہ ضرر کے لحاظ سے یہہ اقرار انکار سے بڑھکر بدتر۔ یہود و نصاری وغیرہ منکرین اسلام سے اسلام کو وہ ضرر نہین پہنچتا جو ان حضرات مقرین سے پہونچ رہا ہے۔ چنانچہ تفصیل اسکی بضمن اظہار غلطی فریق دوم عنقریب آتی ہے بنا علیہ انکے خیالات و مقالات مخالفہ اسلام کا مقابلہ عین احیا و حمایت اسلام ہے۔ اور انکا الزام و معارضہ نصرت دین بلا کلام۔

اسی نظر سے اس عاجز نے ایک مدت سے اپنے مخالفین فی الموضوع کے خطاب و جواب سے قلم اوٹھا کر ان حضرات کی بحث و الزام کو اپنا فرض ٹھہرالیا ہے۔ پھر اسمین بھی اون مباحث کو مقدم کیا ہے جنمین انکے اصول مخالفہ اسلام کی بیخ کنی متصور ہے۔ (یعنی اثبات نبوت و مبحث مذہب و معاشرت۔)

ایسا ہے اور اعیان و اکابر دین و روسا مسلمین کو لازم ہے کہ اسوقت جوش مذہبی کو کام مین لاوین اور حمیت محمدیہ ظاہر کر دکھاوین جو کچھہ کسی سے انکے مقابلہ مین تحریر آیا تقریر ان پڑے اس سے دریغ روا نہ رکھین۔

مین اپنے ہم عصر اخبار تیرھوین صدی کے ایڈیٹر کا دلسے شکریہ ادا کرتا ہون اور انکی اس ہمت مردانہ پر ستائش کرتا ہون جنہون سے ان حضرات کی رد مین ایسا نادر اخبار بالاستقلال جاری کیا ہے

اور کس ناکس مخالف وموافق کو اپنے شیرین مقالی مذاق خیالی پر فریفتہ کرلیا ہے - پھر دوسری درجہ اخبار جریدہ روزگار مدراس - اور نصرت الاخبار دہلی کے اڈیٹرون کی بھی ستائش کرتا ہون جو کبھی کبھی اپنے اخبارون مین ان حضرات کو مفاسد خیالات پر لوگون کو متنبہ کرتے ہین اور حمیت اسلام کی داد دیتے ہین - خدا کرے ایسے حمیت اور رسا و علمبار - دہلی - مراد آباد - کانپور - لکھنؤ - عظیم آباد - بھوپال - وغیرہ بلاد کے دلون مین بھی پیدا ہو اور ان مواضع سے بھی مستقل اخبار و رسائل اس فرقہ کی رد مین شائع ہون - آمین ثم آمین -

فریق دوم کی غلطی کا اظہار یہہ ہے کہ اگرچہ نیچریہ کے مخالفت تو اسلام سے ویسی ہی ہے جیسی ان لوگون نے سمجھہ رکھی ہے ولیکن اس مخالفت کی ضرر کا علاج وہ نہین ہے جو انہون نے تجویز کیا ہے یعنے کافر کہکر خاموش ہو رہنا اور انکی کسی بات کی طرف التفات نہ کرنا - اور نہ جواب دینا -

صاحبو - یہہ وقت ایسا نہین ہے کہ تمہارے فتوے تکفیر کے سبب لوگ اسسے مجتنب رہین اور انکی تحریرون و تقریرون کو پڑھہ سنکر گمراہی مین نہ پڑین خصوصًا ایسی حالتمین کہ وہ تحریرات آیات و احادیث پر اگر معنے انکے کیجہہ ہون اور یہہ لوگ بتاویل و تحریف اپنے دعا کے موافق اور کرتے ہون مشتمل ہوتے ہین - اور اس فرقہ کے اعیان و اکابر عروج دنیاوی مین کمال رکھتے ہین - اون آیات و احادیث کو دیکھہ کر جنکو ناکس ان تحریرات کو دیکھتا ہے اور انکے دام مغالطات مین پھنس جاتا ہے اور بہت لوگ بطمع دنیاوی انکی طرف متوجہ ہوتے ہین اور تمہارے فتوی طاق پر دھرے رہجاتے ہین - طمع دنیا وہ بلا ہے جسکے سبب بہت لوگ مشن کے سکولون مین انجیل پڑھتے ہین آخر رفتہ رفتہ کرسچن ہوجاتے ہین - تہذیب الاخلاق کے پڑھنے اور اس مذہب مین داخل ہونیسے تو سوائے بپتسما لینے کے کرسچن ہوجانے کے بھی کچھہ ہوجانا ممکن ہے [illegible] ہوتے ہین انکے خیالات و مقالات کی تفصیلی رد ضروری ہے - اور مجرد فتوی تکفیر اس فساد کی انسداد کے لئے کافی نہین ہے - اور اس **فریق کا یہہ خیال** کہ جیسے اور فرقے یہود - نصاری وغیرہا اسلام کے مخالف ہین ویسے یہہ بھی ہین اسسے اسلام کو کیا ضرر پہنچ سکتا ہے

+ ہم بسائع ہون - اور جو کچھہ عیسائی کرتے ہین سو کرین ۱۲

دوسری غلطی ہی - ان لوگونکی مخالفت یہود و نصاریٰ کی مخالفت سے ضرر کے لحاظ سے بڑھکر ہے -
یہود و نصاریٰ کی مذہبی بات عوام مسلمان کب سنتے ہین اور مجرد اس علم سے کہ وہ شخص یہودی ہی یا نصرانی اسکو دام مین
کب پھنستے ہین بخلاف ان حضرات کے جو مسلمان کہلاتے ہین اور قرآن و حدیث تاویل و تحریف سے اپنے خیالات کی
تائید مین پیش کرتے ہین انکی دعوت و منادی کو ہر کوئی سنتا ہے - پھر جسکو اصلی معانی آیات و احادیث پر اطلاع نہین
ہوتی وہ وہین پھنس جاتا ہی خصوصًا بیعلم† موحدین جو تقلید کو ترک کئے بیٹھے ہین اور قرآن و حدیث کا علم نہین
رکھتے - انکی حقیقین انکا ضرر اس درجہ کو پہونچ گیا ہے جس کا اشرار تداد کی سوائے اور کچھہ نہین ہے - اور اس
فریق کا یہہ خیال کہ اگر خیالات نیچریہ اشاعۃ السنۃ مین درج نہوتے تو خود بخود مضمحل ہو جاتے **تیسری غلطی ہے**
اور ناواقفی واقعات دنیا پر مبنی ہے - اشاعۃ السنۃ مین ان مضامین کا اندراج ربیع الاول ۱۳۰۶ھ سے ہوا ہے -
اور تہذیب الاخلاق ۱۲۸۷ ہجری سے شائع و شہرہ آفاق ہو رہی ہے اور خاص طور پر ان خیالات کی تعلیم و اشاعت اس سے بھی پہلے ہے جسے از پیبل سید احمد خانصاحب بہادر کے اعتقاد قدیم مین فرق آگیا ہے -
آپکا اعتقاد قدیم کیونکر دیکھنا چاہے تو رسالہ راہ سنت و رد بدعت تصنیف جناب کا مطالعہ کرے اور اس سے
اسبات کا (کہ پہلے آپ کیا تھے اور اب کیا بن گئے ہین) اندازہ کرلے **اس فریق کا یہہ قول** کہ قول باطل کی طرف
توجہ نکرنے سے اسکا اضمحلال و اضمحلال متصور ہی بیشک صحیح ہے لیکن سو وقت تک اور اسی حالتین کہ اس قول کا انتشار و رواج
نہوا ہو - اور جب اسکی شہرت ہو جاوے تو پھر اسکا اضمحلال بدون صریح رد و ابطال ناممکن ہی - اور امام احمد بن حنبل رح
کا قول بھی اسی حالت عدم اشتہار پر محمول ہے چنانچہ **امام غزالی نے** رسالہ منقذ من الضلال مین فرمایا ہے

وما کرھہ احمد حق ولکن فی شبھۃ لم تنتشر ولم تشتھر فاذا انتشرت فالجواب عنھا واجب	کہ امام احمد نے جو حارث محاسبی کی تصنیف کو معتزلہ کی رد مین مکروہ سمجھا ہی تو وہ اس شبہہ معتزلہ کی نسبت ہے جو منتشر نہوا ہو - اور جو شبہہ منتشر ہو جاوے اسکا جواب دینا واجب ہے -

بالجملہ اس بیان سے دونون فریق کی غلطی کا اظہار ہوا - اور اسبات کا کافی ثبوت گذرا کہ نیچریہ پوری اسلام کے مخالف ہی - اور انکے الزام کی سخت ضرورت ہی اس سے ایک یہہ نتیجہ بھی پیدا ہوا - کہ جن مضامین سے اب اشاعۃ السنۃ مین بحث ہو رہی ہی مراد عنی اثبات نبوت و مذہب و معاشرت) ان مضامین سے بحث کرنا اسوقت نہایت ضروری امر ہے اور یہہ بحث مسائل فرعیہ رفع مین

† اس قید مین یہہ اشارہ ہے کہ موحدین اہل علم کو اونکا کچھہ ضرر نہین پہنچتا ۱۲

وآمین بالجہر سے مقدم واولی رہے۔ پس بدست آوینا اس نتیجہ کے مین ناظرین وخریداران اشاعۃ السنۃ سے جو جواب اولہ کاملہ کی بہت شائق ہین قدرے مہلت چاہتا ہون اور اسبات کا خاستگار ہون کہ تا اختتام بحث اثبات نبوت یا بحث مذہب معاشرت انتظار واصطبار فرماوین۔ اور اپنے طبائع کو جو دعوی جھگڑونکی نظارہ کی خوگر ہورہے ہین مباحث اصول مہمہ کی مطالعہ کیطرف متوجہ کرین۔ اور اسبات کو بھی خیال مین لاوین کہ اہلحدیث موحدین متبعین سنت سید المرسلین مذہب اعتدال پر ہین جو مذہب نیچریہ ومقلدین مین حد اوسط وبرزخ ہے۔ اور بحکم خیر الامور اوسطہا بصفت خیریت متصف ہے۔ پس بحکم آیت سر۔ بشارت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس دونون جانب افراط وتفریط کی خبر گیری اسکا فرض ہے۔ کیا ہنسے کہ مقلدین اختیار تقلید مین ایسی تفریط مین ہیں کہ وہ اقوال فقہا کی سامنے قرآن وحدیث کی بھی نہین سنتے اور بے سوچے بن سمجھے ہر کسیکی بات مان لیتے ہین۔ اور نیچریہ انکار تقلید مین ایسی افراط مین پڑگئے ہین کہ خدا ورسول کی بھی تقلید نہین کرتے۔ اور جو بات خدا ورسول کی انکی عقل مین نہین آتی اسکی تسلیم سے صریح یا تاویلی انکار کر جاتے ہین۔ پس اہلحدیث پر اجو انکار واختیار تقلید مین متوسط چلا آتا ہے ہین خدا ورسول کی تقلید کے اقراری ہین۔ اور انکے سوائے اورون کی تقلید سے انکاری۔ دونون فریق کی فہمائش واصلاح لازم ہے۔ پہر جو اہم ومقدم ہو اسکی رعایت لازم۔ اور چونکہ مقلدین کی تفریط سے اسلام کا وہ خطر ونقصان نہین ہے جو نیچریہ کی افراط سے خطرہ اسلامی نیچریہ کی فہمائش مقلدین کی فہمائش سے مقدم ہے

مذہب والا مذہبی

مسئلہ مندرجہ عنوان مین ہم تفصیلی بحث کرنا چاہتے ہین۔ جسکی اس پرچہ مین گنجائش نہین پاتی وہ تفصیلی بحث ہم آیندہ پرچہ مین کرینگے۔ مقام مین اسکا اجمال ناظرین کو سناتے ہین اور اس تفصیل کا شوق دلاتے ہین۔ انڈیپنڈنٹ صاحب بہادر اور انکی حواریین لامذہبی کو پسند فرماتے ہین۔ اور لامذہبون کو بہت سراہتے ہین۔ اور مذہب والے مذہب خصوصًا اہل اسلام کی بہت مذمت فرماتے ہین۔ اور انکی قول وفعل واعتقاد ومعاملات کو زور ومکر وبے اعتبار ٹہراتے ہین چنانچہ غالبًا ہر تحریر وتقریر ان حضرات کی اسلام واہل اسلام کی مذمت واہانت پر مشتمل ہوتی ہے اسباب مین ہمارا یہ خیال ہے کہ دنیا مین سچائی وبھلائی کا نام ہے تو وہ مذہب اور اہل مذہب ہی مین

۱؎ یہان مذہب حنفی وشافعی نہین ہے اور نہ لامذہبی ان مذاہب کا خلاف بلکہ مذہب سے مذہبی موسوی عیسوی مراد ہے اور لامذہبی ان مذاہب سے آزادی

تمام ہی - لامذہبون و آزاد منش لوگون کو سچائی و بھلائی سے کچھ کام نہین ہی - اور اگر بظاہر کسی لامذہب مین بھلائی و سچائی کا اثر دکھائی دیتا ہے تو وہ ساقط الاعتبار ہے - اور وہ شخص سیاکار و مکار ہے - گو نماز و روزہ ظاہری عبادات بجالاتا ہو - اور رورو کے لوگون کو اپنے خیالات سناتا ہو - اور خدا اور رسول کیطرف اون کو بلاتا ہو - اسبات کو ہم ایسی دلیل سے ثابت کرینگے جسمین مخالفین دم نہ مار سکینگے -

وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی ونعم الوکیل

احکام مذہبی مین دست اندازی

(لائق توجہ گورنمنٹ و روسا اہل اسلام)

میرا گمان از اسمعیل سید محمد خانصاحب بہادر کی کارروائیون کی نسبت سچ نکلا - اور جو مینی اشاعۃ السنۃ نمبر دہم صفحہ ۲۹ مین کہا تھا کہ (مذہب سے معاشرت کو خارج کرنیمین سی جناب ممدوح کی غرض یہہ ہی کہ مذہب اہل اسلام یورپین بن جاوی - اور یورپ و ہندوستان مین کیا طرز مذہب مین اور کیا طریق معاشرت مین سرمویٔ فرق نہ ہی) سو ہو بہو ظاہر ہوا - جناب ممدوح نے اس غرض کی موافق کارروائی شروع کردی ہی - پس پہلی منجملہ احکام معاشرت احکام وراثت مین دست اندازی کی ہی - ان احکام کو مٹا ملیمل کرنیکو اپنے ایک قانون تجویز کیا ہی جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ اموال عظیمہ مسلمین موافق فرائض کتاب اللہ کی وارثون مین تقسیم نہونے پاوین - بلکہ ایک بڑے بیٹے متوفی کی ازلیہ تصرف مین رہین - بقیہ ورثا کو موافق اس تفصیل کے جو جناب ممدوح نے برخلاف کتاب اللہ اپنی طرف سے ایجاد کی ہی گذاری ملتے رہین - ابھی تو آپ اس قانون کو روسا و علماء اسلام سے تسلیم کراتے ہین - پھر اسکو کونسل گورنمنٹ آف انڈیا مین پیش کرکے گورنمنٹی حکم بنانا چاہتے ہین - چونکہ گورنمنٹ مین اسکا منظور ہونا اتفاق آرائی مسلمانون پر موقوف ہی اسلئے آپنے علیگڈھ گزٹ مین یہہ مشتہر کردیا ہی کہ روسا و علما نے اس تجویز سے اتفاق رائی ظاہر کیا ہی اور ہمکو بلاحظ اخبار و رسائل یہہ معلوم ہوا - کہ بہت سی اکابر روسا و علما اس تجویز کو ناپسند کرتے ہین اور اسکو خلاف شرع محمدی و تشریع جدید سمجھتے ہین - اور جنہون نے علما مین سی اسپر اتفاق کیا ہی وہ جناب ممدوح کی مدرسۃ العلوم کی ملازم ہین - یا پہلے آپکے ملازم ہوچکے ہین - یا آپسے یا آپکے ہم خیال احباب سے اسی قسم کا تعلق رکھتے ہین - اور جو روسا اہل اسلام مین متفق ہوئے ہین انمین اکثر تو آپکے احباب و ہم خیال ہین اور بعض جو اپنے مذہب پر مستقیم ہین وہ نہ اصل مسئلہ شرعی سی واقف ہین نہ جناب ممدوح کی غرض اور اسکے اصول پر مطلع ہین - انکی سوائے اور روسا و علما واقفان مسائل مذہبی و مطلعان اغراض احمدی جناب ممدوح کی

تجویز سے مخالف ہیں۔ چنانچہ صوبہ بہار میں اجورہ وفضلا کا مجمع ہے بعض فضلا نے اسباب میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے جو اکابر روساء عمائد شہر عظیم آباد پٹنہ کی فرمائش سے مطبع صبح صادق عظیم آباد میں چھپکر شائع ہوا ہے۔ ہم اسبات کو اظہار اکابر علماء و روسا کو اخبار سے آگاہ کرتے ہیں۔ اور اپنی بیدار مغز و دور اندیش گورنمنٹ کو جو عدم دست اندازی معاملات مذہبی کی سبب اعلیٰ درجہ کی نیکنام ہے اور رعایا زمین کی ریاستوں اس خوبی میں ممتاز ہے نیز اس اختلاف پر اطلاع دیتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جبتک تمام مسلمانوں کا اس قانون کی تسلیم پر اتفاق نہ ہوگا یہ قانون لائق دست اندازی و منظوری گورنمنٹ ہرگز نہ ہوگا۔ اسقانون کی نسبت ہم بنظر نصرت دین و نصیحت روسا مسلمین اپنی رائے بھی مفصل لکھنی چاہتے ہیں جو کسی آئندہ پرچہ میں شائع ہوگی۔

ابو سعید محمد حسین لاہوری

اعلامات وہدایات

(۱) جن صاحبوں نے اعلام ماہ نومبر کیطرف توجہ فرماکر اپنی باقیات کی صفائی کی ہے ہم انکا دل سے شکر گذار ہے۔ اور جو صاحب اسکی طرف متوجہ نہیں ہوئے انکو اب آخری پیام سناتا ہے۔ کہ اگر انہوں نے یہہ پیام سنکر بھی زر واجبی ادائے نکیا۔ تو ماہ آئندہ سے انکا پرچہ بند ہوگا۔ پھر جبتک باقیات سابقہ سے علاوہ آئندہ ہمیشہ سالتمام کی پیشگی ادائے نکیا کرینگے۔ کبھی انکو پرچہ نہ ملیگا۔ تجویز تو یہی تھی کہ ان نادہندگان کی فہرست چھاپی جاتی۔ مگر اسمین کھلی کھلی شکایت پائی جاتی تھی جو پسند نہیں آتی۔

(۲) جلد دوم اشاعۃ السنہ خدا کی عنایت و توفیق سے تمام ہوئی اسلئے اس جلد کی فہرست اس نمبر کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔ ناظرین اس جلد کو مجلد کرالین۔ اور اس فہرست کو اسکی آخر میں لگادین۔

(۳) ارسال زر قیمت اشاعۃ السنہ بذریعہ نوٹ یا ہنڈوی یا ٹکٹ موقوف کرنا چاہیے۔ اور بجائے اسکے ڈاکخانہ میں نقد روپیہ داخل کرکے ڈاکخانہ سے منی آرڈر بھجوانا چاہیے۔ طریق داخل کرنے روپیہ کی ہدایت ڈاکخانہ سے ہوگی۔ بلکہ ڈاکخانہ سے ایک چھپی ہوئی درخواست (جسپر چار مرتبہ داخل و ارسال زر کی ہدایت ثبت ہے) بلا قیمت ملا کریگی۔ اون ہدایات کی موافق عمل درآمد کرین۔ اور دس روپیہ تک ۱ر اجرت دیکر خط لکھنے اور رجسٹری کرانیسے خلاصی پائین۔ جو صاحب دو تین روپیہ سے کم بھیجنا چاہین وہ اور جس سبیل سے چاہین اپنے ذمہ واری سے ارسال کرین۔

(۴) منی آرڈر ڈاکخانہ میں ہمارا نام ابو سعید محمد حسین لاہوری اور پورا نشان مقام (لاہور متصل مسجد چینی)

حصہ اوّل

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

وہان وہ لوگ اُترے تو اُنکو ایک ایسی جانور چیز نظر آئی جسکا کثرت بالوں کی سبب آگا پیچھا نظر نہ آتا۔ وہ بولے تو کون ہے اوسنے کہا جاسسہ (خبر تلاش کرنیوالا) ہون وہ بولے کیسا جاسسہ اوسنے کہا اِس صومعہ مین چلو۔ وہان ایک شخص ہمارا مشتاق ہے۔ جب اوسنے اس شخص کا ذکر کیا تو وہ ڈر گئے کہ شاید یہہ کوئی جن ہے۔ پھر جب وہان پہونچے تو ایک بڑا قوی ہیکل مضبوط انسان لوہے سے جکڑا ہوا نظر آیا۔ اُسنے اُنسے بہت سی باتین پوچھین اور اُنہونے بتائین آخر اوسنے کہا کہ مین دجال ہون۔ قریب ہے کہ مجھے نکلنے کا اذن ہوگا۔ مین کوئی بستی نہ چھوڑونگا کہ اس سے پہر نہ جاؤن بجز مکہ و مدینہ کے کہ انپر قدرت نہ پاؤنگا ✣

یہہ قصہ تمیم داری کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو ممبر پر چڑہ کر سنایا۔ اور یہہ فرمایا کہ یہہ میری اوس بات کے موافق ہے جو مین تمکو دجال کی باب مین کہا کرتا۔

اِسکی خبر دجال یہی کتب حدیث مین مذکور ہے۔ اور قصہ تمیم داری صحیح مسلم۔ سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی مین ہے۔ اِس قسم کی صدہا غیبی خبرین ہین جو آنحضرت صلعم نے بتائین۔ اور لوگون کی مشاہدہ و امتحان مین آئی ہین۔ انکی تفصیل بلند کتب حدیث مین موجود ہے۔ اور مجمل ذکر ایک چہوٹی سی کتاب شفاء فی حقوق المصطفی مین بہی پایا جاتا ہے۔ طالب شائق اِن کتابونکا ملاحظہ کرے۔

اِن اخبار سے بعضی (جیسے نمبر ۱۳۔ و ۱۵) ایسی خبرین ہین جنکی تصدیق ہر کسیکی لئے ممکن ہے اور اُنکا تسلیم کرنا ہر کسے پر لازم۔ مسلمان ہو خواہ غیر۔ اون کتابونکا (جنمین وہ خبرین مذکور ہین) معتقد ہو خواہ منکر۔ اِسلئے کہ وہ خبرین اون کتابون مین قبل از وقوع لکہی گئی ہین۔ پھر موافق تحریر و وقوع مین آئین اور مخالف و موافق نے مشاہدہ کرلین۔ اُنکا تسلیم کرنا نبوت کی تصدیق یا اون کتب کی تسلیم پر موقوف نہین بلکہ نبوت کی تصدیق اور اون کتب کی تسلیم اون خبرون کے بجائے خود راست ہونے کو لازم ہے۔ اِسمقام مین اِن خبرون سے بمقابلہ منکرین نبوت استدلال و احتجاج ہوا ہے۔ چنانچہ نمبر سابق بصفحہ ۲۹ اِن اسباب کی طرف اشارہ ہو چکا ہے

اور بعضی خبرین (جیسے نمبر ۱۲ وغیرہا) ازانجملہ ایسی ہی ہین جنکی تصدیق و تسلیم تصدیق نبوت و تسلیم صحت ان کتب پر موقوف ہی - اُن خبرون کا ذکر کرنا ان لوگون کے مقابلہ مین نہین ہے جو نبوت محمدیہ کے منکر ہین - اور ان کتب کی نقل و روایت کو جھوٹا جانتے ہین - بلکہ ان لوگون کے مقابلہ مین ہے جو مسلمان ہوکر نیچری ہوگئے ہین یا نیچری ہونے کا ارادہ رکھتے ہین و مع ذالک ابھی تک قرآن و حدیث کی تسلیم صحت کا دم مارتے ہین - یہہ لوگ باوجود تصدیق نبوت محمدیہ و تسلیم کتب اصول اسلامیہ (یعنے کتاب اللہ و احادیث نبویہ) حقیقت نبوت کو (جو قرآن و حدیث سے معلوم ہوتی ہے) - نہین مانتے - اپنی تجویز سے نبوت کو فقط قانون قدرت مین غور و فکر کرنے کا نتیجہ قرار دیتے ہین اور بلا واسطہ فکر عقل غیب الغیب سے کسی بات کا منکشف ہوجانا باطل و محال جانتے ہین - چنانچہ خیالات و مقالات اون لوگون کے ہم بارہا پچھلے پرچون مین خصوصاً نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۵۹ - اور نمبر ۱۱ مین بصفحہ ۲۸۷ نقل کر چکے ہین - ان لوگون کے سوجھانے اور سمجھانے کو وہ خبرین ذکر کی گئی ہین جنسے بلا واسطہ غور و فکر غیب الغیب سے القاء ہونا - اور انبیاء علیہم السلام مین اسکی ملکی طاقت کا پایا جانا ثابت ہوتا ہے - اور ان کتب مین جنکو وہ مانتے ہین اور انسے اپنے مطلب کی حدیثین (جیسے انتم اعلم بامور دنیاکم اور من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ وان زنے وان سرق وغیرہ) اخذ کرتے ہین - انکی تفصیل و نقل وجوہ ہے - اور اس مبحث اثبات نبوت مین جیسا اصل نبوت کا اثبات ہمارا مقصود ہے - اور منکرین نبوت کا مقابلہ مطلوب ویسا ہی معنے نبوت اور اسکی حقیقت کا بیان ہمارا مقصود ہے - اور ان حضرات نیم منکرین کا مقابلہ بھی مطلوب ہے -

اب ان حضرات کو لازم ہے کہ ان اخبار کو مع اخبار قسم اول و اخبار عہد عتیق و جدید جو نمبر سابق مین خطبات احمدیہ سے منقول ہوئی ہین غور و توجہ سے ملاحظہ فرماوین - اور بعد غور انصاف سے کہین کہ جو باتین آنحضرت یا پچھلے مقدس لوگون نے قبل وقوع بتائین اور موافق انکے بیان کے وقوع مین آئین یہہ عقل سے کیونکر معلوم ہوسکتے ہین اور عقل کے دستور العمل کتاب نیچریہ یا قانون قدرت (جو درحقیقت کے پتون اور آسمان کے ستارون اور زمین کی کنارون سے عبارت ہے) کی کونسے حصہ یا صفحہ مین لکھی ہوئی ہین - یہہ نہ بتاسکین تو حقیقت نبوت کو (جو قرآن و حدیث و کتب قدیمہ سے ثابت ہوتی

ہے) مان لین - اور نبوت کا عقل سے علاوہ فیضان غیبی ہونا جسکا اثبات اصل سادس کا نتیجہ ہے تسلیم کرلین ✣

یہہ تفصیل جو صفحہ ۲۸۰ سے یہانتک قلم مین آئی وجود و تمثیل دوئم پر بمنزلہ آنی استدلال ہے جسمین اثر کے وجود سے موثر کے وجود کا اثبات ہوتا ہے - جیسی کسیکو بخار مین مبتلا دیکھکر اس سے استدلال کیا جاتا ہے

فیقال هذا متعفن الاخلاط - لانه محموم - وکل متعفن الاخلاط محموم - فهذا متعفن الاخلاط

کہ اسکے بدن مین اخلاط متعفنہ (جو بخار کا سبب ہوتے ہین) موجود ہین - اسیطرح ہمنے جعفن مقدس (انسانون کی بتائی ہوئی غیبی خبرون کو واقعی پاکر انکی موثر و سبب وجودی یعنے ملکہ و قوت علم غیب) پر استدلال کیا ہے - یہہ دلیل انی عوام فہم ہوتی ہے - گو اسمین وجود و کیفیت صدور و اثر از موثر معلوم نہین ہوتے ا - اسباب مین بطور دلیل لمی بھی استدلال ممکن ہے - جسمین موثر اور سبب کی وجود سے اثر اور سبب کے وجود پر استدلال کیا جاتا ہے - جیسے کوئی کسی شخص مین تعفن اخلاط کا مشاہدہ کرے - اور

فیقال هذا محموم - فانه متعفن الاخلاط وکل متعفن الاخلاط محموم فهذا محموم

اس سے کہ بخار مین مبتلا ہوجانے کا حکم لگادی - اسیطرح ہم نوع انسان مین اس قوت کا جو علم غیب کا سبب و موثر ہے مشاہدہ کرکے اسکی ایسی چیزون کا جان لینا جو حواس و عقل سے خارج ہون ثابت کرسکتے ہین - گو اسکے کسے غیبی خبر کا تجربہ و مشاہدہ نکرین ✣

اس دلیل کا تفصیلی بیان کرون تو بحث طویل ہوتی ہے و مع ذلک عامہ ناظرین سے اسکے سمجھنے کی توقع نہین لاجرم مجمل بیان پہ اکتفا کرتا ہون - اور قدر ضروری معرض بیان مین لاتا ہون -

مخفی نرہے کہ علم (اشیاء حاضرہ کا ہو یا ہماری نسبت غائبہ کا) درحقیقت خداوند قیوم عالم کی صفت ہے - اور اوسکا استقلال ذاتی اور تجرد اسکا مدار ہے - اوس ذات کے سوا ہی جہان کہین اس صفت کا وجود پایا جاتا ہے (مجردات و عقول ہون جنکے فلاسفہ معتقد ہین یا ملائکہ و نفوس قدسیہ جنسے مسلمان

ا - میزان تصحیح العاقلیۃ کون الشیء قائما بالذات لا بالمحل بعد تجرد ذاته لا بعد عالم عن المادہ وعوارضها المنغمسۃ فی الجہات الظلمانیۃ اعنی العدم والقوۃ المائلۃ عن الظہور والتعقل - (قاضی مبارک)

اعتقاد رکھتے ہین) وہان اسی قیوم حقیقی عالم کا فیضان ہوتا ہے اور انکو آئینہ ذات پر اسی نور کا عکس پڑتا ہے یہان بھی مدار اس علم مستفاد و مستعار کا وہی تجرد و استقلال ہے جو اسی قیوم کی استقلال و تجرد سے فائض ہوتا ہے - اور اسکا اثر یا ظل کہلاتا ہے - اور چونکہ یہہ استقلال مع التجرد روح کی صفت ہے نہ جسم کی - کیونکہ وہ تجرد سے عاری ہے اسلئے وہ علم جو قیوم حقیقی عالم سے فائض ہوتا ہے اسی روح کی صفت ہے نہ جسم یا آلات جسمانیہ کی جو تجرد سے عاری ہین - اور غواشی ظلمت مین جو مادہ کی لوازم سے ہے منہمک +

اور جو روح انسانی کو ہم انکہ کان ناک وغیرہ حواس کا تحصیل علم مین محتاج دیکھتے ہین اسکا سبب یہہ نہین ہے کہ علم در اصل حواس جسمانی کی صفت ہے بلکہ روح کو جسم سے تعلق ہو جانا اسکا سبب ہے - جسنے روح کو ان حواس کا محتاج کر دیا ہے - یہی وجہ ہے کہ جن ارواح کو اس تعلق جسم سے تجرد ہے (جیسے عقول یا ملائکہ) وہ ان حواس کے محتاج نہین ہین - اور جب اسی روح انسانی کو بدن سے تعلق نہین رہتا تو وہ بھی حواس کا محتاج نہین رہتی +

سوال وہ تعلق روح کا جسم سے کس قسم کا ہے جسسے وہ باوجود استقلال ذاتی کے حواس کی محتاج ہو جاتی ہے -

جواب وہ تعلق تدبیر و تصرف ہی جیسا بادشاہ کو ملک و رعایا سے ہوتا ہے جو باوجود استقلال و استغنا بادشاہ کے اپنے ذاتی امور مین اسکو وزیر و امیر وغیرہ ارکان دولت کا محتاج کر دیتا ہے اور فقیر جسکو ملک سے کام نہین اس سے بے پرواہ ہوتا ہے +

سوال یہہ تو عامیانہ تمثیل ہے جس سے پوری تفصیل اس تعلق کا علم نہین ہوتا اسباب مین پوری تفصیل بتاؤ - اور حقیقت اس تعلق کی بیان کرو +

جواب اس تعلق کی پوری تفصیل تب بتاوین جب روح کی پوری حقیقت بیان کرین اور اسکا بیان کرنا کچھہ سہل نہین اور اسکا سمجھنا بھی ہر کسی کا کام نہین یہہ وہ امر ہے جسکی نسبت قرآن مین صاف وارد ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا - پس اگر اسباب مین کچھہ کسینے کہا ہے یا کہا جا سکتا ہے تو وہی ہے جو ہمنے بیان کیا ہے - وہی بیان علمی طور سے مدافعات ذیل ہو سکتا ہے -

دفعہ (۱) روح ایک جوہر (مستقل و قائم بالذات) ہے نہ عرض (جسکا قیام کسے محل سے ہوتا ہے

جیسی سفیدی یا سیاہی جو جسم سے قیام رہتی ہے)

(۲) وہ باوجود جوہر ہونے کے جسم متحیز قابل انقسام نہین ہے۔

(۳) نہ وہ جسم مین داخل ہے نہ خارج نہ اسکے متصل نہ اس سے منفصل نہ اسکے نیچے نہ اسکے اوپر نہ کسی دوسرے جہتہ مین اسلئے کہ یہہ سب اجسام کے صفات ہین اور جب وہ جسم نہین تو ان صفتون کا بھی محل نہین۔

(۴) بلکہ اسکو جسم انسانی اور خاصکر اس جسم لطیف بخاری سے جو خون سے پیدا ہوتا ہے اور طبیبونکی اصطلاح مین وہ روح حیوانی کہلاتا ہے۔ ایک تعلق خاص ہے جسکو ہمنے تعلق مدبر سے تعبیر کیا ہے۔

اس تعلق کی حقیقت اتنی ہی مجہول ہے جیسی روح کی۔ پر اسکا لازمہ اور اثر یہہ ہے کہ وہ اس تعلق کے سبب جسم کی تربیت و اصلاح کرتی ہے۔ اور جس امر کی عالم قدس سے فائض ہونے کی وہ لیاقت رکھتا ہے اسمین روح اسکا وسیلہ ہے۔ اس امر کی فیضان مین وہ روح حیوانی اور جسم کے لئے بمنزلہ ایک روزن (یا آئینہ) کے ہے جو آفتاب کی روشنی کسی چیز پر پہنچاتا ہے۔ یہہ تعلق اسکو اور اسکا روح حیوانی سے ہوتا ہے پھر اسکے واسطہ سے جسم سے۔ اس تعلق کے سبب اسکو جسم و جسمانیات سے کام پڑتا ہے جیسے اگر کسی شخص کو کسی قوم کا تالیق یا وکیل بنایا جاوے تو اسکو اس قوم کے حال و قال جاننے اور سمجھنے سے کام پڑتا ہے۔ اس تعلق کے ساتھہ بھی روح کی استقلال ذاتی مین فرق نہین آتا۔

(۵) روح کی استقلال ذاتی کے یہہ معنے نہین کہ اسکو اپنی ذات یا ذاتی کمالات مین دوسری کی طرف حاجت نہین۔ وہ تو ایک مخلوق چیز ہے اس معنے کر استقلال کا تو یہان تصور ہی نہین۔ وہ پہلے اپنے فیضان ذات اور وجود مین خالق قیوم عالم کی محتاج ہے پھر اپنے علوم و کمالات مین اس خالق کے اور اُن اسباب کی (جو خالق نے اسکی کمال کے ذریعے بنائے ہین) محتاج ہے۔ بلکہ معنے اسکی یہہ ہین کہ وہ اپنے تحقق و تحصل مین کسی محل مین قیام و انضمام و حلول کے محتاج نہین۔ جیسے عرض اپنی تحقق مین محل کی محتاج ہوتا ہے۔ اس معنے کر استقلال کو اس تعلق و احتیاج سے منافات نہین ہے۔

(۶) اسکی نسبت جو قرآن مین قل الروح من امر ربی ارشاد ہوا ہے و بنا علیہہ امام غزالی نے اپنی کتب مین اسکو عالم خلق سے خارج کر کے عالم امر مین داخل کیا ہے تو اس سے یہہ مراد نہین کہ خدا نے اسکو پیدا نہین کیا

وہ اپنے آپ ہوگئی ہے یا وہ خدا کی جنس ہے - بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ جسم نہین ہے جو مقدار و اندازہ مین آسکتا ہے - چنانچہ امام غزالی نے رسالہ المضنون بہ علی غیر اہلہ مین اس مراد کو بتصریح بیان کیا ہے جسٹ قال فقیل لی ما معنے قول الروح من امر ربی و ما معنے عالم الامر و عالم الخلق فقلت کل ما لقع علیہ مساحۃ و تقدیر فہو عالم الاجسام و عوارضہا و یقال انہ من عالم الخلق و الخلق منہا بمعنے التقدیر لا بمعنے الایجاد و الاحداث و یقال خلق الشی ای قدرہ قال الشاعر - و بعض القوم یخلق ثم لا یفری ؛ ای یقدر الادیم ثم لا یقطع - و عالم الامر بخلافہ و لا تقدیر فیقال انہ امر ربانی و ذلک للمضاہاۃ* الی ذکرنا ہا و کل ما ہو من ہذا الجنس من ارواح البشر و ارواح الملائکۃ یقال انہ من عالم الامر فعالم الامر عبارۃ عن الموجودات الخارجۃ عن الحس و الخیال و الجہۃ و المکان و التحیز و ہی ما لا تدخل تحت المساحۃ و التقدیر لانتفاء الکمیۃ عنہ فقیل لی بذا یلوح ہم ان الروح لیس مخلوقا فہو قدیم قلت قد توہم ذلک جماعۃ و ہو جہل بل نقول ان الروح غیر مخلوق علے انہ غیر مقدر بکمیۃ فانہ لا ینقسم و لا یتحیز و لا یتجزی و لا کنہ مخلوق بمعنے انہ حادث و لیس بقدیم و برہان ہذہ طویل و مقدماتہ کثیرۃ - الی آخر ما قال و بہین خلاصۃ المقال -

(۷) اسکی نسبت جو قرآن مین ونفخت فیہ من روحی ارشاد ہوا ہے اس سے یہہ مراد نہین کہ روح خدا کا جزو ہے اور اسکا آدم مین پہونکنا ایسا ہے جیسے کوئی اپنے سانس کسے چیز مین پہونکتا ہے - بلکہ روحی کہنے سے یہہ مراد ہے کہ منجملہ مخلوقات الٰہی روح کو خدا سے ایسی خاص مناسبت اور صفت علم مین مشابہت ہے# اور مخلوقات جسمانیہ کو نہین ہے - اسلئے خدا نے روح کو اپنی طرف منسوب کیا اور روحی (میرا روح) فرمایا جیسے اپنے خاص بندونکو بخطاب عبدی (میرا بندہ) یاد فرمایا ہے باوجودیکہ بندہ ہونیکی نسبت ہر کسیکو حاصل ہے - اور نفخت مین (دمین سے پہونکنے) سے مراد فیضان اور یہی تعلق ہے جسکا ذکر ہو رہا ہے

* ہذہ المضاہاۃ مفسرہ نے دفعہ ۷ - # مشابہت اور چیز ہے مماثلت اور ہے - دو چند کسے چیز کو خدا سے مماثلت نہین ہو - چنانچہ آیہ لیس کمثلہ شی کا منطوق ہو یہ مشابہ بہت چیزون کو خدا سے حاصل ہو - مماثلت جمیع صفات و کمالات مین مشابہت کا نام ہے اور مشابہت فی الجملہ مناسبت بعض صفات سے گو انکی حقیقت و اصلیت مین تفاوت ہو سکتی ہو - مشابہ چیز عربی مین مثل بفتح میم کہلاتی ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنے نور کو مخلوقات سے مشابہت ذکر کی ہو - فقال مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح الایہ حاشیہ

یہہ فیض ہی ایسا فیض نہین جیسے کوئی کسیکے دامن مین اشرفیان ڈالدیتا ہے - یا ایک برتن سے دوسرے مین پانی اولٹا دیتا ہے بلکہ یہہ ایسا فیض ہے جیسے آفتاب کے شعاع سے زمین کو پہنچتا ہے اور اسپر آفتاب افضت بی نوری علے الارض (مینے اپنا نور زمین پر ڈالا) کہہ سکتا ہے - بعض لوگ اس شعاع کے فیضان کی حقیقت یہہ سمجھتے ہین کہ شعاع جرم آفتاب سے جدا ہوکر زمین پر گرتی ہے مگر یہہ انکی غلطی ہے - حقیقت مین شعاع آفتاب سے جدا نہین ہوتی بلکہ اسکے سبب سے ویسے ہی شعاع (اگرچہ بدرجہا اس سے ضعیف ہے) زمین پر پیدا ہوجاتی ہے جیسے آئینہ دیکھنے والے کی خارجی صورت کے سبب ویسے ہی صورت آئینہ مین پیدا ہوجاتی ہے - اور اس خارجی صورت سے کوئی چیز جدا نہین ہوتی اسے قسم کا فیضان روح انسانی کا (جو ایک خصوصیت کے سبب روح الٰہی سے تعبیر ہوئی ہے) جسم آدم پر ہوا ہے جسکو اسکے ظل یا شعاع پڑنے سے تعبیر کرنا بھی بیجا نہین ہے - اسیکے سبب جسم انسان مین روح کا خاصہ یعنے علم و ادراک پایا جاتا ہے وہ نہو تو جسم پھر وہی خاک ہے +

(۸) روح باوجود ان صفات و کمالات کے عین خدا یا خدا کی مثل نہین ہوسکتی اسلئے کہ وہ اخص صفات خداوندی (جو خدا کے قیوم ہونے اور اپنی ذات سے موجود ہونے اور اپنے ماسوائے کے موجد ہونے سے عبارت ہے) مین اسکے مشارک و مماثل نہین - یہہ صفتین خداوند عالم مین پائی جاتی ہین اور روح مین مفقود ہین +

اب مین قلم کو اس بیان سے روکتا ہون اسلئے کہ اس مقام مین افہام عوام کو اس سے اجنبی

ہے آفتاب کی اس قول کو خدا کے قول (و نفخت فیہ من روحی) سے فقط فیضان مین تشبیہ ہے اور جس چیز کے فیضان کا دونون قولون مین ذکر ہے اسمین دونون جگہہ فرق ہے جس چیز کے فیضان کا آفتاب کے قول مین ذکر ہے (یعنے نور آفتاب) وہ آفتاب سے جدا نہین ہے) اسکے ذات سے قائم ہے اور جس چیز کے فیضان کا قول الٰہی مین ذکر ہے (یعنے روح) وہ خدا سے جدا اسکے ایک مخلوق ہے جسکو ایک خصوصیت کے سبب خدا نے اپنی طرف منسوب کیا ہے - حاشیہ

دیکھتا ہون - اور جسقدر مینے بیان کیا ہے اس سے گو روح اور اسکے جسم سے تعلق کی حقیقت کا تو کچھ پتہ نہ لگا پر اس تعلق کے لوازم و آثار کا حال خوب منکشف ہوگیا - اور یہہ ثابت ہوا کہ روح کو جسم سے ایسا تعلق ہے جس سے وہ بدن کی اصلاح و تدبیر کرتی ہے اور اس تعلق کے سبب وہ حواس و آلات جسمانی کی محتاج ہوگئی ہے +

ہر جس روح کو اس تعلق کے ساتھہ ہی تجرد حاصل ہوجاتا ہے اسکو بلا واسطہ حواس بقدر اپنے تجرد کے علم اشیاء حاصل ہوجاتا ہے اسے طاقت کو ہمنے عنوان مقدمہ سادسہ مین بصفحہ ۲۵۴ - انسان کی ملکی طاقت سے تعبیر کیا ہے جیسے کہ اس ممتاجانہ طاقت کو جسمین روح علوم مین حواس کی محتاج ہوجاتی ہے عنوان مقدمہ خامسہ مین بصفحہ ۲۲۶ - انسانی قوت کر تعبیر کیا ہے +

پھر جو روح اس تجرد مین درجہ کمال کو (جسکی حد تقاوت و شکاکسار ہے) پہنچ جاتی ہے تو وہ بحالت مزاحمت حواس و خیال و لوازم جسمانیہ و تدبیر و تصرف جسم کے اپنی اس ذاتی طاقت سے کام لے سکتی ہے اور بحالت بیداری اس علم الٰہی کا محل انعکاس ہوسکتی ہے - اور جو اس تجرد مین قاصر اور نامکمل ہوتی ہے وہ بحالت مزاحمت حواس کچھہ کر نہین سکتی فقط تعطل و سکون حواس مین اس طاقت سے کام لے سکتی ہے اور خواب مین محل انعکاس علم الٰہی ہوسکتی ہے +

یہی خوابون کے باب مین ہی استدلال رہی ہے جسکا وعدہ بیان نمبر ۱۲ صفحہ ۲۸۴ مین ہمنے کیا ہے امام غزالی نے اس باب مین عجب تحقیق کی ہے جو ہماری بیان کی مؤید و مصدق ہے - آپ رسالہ مضنون بہ علی اہلہ مین فرماتے ہین - امر پنجم (انجمالہ امور عشرہ مندرجہ خاتمہ رسالہ) سچے خوابون کے سبب کو بیان کرتا ہے اور یہہ ہے کہ جب خواب مین حواس (آنکھہ کان ناک وغیرہ) بیکار ہوجاتے ہین تو روح (جو حواس کی بتائی باتون کے فکر مین لگی رہتی ہے) کچھہ فراغت پاتی ہے اور روحانیات سے (جنمین موجودات عالم الغیب موجود ہین) اور انکو شرع مین لوح سے تعبیر کرتے ہین

انما اس فی سبب الرویا الصالحۃ - اذا رکدت الحواس بغیبۃ النفس فارغۃ عن شغل الحواس لانہا لا تزال مشغولۃ بالتفکر فیما تورد الحواس علیہا فاذا وجدت فرصۃ للفراغ وارتفع عنہا	

حصہ دوم

بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

تعجب ہی امر سمجھا تھا کہ باوجود اس خیال کے کہ اسکی علت مشروعیت اوٹھہ چکی ہے اسکو ترک نکیا۔ اور اسبات سے ہی مجھے آگاہ کرین کہ اونہون نے حجۃ اللہ البالغہ کی اس فقرہ کو ثم خشی اینکون لہ سبب آخر جس سے حضرت عمر کا رمل کو ترک نکرنا صاف ثابت ہوتا ہے کس غرض سے دیدہ و دانستہ حذف کر دیا۔

اسی قسم کی ایک اور بات ہے جو آپنے ہمارے بیان کے برخلاف کہی ہے کہ "حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ رمل کو سنت جاننا غلطی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن عباس آنحضرت کے ہر فعل کو سنت یا دین نہین سمجھتے تھے" جس سے مقصود آپکا یہ ہے کہ رمل ایک دنیوی امر ہے۔ دین مین داخل نہین۔ اسمین غلطی یہہ ہے کہ آپنے دین اور سنت کو ایک سمجھا ہے۔ اور ابن عباس کے رمل کو سنت نہ کہنے سے اسکا دین دین نہونا خیال کر لیا۔ اور درحقیقت دین سنت سے عام ہے۔ جسمین امر مندوب یعنے مستحب غیر موکد بھی شامل ہے۔ اور سنت خاص وہ فعل ہے جسمین تاکید پائی جاتی ہے اور حضرت ابن عباس کے رمل کو سنت نہ کہنے کا مطلب چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہے فقط یہی ہے کہ یہہ امر لازمی و تاکیدی اور امر مقصود لذاتہ نہین ہے کہ ہر سال لوگون کو اسکے کرنے کی تاکید ہو اور اس فعل کا اسنے مطالبہ ہو۔ ایسی تاکید و طلب تھی تو اسے سال ہی جسمین مشرکین کے خیال کی تغلیط منظور تھی۔ امام نووی کہتے ہین۔ یہہ بات کہ وہ

قولہ کذبوا فی قولہم انہ سنۃ مقصودۃ متاکدۃ لان النبی صلے اللہ علیہ وسلم لم یکلہ مطلوبا دائما علی کل السنین انما امر بذلک السنۃ لاظہار القوۃ علی الکفار۔ وقد زال ذلک المعنے۔ وہذا الذی قالہ من کون الرمل لیس بسنۃ مقصودۃ ہو مذہب و خالفہ جمیع العلماء من اصحابہ و التابعین و اتباعہم۔

اس قسم کی سنت ہمین فقط ابن عباس کا خیال ہے - اُنکے سوائے اور سب اصحاب وتابعین وتبع تابعین کے نزدیک وہ ایسی ہی موکدہ سنت ہے - ابن عباس کی کلام کا یہہ مطلب ہمنے اِسلئے قرار دیا ہے کہ خود انہی حضرت سے اس رمل کو سنت کہنا بھی اسی کتاب ابو داؤد مین (جس سے آپنے اوسکا سنت نکہنا نقل کیا ہے) نہ مروی ہے - پس اُنکے دونون قولون (نفی واثبات) مین تطبیق وتوفیق کی یہی صورت ہے - کہ جہان آپنے اسکی سنت ہونے کی نفی کی ہے - وہان سنت سے آپکی مراد سنت موکدہ ومطلوبہ مقصودہ ہے اور جہان خود اسکو سنت کہا ہے وہان سنت سے مراد سنت غیر موکدہ اور طریقہ اسلامیہ ہے -

ہمارے دوست نے اس کتاب کے دوسرے صفحہ مین یہہ قول ابن عباس کا ملاحظہ نفرمایا اور نہ سنت اور دین کی باہمی نسبت عموم وخصوص کو لحاظ فرمایا - اور ابن عباس کے رمل کو سنت نہ کہنے سے اسکا دین سے خارج اور منجملہ دنیوی مصالح کے ہونا سمجھہ لیا -

ہم امید کرتے ہین کہ اب ہمارے شفیق ان باتون کو بھی خیال مین لاوینگے اور اس غلطی کی بھی اصلاح فرماوینگے - یا جو ہمسے اس بیان مین غلطی ہوئی ہو - اسپر ہمکو مطلع کرینگے -

دوسری مثال - حضور مساجد وجماعت کی متعلق آنحضرت کا یہہ حکم تہا - کہ اگر عورتین جماعت کے لئے مسجدون مین جانا چاہین تو انکو منع نکرو - اور اگر وہ گہر مین نماز پڑہین تو اُنکے حق مین بہتر ہے - اس حکم مین جو عورتون کو مسجد جانے کی اجازت اور مردون کو روکنے سے ممانعت پائی جاتی ہے بجز اِرواد علما رامن وصلاحیت موجودہ زمانہ حضرت رسالت کی سبب سے ہے - اور وہ امن اسکی علت ہے - لیکن باوجود اس امر کے کہ یہہ علت زمانہ صحابہ مین اوٹہہ گئی ہے

عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اذا استاذنت احدکم امرتہ الے المسجد فلا یمنعہا - رواہ مسلم وفی روایۃ ابی داؤد وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تمنعوا نساءکم المساجد وبیوتہن خیر لہن -

اور عورتون کی صلاحیت جاتی رہی - انہون نے زینتون کا اظہار شروع کر دیا - اور فتنہ و فساد پھیل گیا تھا - پھر اس حکم کو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ اوٹھایا - اور عورتونکو مسجدون مین جانیسے نہ روکا - اور اگر احیانا کسے نے اپنی عقل سے روکنا چاہا تو اس سے سختی و ملامت سے معاملہ کیا - حضرت عائشہ صدیقہ نے باوجود مشاہدہ حال فساد

عن عائشۃ تقول لوان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رای ما احدثت النساء لمنعھن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل - رواہ مسلم ص ۱۸۳

عورتون کے اور پسند کرنے انکی بندش کے یہی فرمایا کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوتے اور عورتونکی یہہ باتین جو انہون نے پیچھے نکالی ہین ملاحظہ فرماتے تو ضرور انکو مسجدون سے روک دیتے - اور اس حکم کو بخیال ارتفاع علت اوٹھا دینے

افادت ان الحکم بتبدیل السنۃ عنہ زوال العلۃ مخصوص بالشارع صلے اللہ علیہ وسلم وانہ نی صفۃ النسخ فلا یقدم علیہ احد غیرہ - امتنعت رضی عن ان تمنع النساء بنفسھا بزوال علتہ الاذن الی المساجد (سراج اللبیب ص ۶۲ ج ۲)

ہمارا منصب نہین کہ اس حکم کو اوٹھا دین اور اپنے خیال کو پورا کرین - اسمین آپکا صاف یہہ ارشاد ہے کہ حکم کا مبدل دینا علت کی اوٹھ جانیسے ایسا ہمارا کام ہے کہ آنحضرت ہی سے مخصوص ہے حضرت عبداللہ بن عمر کے لڑکے بلال نامی نے اس خیال سے کہ اب اس حکم کی علت اوٹھ چکی ہے اور عورتون

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تمنعوا نساءکم المساجد اذا استاذنکم فقال بلال بن عبداللہ واللہ لنمنعھن قال فاقبل علیہ عبداللہ فسبہ سبا سیئا ما سمعتہ منہ قط قال اخبرک عن رسول اللہ

مین فتنہ پھیل گیا ہے عورتون کو منع کرنا چاہا اور باپ سے کہا کہ اگر ہم منع نہ کرینگے تو وہ مسجدون مین جانے کو ایک ذریعہ فساد بنا لینگی حضرت عبداللہ بن عمر نے اس کہنے پر انکو بہت برا کہا - پھر کہی

صلے اللہ علیہ وسلم ولقول النبی صلعم ومن
روایۃ قال ابن لعبد اللہ لا تدعہن واذا
یتخذنہ دغلا قال فزبرہ - وفی روایۃ
فضرب فی صدرہ الخ وہذہ الروایات
مسلم فی صحیحہ ۱۲۳ وفی روایۃ احمد ذکرہ
صاحب المشکوٰۃ وفہا کلمہ لعبد اللہ حتی مات

ویسا نہ کہا تہا اور مار پیٹ بہی کی اور
اس سے بات چیت کرنے چہوڑ دی
یہانتک کہ اس دنیا سے رحلت کی
عموماً اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
دین و اخلاق پر نظر کرنیسے اور خصوصاً حضرت عبد اللہ
بن عمر کی پوری متبع سنت ہونے کی خیال سے یقین کیا جاتا ہے کہ

یہہ سنتی اور تمام عمل ترک کا بانی حضرت عبد اللہ بن عمر کی فقط اس ایک فرعی بات
پر نہ تہی بلکہ اس روش کی اصل یہہ یعنے رفع حکم بارتفاع علتہ) یہہ تہی جس سے ہزارہا
احکام شرعی کی بیخ کنی ہوتی تہی - اور حرمت شراب زنا وغیرہ اشیاء کے اٹہہی جاتے
نظر آتی -

اس قسم کی مثالیں بہت ہین - یہہ اسقام ہین انہین دو مثالون کے بیان پر اکتفا کیا
گیا جنسے صاف ثابت ہوگیا ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علت کے
اوٹہہ جانیسے حکم کو اٹہا دیتے اور اس امر کو خاص شارع ہی کا منصب سمجہتے -

ہان بعضے احکام ایسے بہی ہین جو بارتفاع علت مرتفع ہوسکتے ہین ولیکن وہ احکام
وہ ہین جنکی علتین شارع کے بیان سے مناط و مدار معلوم ہوتے ہین - یعنے شارع
کے قول یا فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ جہان ان احکام کی علتین نہ پائی جاوین
وہان ان احکام کا پایا جانا مقصود شارع نہین ہے - ایسے احکام کا ارتفاع وقت
ارتفاع علت خود شارع کی طرف سے اور اسکے حکم سے ہے اسلئے وہہان سے انکار
و نزاع کا محل نہین ہے اسی نظر سے جہان ہمنے اس ارتفاع سے انکار کیا ہے وہان
علت کو اس قید سے (کہ اسکا ارحکم ہونا منصوص نہو) مقید کردیا ہے - چنانچہ نمبر
سابق مین اس قید کا پتہ موجود ہے - اور حکم لباس

فاخرہ جسمین نزاع ہے اس قسم سے نہین ہے کہ شارع نے اسکی علت کو مناط ٹھرایا ہو۔ اور اسکی ارتفاع سے ارتفاع حکم تجویز کردیا ہو۔

اس حاشیہ مین اگرچہ کسیقدر طول ہوگیا ہے مگر تبیان اسرار علل و احکام کے لئے بمنزلہ ایک قانون کے بن گیا ہے اور اسمین بعض دفعات آئندہ مضمون مخالف کا جواب بھی آگیا ہے۔ اور مسئلہ آزار مین ان شبہات نیچریہ کا (کہ یہ حکم تکبر سے معلول و مخصوص ہے تو مسکینون کے آزار کو کیون شامل ہوا۔ اگر تکبر سے مخصوص نہین ہے تو صدیق اکبر کے آزار کو اس سے کیون مستثنی کیا) جواب بھی اسمین ادا ہوا۔ آئندہ توفیق فہم منجانب خدا ہے۔

رجوع بمتن

ومنہا الجنس المستغرب الناعم من الثیاب قال صلے اللہ علیہ وسلم من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسہ یوم القیمۃ۔	واز انجملہ انواع ہوا عمدہ قسم کا کپڑا۔ جیسے ریشمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ریشمین کپڑا دنیا مین پہنیگا وہ قیامت مین نہ پہنیگا۔

مترجم کہتا ہے یہ حدیث صحیحین مین مروی ہے چنانچہ اسکی تخریج رسالہ نمبر ۸ بین صفحہ ۲۵۱ بضمن احکام سنت ہوچکی ہے۔

اس لباس کے حرام ہونے کی علت اور سبب بھی وہی فخر و تکبر ہے جو اس لباس کے لئے لازم ہے۔ اور جو لوگ یہ لباس بہ نیت تکبر نہین پہنتے انکے حقمین اس لباس کے حرام ہونے وہ وجوہات اربعہ مین جو مسکینون کے دراز ازار کی نسبت نمبر سابق مین صفحہ ۳۴۸ بیان ہوچکے ہین۔ شائد یہان کوئی اعتراض کرے کہ ریشمین کپڑے سے بڑھکر عمدہ اور انواع ہین۔ بانات۔ مرینہ۔ پشمینہ۔ اور اسی کے کپڑے استعمال کئے جاتے ہین اونکے پہننے مین فخر و تکبر ریشمین لباس کے فخر سے کچھ کم نہین ہوسکتا ہے۔ پھر شرع مین ان کپڑون کا پہننا کیون حرام نہوا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ فخر و تکبر سے جس قسم کا لباس پہنا جاوے

(سوتی یا اونی کیون نہو) شرع مین حرام ہے - اور سوائے ریشمین کے جو عمدہ قسم لباس شرع مین مباح ہے وہ بشرط عدم تکبر و تفاخر مباح ہے یہہ بات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عموماً تکبر و تفاخر کو حرام کرنے سے بھی جتادی ہے اور خاص لباس کے باب مین بھی اسپر تصریح کی ہے - ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جسکے دل مین

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا ونعلہ حسنا قال ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق وغمط الناس رواہ مسلم -

ایک ذرہ تکبر ہوگا وہ بہشت مین نہ جاویگا - اسپر ایک شخص نے سوال کیا کہ آدمی چاہتا ہے میرا لباس عمدہ ہو - میرا جوتا خوبصورت ہو - (یعنے یہہ بھی یا وہی عمدہ لباس پہننے والے دوزخ مین جائینگے؟) آنحضرت نے جواب دیا کہ اللہ تعالی صاحب جمال ہے - وہ جمال کو دوست رکھتا ہے - تکبر یہہ ہے کہ حق کے سامنے اتراوین - اور لوگون کو نگاہ مین نہ لاوین - (یعنے عمدہ لباس مشروع بہ نیت افتخار و بنظر لوگون کے احتقار کے پہننے تو تکبر مین داخل ہے نہین تو نہین ہان - اس لباس مین اور ریشمین مین اتنا فرق ہے کہ ریشمین بہرحال حرام ہے - اور اوسمین بجز اون لوگون کے جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مستثنی کیا ہے کسی شخص کی نسبت یہہ تجویز ممکن نہین ہے کہ اسکے دل مین تکبر نہین اسلئے اسکے حقمین وہ حرام نہین اور اس لباس مشروع مین یہہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی اسکو بہ نیت تفاخر و احتقار خلائق پہنے تو اسکے حقمین حرام ہے اور اگر کوئی بارادہ اظہار نعمت الہی و ادائے شکر خداوندی پہنے تو اسکے حقمین ثواب و عبادت ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالی کو اپنے نعمت کا اثر اپنے بندہ پر دکھائی دیتا خوش لگتا ہے - اور اگر کوئی محض بارادہ خلاف وزینت پہنے تو اسکے حقمین مباح ہے - اب اگر کوئی اسپر اعتراض کرے کہ اسمین اوسمین یہہ تفرقہ کیون ہوا - وہ ریشمین بہرحال حرام اور یہہ عمدہ سوتی و اونی اس تفصیل سے

بہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ - رواہ الترمذی -

مباح و ثواب حرام کیون ٹہرایا گیا۔ تو اسکا جواب بتفصیل ذیل ہے اگر معترض ہی
اسلام ہے (جیسے بیخبری مسلمان کہلاکر اس قسم کے اعتراض کرتے ہین۔ اور اسلام کو
زبان سے حق مانکر اسکی تعلیمات کو عقل کی کسوٹی پر لگاتے ہین جو امر کو موافق عقل
نہین پاتے اسکو دین سے مٹاتے ہین) تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہم نمبر ہفتم مین بصفحہ ۱۱۵
ثابت کر چکے ہین کہ جیسے ہزارہا احکام اسلام کی وجوہات عقلیہ جنکو ہم جانتے ہین ویسے ہی
احکام کی وجوہات نامعلوم۔ پھر اسے نمبر مین بصفحہ ۱۹۴ ثابت کر چکے ہین کہ ایسے امور
الوجہ کا بے سوچے بے سمجھے مان لینا بحکم عقل ناجائز نہین ہے۔ اور نمبر ہشتم مین بصفحہ ۱۲۵
ثابت کر چکے ہین کہ محال و مجہول الکنہ امر مین فرق ہے۔ گو وجود محال ناممکن اور اسکا تسلیم
کرنا ناجائز ہے۔ پر وجود امر مجہول الکنہ ممکن ہے اور اسکا تسلیم کرنا جائز ہے۔ اور نمبر پنجم
مین بصفحہ ۱۳۳ مین ثابت کر چکے ہین کہ موجودات عالم مین ایسی چیزین بھی ہین جنمین ایسے
خواص پائے جاتے ہین جو عقل و فکر مین نہین آتے بنا بر اعلیہ ہم کہہ سکتے ہین کہ اس
تفرقہ کی وجہ عقلی ہم کوئی نہین پاتے پھر اس امر مجہول الکنہ کو بتقلید حکم روحانی طبیب اخلاق
و ایمانی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (جو خواص افعال و اشیا متعلق عمل سے بخوبی واقف ہین
جیسے بقراط و سقراط خواص ادویہ سے) تسلیم کرتے ہین۔ اور یقینًا جانتے ہین کہ ریشمین
لباس مین ایسی خصوصیت و خاصیت ہے جسکے سبب وہ اس تفصیل کا جو شروع لباس
مین ذکر کی گئی ہے محل نہین ہو سکتا۔ اس خاصیت کی نظیر خاصیت افیون ہے جو اسکے
ہمجنس مرکبات آبی و خاکی مین پائے نہین جاتے۔

پس جیسی تسلیم خاصیت افیون باوجود اسکے مجہول الکنہ ہونے کے بتقلید اطبا واجب ہے
اور اس سے انکار سبب ہلاکت ویسی ہی تسلیم خاصیت ریشمین لباس باوجود اسکے مجہول الکنہ
ہونے کے واجب ہے اور اس سے انکار موجب کفر و ہلاکت۔ بلکہ جو مسلمان کہلاکر
تعلیمات اسلام پر اس قسم کے اعتراض کرتے ہین۔ اور اون اعتراض کے سبب تعلیمات

اسلام سے (جوانکی عقل مین نہین آتین) انکاری ہوجاتے ہین وہ درحقیقت مسلمان نہین ہین - انکا مسلمان کہلانا برائے نام ہے - اور درپردہ وہ درپے ابطال اسلام ہین - وہ لباس اسلام مین رہکر مسلمانون کو دین اسلام سے ہٹانا چاہتے ہین - اور یہود یونکی چال چل رہے ہین جسکا ذکر قرآن مین ہے کہ اہل کتاب کی ایک جماعت نے آپسمین کہا - مسلمانون کی کتاب پر شروع دن مین ایمان لاؤ اخیر کو منکر ہوجاؤ اسمین اور مسلمان بھی دین سے پھر جاوینگے (یعنے وہ یہہ خیال کرینگے کہ ان لوگون نے اہل کتاب طالب حق ہوکر اس دین کو تب ہی چھوڑا ہے جبکہ آپمین کچھہ عیب دیکھا ہے - ایسی اسلام و ایمان کو خدا و رسول نے کفر بتایا ہے چنانچہ نمبر ہشتم مین بصفحہ ۲۷۵ و ۲۷۶ - اس مضمون کے آیات و احادیث منقول ہوچکی ہین - اور نمبر پنجم مین بصفحہ ۱۳۳ - امام غزالی سے یہہ بات منقول ہوچکی ہے کہ جو نبوت کا بیان سے اقرار کرے اور احکام شریعت کو عقل کی تابع کرے وہ درحقیقت کافر ہے -

وقالت طائفۃ من اہل الکتاب امنوا بالذی انزل علی الذین امنوا وجہ النہار واکفروا اٰخرہ لعلہم یرجعون - (بقرہ ع ۸)

اور اگر معترض مدعی اسلام نہین ہے اور نبوت محمدیہ کا معترف نہین تو اسکے مقابلہ مین ہم اس فرعی بات کے جواب کے درپے نہونگے بلکہ پہلے نبوت محمدیہ کا اثبات کرینگے جب وہ نبوت محمدیہ کا معترف ہوجائیگا تو یہی جواب (جو معترض مدعی اسلام کو دیا گیا ہے) اسکے سامنے پیش کرینگے - ایسا شخص ہمارے بحث اثبات نبوت کی تختمام کا انتظار کرے اور قبل الفصال اصول فروعات کے جھگڑے مین نہ پڑے -

سوال اس پر پیر کا مال یہی ٹہرا کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمنے بے سوچے سمجھے مان لیا - یہہ امر جواب مین کافی تہا تو پہلے ہی سے اسکو کیون اختیار نہ کیا -

فہرست بعض مطالب جلد دوم اشاعۃ السنۃ جو کہ مضامین سے بالا ہے اور ناظرین کو مطالعہ اصل مضامین کی رغبت دلاوے

مطالب	نمبر صفحہ	مطالب	نمبر صفحہ
اولہ کاملہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب کی تصنیف سے	۳	بزدوی وغیرہ کے اصول امام ابوحنیفہ کے اصول نہیں	۴۸
جوابات فقرات اولہ کاملہ جو خارج از مقصد ہیں	۷	مفہوم کلام مجتہد کا مذہب نہیں ہو سکتا۔	۵۱
اہلحدیث پر بتجویز متعہ کی تہمت کا جواب	۱۱	حنفیہ خود اپنے اصول کے پابند نہیں ہیں۔	۵۲
اہلحدیث پر بمقابلہ قرآن احادیث کو ترک کرنیکی تہمت کا جواب	۱۲	حنفیہ کو ان اصول کی وضع پر باعث کیا ہے	۵۳
عبارت طرق حکمیہ ابن قیم تطبیق قرآن و حدیث میں	۱۳	مولوی محمد قاسم صاحب کی تیرہ کلامی کی تفصیل وجواب۔	۵۸
حنفیہ کا خبر واحد کو بمقابلہ قرآن و حدیث مشہور یا عام قوال حجابہ۔ و قیاس رد کرنا۔	۱۷	لفظ لامذہب وغیر مقلد کے برائے۔	۶۱
ذکر اصول حنفیہ جنکی سبب احادیث صحیحہ رد ہو رہی ہیں	۲۴	آغاز جواب بمقاصد و تمہید اصول جواب	۶۵
تمثیلات احادیث جو ان اصول سے رد ہوئیں	۲۶	اصل اول احکام شرعیہ میں عقل حاکم نہیں۔ اور حسن قبح اشیاء عقلی نہیں۔	۶۵
از انجملہ ایک اصل کا (جس سے وہ حدیث قضاء بشاہد و یمین رد کرتے ہیں) جواب اور اسحدیث کی قرآن سے موافقت۔	۲۸	مذہب نیچری کا ظہور اور نیچریوں کی مقالات۔	۶۶
وہ صورتیں جنمیں حنفیہ خود اپنے اصل کا خلاف کرتے ہیں	۳۰	مضمون اصل اول میں مذہب اہل الہام و حسن قبح کے بیان	۶۷
حنفیہ کا بدون اجماع میان بیوی کی نسب ثابت کرنا	۳۳	مضمون اصل اول پر نقلی دلائل آیات قرآن۔	۶۸
امام شافعی کا امام محمد سے قضاء بشاہد و یمین میں مناظرہ جسمیں امام شافعی نے حنفی مذہب کے فروع تیلی کی مشک کہا۔	۳۷	معتزلہ کی ان دلائل پر اعتراض اور انکے جوابات	۷۲
امام شافعی کے الزامات کی کتب حنفیہ سے تائید	۴۷	اصل اول پر عقلی دلائل دلیل اول عدم جواز دلیل	۷۳
امام ابوحنیفہ کے مخالفہ احادیث سے براءۃ	۴۷	دلیل دوم عقل کا علم حقائق میں مختلف ہونا	۷۴
		نقل مضمون (کانشین) تہذیب الاخلاق اسکی تائید میں	۷۵
		اسمضمون میں جو غلطیاں ہیں ان انجملہ پہلی غلطی کا بیان۔	۸۰
		قانون قدرت امر مشخص نہیں۔	۸۱

مطالب	نمبر صفحہ
اسکی تائید مین اختلاف حکماء کا بیان ۔	۸۲
نیچریہ کا حشر و عذاب و ثواب جسمانی کا منکر ہونا اور امام غزالی کو اپنا ہم خیال کہنا ۔	۸۸
امام غزالی کا حشر و عذاب و ثواب جسمانی کو ثابت کرنا	۹۰
دوسری غلطی مضمون مذکور کی کہ حکماء رہنمائے انبیا کے محتاج نہین ۔	۱۰۰
حکماء کا انبیاء کے راستہ سے مخالف چلنا ۔	۱۰۱
نقل عبارت عجیبہ رسالہ فرقان متضمن کفریات حکماء	۱۰۲
سید احمد خانصاحب کے وعدہ بہشت کی نسبت پیشگوئی	۱۰۶
سید احمد خانصاحب کا معجزات و کرامات سے انکار	۱۰۹
حدیث واما خلق اللہ العقل کا موضوع ہونا اور امام غزالی کا اسکے بیان مین امام نہونا ۔	۱۱۲
مضمون کا نشس پر گفتگو کی تمہید غلطی اور عقل کے سبب انسان کے مکلف کی تصریح ۔	۱۱۴
[illegible] کا باطل ثابت ہونا نہ مثبت	۱۱۶
نیچریہ کا احکام اسلام پر ہنسنا ۔	۱۲۲
انکے مسلمان کہلانے کی وجہ ۔	۱۲۵
انکے مذہب پر شراب و قمار کی حلت	۱۲۷
انکے اسلاف فلاسفہ کے خیالات و مقالات	۱۳۰
[illegible] کا شراب پینا ۔	۱۳۱

مطالب	نمبر صفحہ
شریعت کو حکمت کی تابع کرنا کفر ہے ۔	۱۳۳
خواص احکام شرعیہ خواص ادویہ کیطرح عقل سے خارج ہین	۱۳۴
فلاسفہ کی تکفیر اور انکی کفریات کی تفصیل	۱۳۵
سید احمد خانصاحب کا خصوصیت نبوت محمدیہ کو باطل کرنا ۔	۱۴۶
حدیث (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل) کے تضعیف ۔	۱۴۷
کشف و الہام غیر نبی کا اقبال ۔	۱۴۸
پیرا ویمین اور الہام نبی مین تفریق ۔	۱۵۱
ولایت اولیاء کی تسلیم منکرین مسلک اعتدال	۱۵۶
خلفاء کی خلافت و فضیلت کی ترتیب کا بیان	۱۵۹
امیر المؤمنین علی مرتضی رضہ کی مآثر و مناقب	۱۶۱
مضمون کا نشس پر گفتگو کا خلاصہ ۔	۱۷۱
خدا کا نیچر اور ہے سید احمد خانصاحب کا اور	۱۷۵
سید احمد خانصاحب لفظ فطرت کے معنی نہین سمجھے فطرت کے اصلی معنے ۔ اور سید احمد خانصاحب کے خیالی معنے مین فرق ۔	۱۷۷
فطرۃ کے دین یا اسلام ہونے کے معنے	۱۸۰
اہلحدیث کا وہابی کہلانے سے انکار ۔ اور سید احمد خانصاحب کا وہابی ہونے کا اقرار ۔	۱۸۲

مطالب	نمبر صفحہ
اصول جواب ادلہ کاملہ سے اصل اول پر تیسری دلیل	۱۹۰
عقل ہزار احکام کے اسرار سمجھتی ہے۔	〃
صدہا احکام کے اسرار نہین بھی سمجھتے	۱۹۱
پوری اصلیت وحقیقت اصول کو بھی نہین سمجھتے	۱۹۲
ان احکام واصول کو بے سمجھے مان لینے کی وجہ	۱۹۴
نیچریہ کا تمین خلاف اور تین الزام۔	۱۹۵
خصوصیات نماز کی وجوہات۔	۱۹۹
معرفۃ نبوت مین عقل پر اعتماد کرنے مین دس سوالات وجوابات۔	۲۰۷
عقل بمنزلہ آنکھ ہے۔ نبی بمنزلہ دوربین یا چراغ	۲۰۹
عقل نے نبی کو کسطرح پہچانا۔	۲۱۵
ہمارے سابق خیالات ونتائج پر شکوی کو سید احمد خانصاحب اور انکے اتباع نے تصدیق کیا	۲۱۸
سید احمد خانصاحب نے ہمکو آجتک کسی مطلب کی بات کا جواب نہین دیا۔	۲۱۹
تہذیب الاخلاق کے مقبول عوام ہونے کا سبب	
خدا تعالی اور ہنومان کی قدرت مین سید احمد خان کا فرق نکرنا۔	
اغاز بحث اثبات نبوت وتمہید مقدمات	۲۲۱
مقدمہ اولی بمانع عالم وجود ہونے اور اسکا اثبات	۲۲۲
مقدمہ ثانیہ خدا کی ذات وصفات مجہول الکنہ ہین	۲۲۵
مقدمہ ثالثہ ہر موجود کا محسوس ہونا ضروری نہین ہے۔	〃
مقدمہ رابعہ محال ومجہول الکنہ مین فرق ہے	〃
مقدمہ خامسہ ہر چیز حواس مین نہ آوے وہ انسانی طاقت سے معلوم نہین ہوسکتی۔	۲۲۶
رضا وارادہ خدا اسی قسم سے ہے	〃
نیچر یا قانون قدرت سے خدا کا ارادہ معلوم نہین ہوسکتا	۲۲۷
کفر وشکر کے نیچر سے خدا کی رضا وارادہ معلوم نہین ہوسکتا	۲۲۹
خدا کا کفر وشکر سے مستغنی ہونا۔	۲۳۸
اغاز بحث مذہب ومعاشرت	۲۴۸
احکام معاشرت ومعاملات مذکورہ قرآن	۲۴۷
احکام معاشرت ومعاملات مذکورہ سنت۔	۲۵۱
امام غزالی کا اخیر عمر مین فلسفہ سے رجوع کرنا	
شرح حدیث من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ اور سید احمد خانصاحب کا اسمین تصرف اور اسکے قصور	
مقدمہ سابعہ انسان بلکی طاقت سے اون چیزونکا جو عقل وحواس سے معلوم نہوسکین معلوم کرسکنا	۲۵۴
اسکی پہلی مثال سچی خوابین۔	۲۵۵
تہذیب الاخلاق مین سچی خوابون کا ابطال۔	۲۵۹

آیات قرآن سے سچی خوابون انبات ۔	۲۶۰
احادیث صحیحہ سے سچی خوابون کا انبات ۔	۲۶۲
بقیہ احکام معاشرت مذکورہ سنت ۔	۲۶۵
آنحضرت کا کسیکو خلیفہ نکرنا ۔	۲۷۲
سفر و نکور (کفار کیطرف سے کیون نہون) قتل نکرنا	۲۷۴
ایک جگہہ امن جتاکر رہنے سے غدر نکرنا ۔	۲۷۵
احکام معاشرت کے داخل مذہب ہونیکے دلائل	۲۷۸
مراسلہ (حسین سید احمد خانصاحب کے اس مضمون کا	
جواب جسمین انہون نے مذہب کو انسان کا	
امر طبعی کہا ہے ۔	
تعبیر خواب کا قانون ۔ اور احمد خانصاحب کا	
سچی خوابون سے انکار ۔	۲۸۱
خوابون کو لائق اعتبار سمجھنے مین افراط و تفریط و	
مسلک اعتدال ۔	۲۸۲
مضامین تہذیب کے عوام فہم ہونے کا سبب ۔	۲۸۴
اصل ساوس پر دوسرے تمثیل اخبار غیب	۲۸۶
نقل اخبار غیب کردہ عہد عتیق و جدید ۔ از تہذیب	
الاخلاق ۔	۲۸۷
ان اجمالی ذکر کا نتیجہ ۔ اور سید احمد خانصاحب پر الزام	۲۹۳
اخبار غیب مذکورہ قرآن ۔	۲۹۵
بقیہ مذہب معاشرت عبارت تہذیب کے خلاف	۲۹۷

آغاز جوابات ۔ عبارت تہذیب الاخلاق ۔	۳۰۰
جواب دفعہ اول عبارت تہذیب ۔	
خصال فطرت کی روحانی اسرار ۔	۳۰۱
نکتہ لطیفہ روح بواسطہ جسم معروض صفات	
جسمانی ہوسکتی ہے ۔	۳۰۴
مضمون گل و بگر شگفت ۔ سید احمد خانصاحب کا	
لوگونکو اتباع انبیاء سے آزاد کرنا ۔ اور مولف کا	
انکے اسلام مین متردد ہونا ۔	
بقیہ اخبار غیب مذکورہ قرآن ۔	۳۰۵
اخبار غیب مذکورہ کتب حدیث	۳۱۲
بقیہ جواب دفعہ اول روح کی نہسا طوطی عادتی	۳۱۷
منصب نبوت سے مناسبت ۔	
ڈہاڑے رکھنے مین روحانی اصلاح ۔	۳۱۹
عمدہ لباس مین روحانی اصلاح ۔	۳۲۰
عیسائیونکی اس اعتراض کا جواب کہ اسلام مین جسمانی تعلیم	۳۲۱
دراز موچھون مین روحانی مضرۃ ۔	۳۲۳
کلی کرنے ۔ اور ناک مین پانی لینے ۔ اور چٹکی کہرا دینے	۳۲۴
لٹکنے سے پنجہ ازار کے روحانی مضرۃ ۔	۱۲۶
مسکین کی دراز ازار کی وجہ ممانعت ۔	۳۲۷
علت کی اوٹہہ جانیسے حکم کا اٹہا دینا شارع کا کام ہے	۳۲۸
منبہ دوسالہ ہے ۔	۳۲۹
اصحاب رسول اللہ کا عادت کے اتفاق سے حکم کرکے ٹہہرانا	۳۳۰
تہذیب الاخلاق کی مضمون الدین یسری پر کلامی	۳۳۲

مذہب و اسلام سے مخالفت اور انکی اسلام کی مضرت ۔
پیشگوئی نمبر ۱۲ ۔ ۳۴۳
صفات رحیمی کی بحث لانے کو جو اہل البیت ۳۴۴
پیشگوئی نمبر ۱۱ ۔ ۳۴۵
پیشگوئی نمبر ۱۰ ۔ ۳۴۸

اشاعۃ السنۃ النبویہ

نمبر اول — علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ — جلد سوم

بابت محرم ۱۲۹۶ھ و جنوری ۱۸۷۹ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ بحسب انتظام جدید

درجات و مراتب قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	رقم سالانہ
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستونکے نواب اور رئیس۔	کم از کم للعہ
(۲) خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عمائد اغنیاء و لائبریری و سوسائٹی ہائے	کم سے کم عہ
(۳) عام قیمت	متوسط حالوں وسعت۔	ے
(۴) رعائتی قیمت	کم وسعت لوگ جنکی آمدنی دس روپیہ ماہواری سے زیادہ نہیں۔ (تنبیہ) کیہ	لے
(۵) للّٰہی قیمت	بے وسعت جو دس روپیہ ماہواری کی آمدنی بھی نہیں رکھتے مگر علمی بضاعت رکھتے ہیں اور اس سال	ثواب آخرت

(۲) عام قیمت کے لئے شرط ہے کہ زیادہ سے زیادہ تین مہینے گذر جانیکے بعد سنہ ماہی قیمت بلا طلب تقاضا بھیجدین

(۳) عام قیمت و رعائتی قیمت صرف ہر سال رواں کی لئے ہے سنین گذشتہ کی پوری پرچونکی قیمت عہ سال سے کم نہوگی ہاں بلا ترتیب کوئی لینا چاہے تو عام قیمت والونسے فی پرچہ ۲ روپیہ لئے جاوینگے۔ اور رعائتیون سے فی پرچہ ۲ روپیہ لینے والون سے صرف محصول ڈاک۔ تین ماہ کی پرچونکا ۔۔۔

(۴) جسکے نام پرچہ بلا درخواست بھیجدیا وہ حسب حیثیت خود اوسکو

مہینے سے قیمت وجیب لادا تصور فرماوین جس مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو پرچہ واپس کردین۔

(۵) ارسال زر اور خط و کتابت متعلق رسالہ رقم کے نام پوری عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونی چاہئے اوسمین ایک لفظ کم نہو۔ ورنہ خط دوسرے شخص تمہام کو ملجائیگا۔

(۶) ذریعہ ارسال زر نہ ٹکٹ ہو نہ نوٹ صرف ڈاکخانہ کا منی آرڈر ہو جسمین ایک روپیہ سے دس روپیہ تک اجرت مین ارسال زر ممکن ہے ڈاکخانہ مین نقد روپیہ داخل کرنیسے اسی وقت بہر سال الیہ کی رسید ملجاتی ہے۔

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری۔ از لاہور متصل مسجد چینی۔

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

آغاز سال

ملکی رسائل و اخبارات والونکی عادت ہی کہ آغاز سال پر سال گذشتہ کی وقایع عظام پر ناظرین کو متنبہ کرتے ہین - اسی دستور کے موافق ہم بھی ناظرین رسالہ پر کچھ حالات گذشتہ عرض کرتے ہین اور چونکہ ہمارا رسالہ ملکی حالات سے بحث نہین کرتا اسلئے اور حالات و واقعات دنیا سے ہمکو بحث نہین ہے - صرف اس رسالہ کے حالات و متعلقات کا بیان ہمارا مقصود ہے -

مقاصد و نتایج رسالہ

اس رسالہ کی اشاعت ان لوگونکی طرف سے ہی جو تحقیق و تقلید مین حد اعتدال پر ہین - نہ **مقلدین** زمانہ حال جیسے **مقلد** ہین کہ جو کچھ پہلے علمانے کہا ہے اسی لکیر کے فقیر ہو رہے ہین - اپنی فہم و **عقل** کو دلایل (کتاب و سنت کے) سمجھنے مین دخل نہین نہ **نیچریہ** کیسے **محقق** ہین کہ اپنی تحقیق کے سامنے خدا و رسول کی بھی نہین اور انکی تقلید سے بھی انکاری ہو بیٹھے ہین - لہذا دونون فریق کی افراط و تفریط کی اصلاح اس رسالہ کے بانیونکا مقصد ہے اور اوسکے اجرا سے صرف یہی غرض و مطلب ہے - بنا علیہ پہلے انکی توجہ اس رسالہ اور تحریرات مندرجہ ضمیمہ اخبار سفیر ہند کی افہام مقلدین کیطرف رہی - اور مئی ۱۸۷۷ء سے فروری ۱۸۷۹ء تک انکی فہمایش عمل مین آتی رہی - جب اس سعی کی کچھ تاثیر اس گروہ مین ظاہر ہوئی اور انکی طرف فی الجملہ طمانیت ہوئی یعنی تقلید کی برائی بہت لوگونکے جی مین آگئی کسی نے تو بر بلا متابعت کتاب و سنت، اختیار کی اور کسی نے بر طبق المخاموشی نیم رضا سکوت سے یہہ بات مان لی تو انکی توجہ دوسرے گروہ (نیچریہ) کیطرف مصروف ہوئی - اس **تحویل** توجہ کی یہ **وجہ** بھی ہوئی کہ تقلید کا ضرر اسلام مین ایسا انتہا جو نیچریہ کی تحقیق کا ضرر پہلنے لگا - تقلید سے تو صرف فروع اسلام کا اتباع چھوٹتا تہا - تحقیق نیچریہ سے اصول اسلام کا اتباع بھی لوگون سے چھوٹنے لگتا تہا لہذا تصفیہ مقدمہ تقلید کو ویسا ہی ناتمام چھوڑکر

نیچریہ کا افہام یا افحام نہایت ضروری قرار دیا
گیا اور مارچ ۷۹ء سے انکا خطاب شروع ہوگیا
پس اس کارروائی نے اس دس مہینے کی مدت مین وہ
اثر دکھایا کہ بجز تقلید کے بونے دو سال مین وہ
اثر ظاہر نہوا تھا جو الحاد کا دروازہ اضلاع پنجاب
لاہور۔ لودہانہ۔ جالندر۔ ہوشیارپور۔ وغیرہ
مین کہلاتا تھا وہ خود بخود مسدود ہوگیا اور جو فتنہ
خیالات نیچریہ کا بلاد ہندوستان مین پہلا ہوا تھا
وہ بھی کچھہ فرو ہوا یعنے جاہل تھا کہ اشخاص
پنجاب کے دجو اتباع قرآن چھوڑکر نیچری ہوگئے
یا ہونے لگے تھے اور اس رسالہ کے شائع ہونے
سے وہ پھر متبع قرآن و حدیث ہوگئے انکی فہرست لکھنے
مگر اس خیال سے کہ مبادا وہ سابق حال کی برائی کی
اشاعت کو پسند نکرین اس فہرست کو ملتوی رکھا
اس رسالہ کی اشاعت پہلی (جبکہ اسمین مقلدین سے
خطاب تھا) محدود تھی۔ اور جب سے ان حضرات
نیچریہ کا خطاب شروع ہوا نہایت وسیع ہوگئی
ہے۔ اسوقت۔ پنجاب۔ سندہ۔ اودہ۔ بنگال۔
بہار۔ ملبار۔ مدراس۔ دکہن۔ عرب۔ وغیرہ بلاد
کے بہت شہرون مین یہہ رسالہ جاتا ہے اور ابتدا
سے آجتک سوے دو باتین مواضع کے کہین سے
واپس نہین آیا اور نہ بجز دو چار اشخاص کے کسی نے
خریدار ہوکر انکار کیا ہے۔ ہمیشہ معمولی مقدار
خریدارون سے سولنخہ زیادہ چھپوایا جاتا ہے
پہر بھی سال ختم ہونے نہین پاتا کہ وہ سو بھی
ختم ہوجاتا ہے پہر اور لوگون سے خرید کرکے شائقین
کو دیا جاتا ہے اسوقت ۷۸ء و ۷۹ء کے پورے بہ حجم
دو فائل سے زیادہ ہمارے پاس نہین۔ اور ۷۹ء کے
بھی پورے فائل اسوقت چار سے زیادہ نہین۔
یہی وجہ ہے اس رسالہ کی قیمت روانگی
سال مین چھہ روپیہ بلکہ تین روپیہ سالانہ بھی ہے
پہر بعد اختتام سال انہین پرچون کی قیمت بارہ روپیہ
سالانہ سے کم نہین ہوتی بخلاف اور اخبار و رسائل
کہ وہ وقت گذر جانے کے بعد تقویم پارینہ سے زیادہ
وقعت نہین رکہتے اور روپیون کی جگہہ پیسونکو بکنے لگتے ہین
تہذیب الاخلاق سنین گذشتہ کی بھی انہین کے
سلسلہ مین منسلک رہی ہے پہلے چار روپیہ سالیانہ
کو ملتی تہی پہر دو اور ڈہ سے کم کو بھی بکنے لگی اور اخبار
و رسائل مذہبیہ کو جنمین تہذیب الاخلاق وغیرہ تصانیف
احمدیہ بھی داخل ہین صرف انکی ہم خیال ہی لیتے ہین
ہمارے رسالہ کو مخالف و موافق سبھی خرید کرتے ہین
خصوصاً سید احمد خانصاحب کے مغز ہم خیال نہایت قدردانی

اسکو خرید کرتے ہین اور درجہ دوم کی قیمت اسکے عوض عطا فرماتے ہین۔

اللہ تعالے سے امید ہے کہ اپنی عنایت اور اس رسالہ کے بانیونکی نیک نیتی کی برکت سے اسکی ترقی کو روز افزون کریگا۔ اور اسکے اثر و قبولیت کو ترقی بخشیگا۔ آمین ثم آمین۔

انتظام جدید رسالہ

اس سال سے اس رسالہ کو (بلحاظ قیمت) معمولی اخبارونکی طرح سمجھنا چاہیے۔ اسکی قیمت کو بطور رسائل نفلی چندہ تصور نکرنا چاہیے۔

(۲) جن لوگون کو یہہ رسالہ مفت دیا جاتا تہا اب بہی انکو مفت بہیجا جاویگا صرف خریدارون کے حق مین اسکا صیغہ بدل گیا ہے۔

(۳) یہہ رسالہ آجتک انجمن اشاعۃ السنۃ کے متعلق رہے اب یہہ خاص مولف کے متعلق ہوگا ہی لیے مؤلف کی رائے مین اسکی نسبت یہی امر قرار پایا ہے۔

(۴) اس نقل و تحویل تعلق کی وجہ ہوئی کہ آجتک جو رسالہ کو انجمن سے تعلق رہے اسکا اثر نہ انجمن سے رسالہ کو پہونچا نہ رسالہ سے انجمن کو۔ بلکہ یہہ اثر و تاثر رسالہ اور مؤلف رسالہ ہی مین دائر رہے۔

اثر انجمن رسالہ کو یہہ پہنچنا مناسب تہا کہ ممبران انجمن اسکی اجرا و ترقی کی تدبیرین نکالتے اور رنج و راحت و نفع و نقصان مین اسکے شریک ہوتے۔ زمانہ تنزل آمدنی مین اسکی مصارف کی تدبیرین کرتے۔ اور علی الخصوص علماء بارسال مضامین اسکی مدد کرتے۔

اثر رسالہ انجمن کو یہہ پہنچنا مناسب تہا کہ اسکے امور خبرہ وکل انکے سامنے پیش ہوتے۔ اور اسکے متعلق کارروائیو مین انکی آرا لیے جاتے۔

مگر آجتک دونون جانب کی آثار کا مرجع و مدار یہی (مؤلف) خاکسار (مصداق یک جان صد آزار) اثر رسالہ انجمن کیطرف پہنچانے سے اسکا واقعی مثل مذکور کا مصداق ہونا یعنے انواع اشتغال مین مصروف رہنا مانع رہے۔ اور اثر انجمن رسالہ کو پہنچا ممبرون کی عدم توجہی سے ہوا۔

لہذا اس تعلق کا ہونا نہونا یکسان نظر آیا اور اسکا رفع قرار پایا۔

اب اس رسالہ کے جملہ امور کا مؤلف رسالہ ہی سے تعلق ہے۔ انجمن اشاعۃ السنۃ کو بجز اسکے اشاعۃ مضامین مین اعانت کرنے کے اس سے اور کچہہ تعلق نہین ہے پس ممبرونکو اپنے زر اعانت کی نسبت اختیار ہے خواہ اسکو معاونت دین سمجہکر جاری رکہین خواہ

موقوف کرکے حسب شرح معروضہ ٹیٹل پیج رسالہ خریداروں کے زمرہ مین داخل ہوجائینگے۔

طرز جدید رسالہ

اب یہہ رسالہ بطور سابق حصص پر منقسم نہوگا۔ بلکہ اخباروں کی طرز پر مختلف مضامین (یکے بعد دیگری) سے بحث کیا کریگا۔ ہان جو طولانی مضمون ہوگا (جیسے بحث اثبات نبوت یا مذہب و معاشرت ہی) اسکو ہمیشہ ماقبل و مابعد سے منفصل کرکے لکھا جائیگا پھر بعد اختتام خواہ اسکو ناظرین ترتیب رسالہ پر رہنے دین خواہ مختلف اجزا کو یکجا کرلین۔

مذہب و لامذہبی

یہہ وہ مسئلہ ہے جسکا اجمالی ذکر نمبر ۱۲ جلد ۲ مین گذرا ہی۔ اب بحسب وعدہ اسکا تفصیلی بیان قلم مین آتا ہے مذہب سے ہماری مراد اوس مجموعہ احکام و قیود کی پابندی ہی جو اہل مذاہب مشہورہ (اہل اسلام۔ یہود و نصاریٰ وغیرہ) کے نزدیک الہامی و آسمانی خیال کیا جاتا ہے اور لامذہبی سے اس پابندی سے آزادی مراد ہی۔

از پیل سید احمد خانصاحب بہادر اور اونکے ہم مشرب لامذہبی کو پسند فرماتے ہین اور مذاہب کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے ہین اور اہل مذاہب خصوصاً اہل کی ہمیشہ مذمت کرتے ہین اور لامذہبی کو بہت مبالغہ سے سراہتے ہین امر اول کی تفصیل تو تاریخ اشاعت السنہ مین ہوچکی ہے۔

---

† اس مجموعہ احکام پر مذہب کا اطلاق حضرات مخاطبین کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ چنانچہ ایک رکن رکین زمرہ مخاطبین کا قول تہذیب ماہ رجب ۹۶ھ مین بصفحہ ۴۰ منقول ہے "کہ جب یہودیون یا عیسائیون یا ہندو یا مسلمانون کے مذہب کا ذکر کرتے ہین تو ایک معنی مذہب کے یہہ ہوتے ہین کہ مسائل مذہبیہ کا ایک مجموعہ احادیث یا مذہبی احکام کی کتاب سماوی سے اُن پاس پہونچا ہے اور اسکے موافق اُنکا ایمان و عمل ہے"

†† دیکھو اشاعۃ السنہ جلد ۲ کے نمبر ۹ - و ۱۱-۱۲ کے ابتدائی اوراق اور نمبر ۱ کا صفحہ ۲۹۷ جنمین انکے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے کہ جناب سید احمد خانصاحب لوگون سے قیود مذہبی چھوڑاتے ہین اور یہہ نصیحت فرماتے ہین کہ نہ رکھو روزہ نہ پڑھو کہانہ جاؤ مسجد نہ سجدہ۔ وضو کا توڑ دو کوزہ شراب شوق پیتا جا۔ اور ۹ جلد ۲ صفحہ ۲۱۸ مین اُسی رکن رکین کا (جسکا ذکر اوپر گذرا) یہہ قول منقول ہے کہ تحقیقت مین غور

اور آئندہ بھی ہوتی رہیگی - اس مقام مین تفصیل امر مذکور ہمارا مقصود نہیں ہے بلکہ یہہ ہے
کہ اہل مذاہب خصوصًا اہل اسلام کی مذمت اور لامذہبون کی مدحت آپکی اکثر تحریرون مین پائی جاتی ہے
جن سب کا خلاصہ یہہ ہے کہ ایمانداری و صدق شعاری و نیک نیتی و حسن سیرتی لامذہبون ہی کا خاصہ ہے
و بے ایمانی و بے تمیزی و ریاکاری و مکاری اہل مذہب کا شیوہ پرچہ جمادی الثانیہ ۱۳۱۶ھ مین اپنے
بضمن مضمون نیچری علماء اہل اسلام کو مجسمہ ہونے سے متہم کیا ہے اور کہا ہے کہ انکی طریق وضیاع پر خدا
ایک نہایت قوی ہیکل گران ڈیل لمبے لمبے ہاتھ پاؤن بورکیسی بنڈلیا انسان کی صورت گوری
گوری رنگت نورانی چہرہ سفید ڈاڑہی مکٹ تاج - یا لال پیندی ٹوپی تخت پر بیٹھا ہوا خیال کیا جاتا ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵

لر کے دیکھو تو ساری الہامی مذہب نیچریہ مذہب کے بدعتی فرقے ہین - اس سے آپکا مقصود یہہ ہے کہ اصل مذہب
یہی لامذہبی ہے - جو نیچری مذہب سے تعبیر کیا جاتا ہے اسکے سوائے جسقدر مذہب الہامی کہلاتے ہین وہ اسی
مذہب سے بگڑ بگڑ کر مذہب بنگئے ہین - چنانچہ اس دلیر بہادر کے اقوال ذیل اس مقصود پر شاہد ہین -
اسی پرچہ تہذیب مین بصفحہ ۵ اسکا قول ہے - کہ جب محققان مذہب نے تاریخی مذہبون کی (یعنی وہ مذہب
جو تاریخ رکھتے ہین) تشریح و تحلیل کی اور ہر مذہب کی تشخصات اور خصوصیات کو دور کیا - تو باقی چند اصول ہے
جو سب مذہبون مین ایک ہی اور سب مین مشترک و متحد (اون اصول کو اپنے صفحہ ۱۵ مین بیان فرمایا ہے
یعنی خدا کا ہر جگہہ موجود ہونا - ہر شے پر قادر ہونا - عالم الغیب ہونا - ازلی و ابدی و واجب الوجود ہونا -)
اور ان اصول مشترک و متحد کا نام مذہب نیچریہ ہے - اس قول مین صاف تصریح ہے کہ نیچری مذہب
رفع قیود الہامی مذاہب سے عبارت ہے جو عین لامذہبی ہے گو حضرات نیچریہ کے نزدیک اصل مذہب یہی ہے -
اور اسی پرچہ کے صفحہ ۱۵ مین اسکا قول ہے کہ "مذہب کا قاعدہ ہوا کا سا ہوتا ہے خواہ وہ کیسی ہی
پاک و صاف چشمے سے نکلے مگر جب چلیگی تو اسکے ساتھہ ضرور الائشین ملجا و نگی اور اسکو ناپاک و غلیظ کر دینگی -
یا مذہب ہوا کا سا ہوتا ہے جب تک وہ اپنے منبع سے نکل کر زور و شور سے ادہر ادہر کنارون کو دباتا ہوا اور کہین
تالابون مین اور دریاؤن مین اور نالون مین پہیلتا ہوا چلا جاتا ہے دریا رہتا ہے اور جب وہ ایک جگہہ

اور نیچری خدا کی عظمت وجلالت شان کا اعتقاد رکھتے ہین۔

پھر اُسی پرچہ مین بضمن مضمون **انشاء اللہ** فرمایا ہی کہ پرہیزگار، مولوی، عالم، شرع پر چلنے والے لفظ انشاء اللہ کو قسم سے بچنے، وعدہ پورا نکرنے، بیگناہ دہوکا دینے، جھوٹ بولنے اور جھوٹا ٹھہرنے کی استعمال کرتے ہین اور نیچری جب یہہ لفظ بولتے ہین تو وعدہ کو خوب پختہ وسچا کر دکھاتے ہین۔

اور پرچہ ذیقعدہ ۹۶ھ مین آپنے فرمایا ہی۔ ہمنے بہت اہل مذاہب اور شریعت پر چلنے والونکو دیکھا ہے اور ایسے تعلیم وتربیت یافتہ لوگونکو بھی دیکھا ہی جنکو لامذہب کے حق اعتبار سے کہا جاسکتا ہی۔ ہمنے ان پچھلونکو ان پہلون سے ہزار درجہ زیادہ نیک اور ایماندار پایا ہے۔ پہلے کو نہ برائی کے برائی ہونیکا دلی یقین ہوتا

ٹھہر رہجاتا ہے تو دریا نہین رہتا اور بند پانی کیطرح سڑنے لگتا ہی۔" ان اقوال مین بھی اقرار تصریح ہی کہ جو بند شیخ مذاہب سماویہ الہامیہ مین لگے ہین وہ الہام سے کیون نہو چنانچہ قائل ان اقوال کا مجموعہ احکام مذہبی کو احکام سماوی کہنا بہتر بتاتا ہی یہہ سب الاشین ہین اور گندے پانی کی مانند نہین۔ اصل مذہب وہی لامذہبی ہے۔ یہ ان بندشون سے آزاد ہی۔ اُس سے انکا لامذہبی کو پسند کرنا اور مذہب کو ناپسند فرمانا آفتاب نیم روز کی طرح عیان ہے۔ رہا اسکے بطلان فساد کا بیان سو بہت کچھ اشاعۃ السنہ مین ہوچکا ہی اور رہا سو آیندہ ہوگا۔ یہان صرف اُنکی ارتضا لامذہبی کا لوگون کو جتانا منظور تھا سو بخوبی ہوگیا

ایک فائدہ اس بیان سے یہہ بھی نکلا کہ جو جناب سید احمد خانصاحب نے پرچہ ماہ رجب ۹۶ھ مین ہمسے سوال کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب موحد واہلحدیث ہمکو بتاوین کہ جناب ممدوح ہم لوگون کیکن مضمونین نیچری فرماتے ہین تو ہم نہایت خوش ہونگے۔ اسکا جواب بھی آگیا اور جس معنے کر آپ نیچری ہین اسکا بیان آپ ہی لوگونکی کلام سے بطبق تصنیف مصنف نیکو کند بیان ہم غرض خدمت ہوا اس سوال کا جواب ہم پھر بھی دینگے جب چند مباحث سے (جنمین نیچرون کی تشریح عقائد چاہیئے ہین) فارغ ہونگے۔

ہی نہ بھلائی کی بھلائی ہونیکا۔ وہ سمجھتا ہی کہ وہ چیز اسلئے بری ہی کہ بری کہی گئی ہے، اور یہ چیز اسلئے اچھی ہے کہ اچھی کہی گئی ہے۔ اسکے دل پر کوئی لازوال اثر اسکا نہین ہوتا۔ برخلاف اسکے آخر پچھلے شخص کو برائی کے برا ہونیکا اور بھلائی کے بھلا ہونیکا دل سے یقین ہوتا ہی جو کسیطرح زائل نہین ہوسکتا، اور اسی لئے اعمال اور برتاؤ مین اور نیکی مین یہ پچھلا شخص پہلے سے ہزار درجہ زیادہ نیک ہوتا ہے۔

پہلا شخص اس برائی کو کسی حیلہ سے چھپا کر نیکی کوشش کرتا ہی، وہ ایک بے گناہ معصوم عورت کو حیلے سے بہکا کرلے آتا ہی، لوگونکا مال حیلہ سے کہا لیتا ہی جن کاموں کو اُسنے اوپرے دل سے ناجایز سمجھ رکھا ہے انکو جایز کرنیکے لئے سیکڑون حیلے پیدا کرتا ہے اور کتب فقہ مین دفتر کے دفتر کتاب الحیل کے لکھدیتا ہی۔ یہی سبب ہے کہ تمام مذہبون مین جوگ زیادہ مقدس گنے جاتے ہین، خواہ وہ یہودی مذہب کے ربی قومین ہون، یا عیسائی مذہب کے پوپ، یا بدھ مذہب کے کرو یا مسلمانی مذہب کے مولوی اکثر انمین مکار و دغاباز و بیمہر اور ریاکار دکھائی دیتے ہین یقولون مالا یفعلون انکا تیہٹ مذہب ہوتا ہے۔ خدا کو دہوکا دیتے ہین، دنیا کو دہوکا دیتے ہین۔ ہر حیلے سے ہوائے نفس کو پورا کرتے ہین اور اپنا دوزخ بھرتے ہین۔

پچھلا شخص ایک سیدھا سادھا آدمی ہوتا ہی برائیونکو دل سے برا جانتا ہی حتی المقدور انسے بچنے کی کوشش کرتا ہی۔ اسکا یہ یقین ہے کہ وہ درحقیقت بری ہین انکو کسی حیلے سے اچھا بنا لینا نہین چاہتا۔ وہ کسی عورت کو حیلہ سے بہکا لانیکو بیگناہ نہین سمجھتا وہ بدنظر کو آنکھ کا گناہ، زبان سے فریبی باتین کہکر بہکانیکو زبان کا گناہ، ظاہر مین وعظ کے حیلہ سے مکر اور نیت سے کسی کے گھر جانیکو پاؤن کا گناہ سمجھتا ہے۔ کسی برے کام کو کسی حیلہ سے اچھا ہوجانیکا اسکو یقین نہین ہوتا۔ ہان وہ بھی بڑے کام کرتا ہی مگر اسکا دل بہمیشہ رنج کرتا ہی اور وہ یقین سمجھتا ہے کہ مینے برا کیا ہی۔ مگر وہ پہلا شخص اپنے حیلونکی بدولت اسکو برا نہین سمجھتا اور اسکی برائی اسکے دل مین نہین رہتی، نہ خدا سے شرم کرتا ہے اور نہ دنیا سے۔ مسجد کے غسلخانہ مین نہاکر ڈاڑھی چھنٹکا عمامہ باندھ کر پہن چاند سامنہ لیکر ممبر پر وعظ کو آن بیٹھتا ہی اور نہایت قرأت سے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتا ہی اور بالکل خیال نہین کرتا کہ جس سے پناہ مانگتا ہی وہ ممبر پر ہی ہے۔ نیچری کافر ہون یا لامذہب یا بدمذہب وہ ایسے مذہب کو جیسا کہ ممبر پر عوذ باللہ پڑھنے والے

باقی آئندہ

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

المانع واستعدت للاتصال بالجواہر الروحانیۃ التی بہا نقش الموجودات کلہا المعبرۃ عنہا فی الشرع باللوح فانطبع فیہا اعنی فی النفس ما فی تلک الجواہر من صور الاشیاء لاسیما ما یناسب اغراض النفس ویکون مہما لہا ویکون انطباع تلک الصور فی النفس بہا کانطباع صورۃ مرآۃ فی مرآۃ اخری تقابلہا عند ارتفاع الحجاب بینہما وکل ما یکون فی احدی المرآتین یظہر فی الاخری بقدرہ۔ ثم ذکر سبب الرؤیا الکاذبۃ فی الامر السادس ثم قال السابع فی معرفۃ الغیب فی الیقظۃ ہو ان سبب الحاجۃ الی النوم لادراک علم الغیب بالرویا اورد ما من ضعف النفس وکون الحواس شاغلۃ لہا فاذا رکدت الحواس اتصلت النفس بالجواہر واستعدت للقبول منہا ویمکن انیکون ذلک لبعض النفوس فی الیقظۃ من وجہین احدہما ان تقوی النفس قوۃ لاتشغلہا الحواس والاستیلاء علیہا بحیث تستغرقہا وتمنعہا بل تشبع بقوتہا الی النظر الی جانب العلو والسفل جمیعا کما تقوی بعض النفوس فتجمع بین ان تکتب وتتکلم وتسمع فمثل ہذا النفس یجوز ان یفتر عنہا شغل الحواس وتتطلع الی عالم الغیب فیظہر لہا منہ بعض الامور فیکون مثل البرق الخاطف وہذا نوع من النبوۃ ثم ان ضعفت المتخیلۃ بقی فی الحفظ ما انکشف من الغیب

وہ متصل ہوجاتی ہو تو جو نقوش موجود اون روحانیات میں پائے جاتی ہین وہ روح مین نقش ہوجاتے ہین خصوصًا وہ نقوش جو اغراض روح (دینی یا دنیوی۔ ذاتی یا قومی) کے متعلق ہوتے ہین یہہ نقش ہونا ایسا ہی جیسے ایک آئینہ کی صورت دوسرے آئینہ مین جو اوسکے مقابل ہو نقش ہوجاتی ہے اور ویسے کی ویسے ہی اسمین نظر آتے ہین۔ پہر امام غزالی نے امر ششم مین جو ہوئی خوابونکا سبب بیان کیا پہر کہا امر ہفتم۔ **بیداری مین غیب دانی** کے سبب کے بیان مین ہو وہ یہہ ہو کہ روح کا غیب جاننے مین خواب کا محتاج ہونا اسی سبب سے ہو کہ روح ضعیف ہوتی ہو تو وہ بیداری مین حواسکے شغل مین رہتی ہو جب حواس معطل ہوجاتے ہین تو وہ روحانیات سے متصل ہوجاتی اور انکی نقوش معلومات کو قبول کرنیکے لائق ہوجاتے ہین اور بعض روحون کو یہہ تا بیداری مین حاصل ہونی ممکن ہے اسکے دو سبب ہوسکتے ہین ایک یہہ کہ روح مین ایسی قوت ہوتی ہے کہ اس کے سبب حواس اسکو روک نہین سکتی اور اسیر غلبہ نہین کرلیتے کہ اسکو محسوسات مین مستغرق کردین اور عالم غیب سے ہٹا لین بلکہ وہ اپنی قوت کے سبب عالم بالا و عالم محسوسات دونو کیطرف نظر کرسکتی ہو جیسے بعضے ایک ہی حالت مین لکھتے بھی جاتے ہین اور بولتے بھی رہتے ہین اور سنتے بھی جاتے ہین ایسے ارواح کو لئے جائز ہو کہ یہہ شغل حواس سے

بعینہ وکان وحیا صریحا۔ وان قوت المتخیلۃ اشتغلت بطبیعتہا المحاکات فیکون ہذا الوحی مفتقرا الی التاویل کما تفتقر الرؤیا الی التاویل **السبب الثانی** ان یغلب علی المزاج الیبوسۃ والحرارۃ حتی تصرفہ یقظۃ الحواس عن موارد الحواس فیکون سمع فتح العین کالمبہوت الغافل عما یری ویسمع وذلک نصف خروج الروح الی الاظہار فہذا ایضا لا یستحیل ان ینکشف لنفسہ من الجواہر الروحانیۃ شیئ من الغیب فیتحدث بہ ویجری علی لسانہ فکانہ ایضا غافل عما یتحدث بہ وہذا ہو الجذبۃ لبعض المحابین والمصروعین وبعض الکہنۃ من العرب فیحدثون بما یکون موافقا لما سیکون وہذا النوع ناقصان والاول نوع کمال انتہی کلام الغزالی فی کتاب المضنون بہ علی اہلہ۔

ڈھیلی ہوکر عالم غیب پر مطلع ہوتی ہے اور اس پر بعض کام سطح ظاہر پر ہوتے ہیں جیسے بجلی۔ اور یہہ امر نبوت کی ایک شاخ ہے۔ پھر اگر قوت خیال کمزور ہوتی ہے تو جو کچھ غیب سے منکشف ہوتا ہے وہ بعینہ محفوظ رہتا ہے اور یہہ صاف وحی ہے اور اگر قوت خیالی قوی ہوتی ہے تو وہ اوہام میں خیالات بھی ملا دیتی ہے یہہ وحی محتاج تاویل ہوتی ہے جیسے خواب میں محتاج تعبیر ہوتی ہیں۔ دوسرا سبب بیداریمیں غیب دانی کا یہہ ہے کہ بعض شخصوں کے مزاج میں گرمی و خشکی کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ وہ مانع مشاہدہ محسوسات سے رہ کر دیتا ہے پس باوجود کھلی ہوئی آنکھوں کے یہہ سننے کی طرح مبہوت و مسموعات سے غافل ہوتا ہے کیونکہ اسکی روح (جبلی) داخل بدن ظاہر کیجانب کم لگی رہتی ہے۔ ایسے شخص پر جواہر روحانیہ سے کچھ منکشف ہو جانا اور اسکی زبان سے اسکا سرزد ہونا (جبکی اسکو خبر بھی نہ ہو) بعید نہیں ہے۔ یہی بات ہے جو بعض

دیوانوں اور بیہوشوں اور عرب کے کاہنوں میں پائی جاتی ہے جو آیندہ کی ایسی باتیں بتاتی ہیں جو مطابق واقع ہوتی ہیں یہہ **قسم دوم** کا ہے جو **قسم اول** (جو انبیاء سے مخصوص ہے) **نوع کمال** ہے۔ کلام امام غزالی تمام ہوا جو کتاب المضنون بہ علی اہلہ میں ہے۔

یہہ بات جو خواب و بیداریمیں انکشاف غیب کے لحیت میں امام غزالی نے فرمائی ہے اسکی صحت کا فلاسفہ کو اعتراف ہے جو انبیاء کا اتباع نہیں کرتے اور اجمال کے بیچون کیطرف خلاف عادت و برخلاف قانون قدرت کسی بات کو نہیں مانتے) یہی اعتراف رکھتے ہیں چنانچہ **امام رازی** کتاب **المطالب العالیہ فی الحکمۃ الالہیۃ** کی کتاب نبوت میں ملاحظہ کیجئے صرف یہی نقل کرتے ہیں کہ بیچر خوابوں کے سبب کا بیان دو مقدمہ پر موقوف ہے

اما الرؤیا الصالحۃ فالکلام فی ذکرہا مفرع علی مقدمتین احدیہما ان جمیع الامور الکائنۃ فی ہذا العالم الاسفل مما

ایک یہ جسقدر امور اس عالم سفلی (دنیاوی) سابقاً ہو چکے ہیں یا آیندہ ہونیوالے ہیں یا بالفعل ہو رہے ہیں

کان وما سیکون وما ہو کائن ہو موجود فی علم الباری
وعلم الملئکۃ العقلیۃ والنفوس السماویۃ والثانیۃ ان
النفوس الناطقۃ من شانہا ان تتصل بتلک المبادی
وتنتقش فیہا الصور المنتقشۃ فی تلک المبادی للاجل
ان النفس الناطقۃ غیر قابلۃ لتلک الصور للاجل ان
استغراق النفس فی تدبیر البدن صار مانعا من ذلک الاتصال
التام اذا عرفت ہذا فنقول ان النفس اذا حصل لہا
ادنی الفراغ من تدبیر البدن اتصلت بطباعہا بتلک
المبادی فینطبع فیہا بعض الصور الحاضرۃ عند تلک
المبادی وہو الصورۃ التی ہی الیق بتلک النفس
ومعلوم ان الیق الاحوال ما یتعلق باحوال ذلک الانسان وباصحابہ
وباہل بلدہ واقلیمہ واما انکان ذلک الانسان منجذب
الہمۃ الی تحصیل المعقولات لاجرم لہا تنتشار
ومن کانت ہمتہ الی مصالح الناس رأیتہ اذا نطبعت
تلک الصور فی جوہر النفس اخذت المتخیلۃ فی حکایۃ
تلک الصور بصور جزئیۃ تناسبہا ثم تلک الصور
ینطبع فی الحس المشترک فہذا ہو سبب الرؤیا فی المنام
واعلم ان النفس الناطقۃ اذا کانت کاملۃ القوۃ قویۃ
بالوصول الی الجواہر العالیۃ والسافلۃ وتکون فی القوۃ
بحیث لا یشغلہا تدبیر البدن عما لہا من
الاتصال بالمبادی المفارقۃ ثم اتفق ایضا ان

وہ سبھی خدا کی اور عقول و نفوس فلکیہ (بزعم فلاسفہ)
کی علم میں موجود ہیں۔ دوسرا یہ کہ ان مبادی (عقول
وغیرہ) سے نفس ناطقہ (روح انسانی) کا اتصال ممکن ہے
اسکی یہ وجہ نہیں کہ نفس ناطقہ خود ان علوم کا محل ہیں
ہے۔ بلکہ وجہ اسکی یہ ہے کہ نفس کا تدبیر بدن میں مستغرق
رہنا اس اتصال سے مانع ہے۔ جب یہ تو نے جان لیا تو اب
ہم (فلاسفہ کیطرف سے) کہتے ہیں کہ جب نفس کو تھوڑی
سی بھی تدبیر بدن سے فراغت ہوتی ہے تو وہ
اپنے طبعی تقاضا سے ان مبادی سے متصل ہوجاتا
ہے تو ان میں بعض صورتیں جو مبادی میں ہیں نفس
ہو جاتی ہیں جیسیکہ اس نفس کے لائق حال ہوتے ہیں
اور یہ خود معلوم ہے کہ ہر شخص کے لائق وہ چیز
ہوتی ہے جو اوسکے متعلق ہو یا اوسکے ساتھیوں کے
یا اوسکے ملک والوں کے اور اگر کسیکی ہمت تحصیل
معقولات کیطرف متوجہ ہوتی ہے تو اوسکو ویسے
ہی باتیں نمایاں ہوتی ہیں اور جسکی ہمت لوگونکی
اصلاح کیطرف متوجہ ہوتی ہے (جیسے انبیاء) وہ ویسی
ہی صورتیں دیکھتے ہیں۔ پھر جب وہ صورتیں ان
مبادی سے ذہن نفس میں آتی ہیں تو قوت خیالی
ان صورتوں کی مناسب صورتیں خیال میں ڈالتی
ہے پھر وہ خیالی صورتیں حس مشترک میں دکھائی دیتی ہیں

کانت قوتہ الفکریۃ قویۃ قادرۃ علی انتزاع لوح
الحس المشترک عن الحواس الظاہرۃ فحینئذ لا یبعد ان
تقع لمثل ہذہ النفس فی حال الیقظۃ مثل ما یقع للنائمین
من الاتصال بالمبادی۔ والنفوس التی لیس لہا
من القوۃ ما تقوی علی الاتصال بعالم الغیب
فی حال الیقظۃ ربما استعانت بامداد مثل الحس والتخیل
فتستعد النفس بسبب حیرتہا وانقطاعہا فی تلک الحظۃ
عن تدبیر البدن لانتہاز فرصۃ ادراک الغیب
والشرط فی ہذا ان یکون ذلک الانسان ضعیف
العقل مصدقا لکل ما یحکی لہ مثل الصبیان والنسوان
والبلہ فہو لا اذا ضعفت حواسہم وکانت اوہامہم
شدیدۃ الانجذاب الی مطلوب معین فحینئذ
تقع لنفوسہم التفات فی تلک الحظۃ اللطیفۃ الی
عالم الغیب وتبلغ ذلک المطلوب فتارۃ یسمع
خطابا ویظن انہ من جنی وتارۃ تتراءی لہ صور
مشاہدۃ فیظن انہا من اعوان الجن فیلقی
علیہ ما ینطق بہ فی اثناء الغشی فیاخذہ السامعون
ویبنون علیہ تدابیرہم فی مہماتہم۔ فہذا منتہی
ما قرروہ الشیخ الرئیس فی ہذا الباب۔

سیجی خواب دیکھنیکا یہی سبب ہے اور جن نفوس میں
قوت رکھتا ہی اور جانب علوی (عالم بالا) اور
جانب سفلی (دنیا) دونوں کو پہنچ سکتا ہی اور اسکی
قوت ایسی ہوتی ہی جسکے سبب اسکا تدبیر بدن میں
مشغول رہنا اون مجردات کے اتصال سے مانع نہیں
ہوتا پر یہہ بھی اتفاق ہوتا ہے کہ اسکی قوت فکریہ
ایسی قوی ہوتی ہے کہ وہ اسکی حس مشترک کو تحت تصرف
حواس ظاہری سے نکال لینے پر قادر رہتی ہے تو اسوقت
اس نفس کو بحالت بیداری وہ اتصال (جو خواب والوں
کو مبادی سے حاصل ہوتا ہے) حاصل ہونا بعید نہیں ہے
اور جن نفوس میں اسقدر قوت نہیں ہوتی
کہ اس سے وہ حالت بیداری میں اتصال مجردات کے
طاقت رکھیں تو وہ حالت بیداری میں ایسی چیزوں سے
مدد لیتے ہیں جو انکو مدہوش کردے اور خیال کو
حیرت میں ڈالدے پس وہ اپنی اس حیرت اور تدبیر
بدن سے انقطاع کے سبب ادراک غیب کے فرصت پانے کے قابل
ہوجاتے ہیں۔ اسکی شرط یہہ ہے کہ وہ انسان (جسکی نفوس
ایسے ہوں) کم عقل ہوں جو ہر بات کو جو اونکے خیالات
بتادیں مان لیں جیسے بچے اور عورتیں اور نادان
لوگ ہوتے ہیں یہ لوگ جبکہ انکی ہوش و حواس ضعیف ہوتے ہیں اور انکی وہم مطلب کے
باتونکیطرف سخت مشغول رکھتے ہیں تو انکی نفوس کو اس لحظہ بیہوشی میں عالم غیب کیطرف توجہ ہوجاتی ہے اور وہ اپنی مطلب

کو پہنچ جاتے ہین بس کبھی کوئی بات غیب سے سن لیتے ہین تو اور مکو جن کیطرف سے سمجھتے ہین اور کبھی اونکو کچھہ کچھہ صورتین دیکھائی دیتی ہین - جنکو ، وہ گروہ جنون کی صورتین سمجھتے ہین - اس بیہوشی کیحالت مین انپر غیب سے القا ہوتا ہے جو وہ زبان سے کہتے ہین اور اوسکو سننے والے سن لیتے ہین پھر اسپر اپنی جہوٹی تدبیرونکی بناڈالتے ہین - یہہ شیخ رئیس فلاسفہ کی آخر تقریر ہے جو اس باب مین اسنے کہی ہے -

یہہ تقریر رئیس فلاسفہ (بوعلی بن سینا) کی کتاب اشارات کی نمط عاشر مین (جو اسوقت ہمارے پیش چشم ہے) موجود ہے اصل تقریر مین کسقدر طول و اشکال تہا جسکے سبب اسکا سمجھنا اکثر ناظرین رسالہ پر دشوار تہا اسلئے اسکی نقل سے تعرض نہوا اور بجائے اسکے اسکا خلاصہ امام رازی کی مطالب عالیہ سے نقل کیا گیا اس تقریر کے خاتمہ مین شیخ الفلاسفہ نے کہا ہے کہ یہہ باتین (جو اس تقریر مین کی گئی ہین) تجربہ و مشاہدہ سے ثابت ہین

هذه الاشیاء انما هی ظنون امکانیة یصیر الیها من امور عقلیة ولکنها تجارب لما ثبتت طلب لها اسبابا من السعادات المتفقة لجی الاستبصار ان یعرض لهم هذه الاحوال فی انفسهم او یشاهدوا امرا لاغی غیرهم حتی یکون ذلک تجربة لهم فی اثبات امر عجیب فاذا اتضح جسمت الفائدة واطمئنت النفس الی وجود تلک الاسباب وخضع الوهم ولم یعارض العقل ثم انی لو اقتصصت جزئیات هذا الباب فیما شاهده وما حکاه الناس ممن صدقنا لطال الکلام ومن لم یصدق الجملة فان علیه ان لا یصدق التفصیل انتهی کلام الشیخ فی الاشارات بنحو من الحذف للاختصار لاجل غلط کان فی الاصل -

اور سعادات جو بصیرت کو بہم پونچاتی ہے یہہ ہے کہ ان باتونکو انسان اپنی ذات مین یا بار بار اور نمیز مشاہدہ کرے یہانتک کہ اسکو اس امر عجیب کا تجربہ حاصل ہو جب یہہ امر واضح ہوجاتا ہی تو بڑا فایدہ ہوتا ہی اور نفس اُن اسبابکا علم غیب کے وجود کا یقین کرلیتا ہے اور اسکا وہم پست ہوجاتا ہے اور جو عقل اُن اسباب کا اثبات کرتی ہی وہم اوسکا مقابلہ نہین کرتا اگر ہم اسکی تائید مین ان جزئیات کو جو ہمنے مشاہدہ کی ہین یا لوگون نے نقل کی ہین بیان کرین تو طول ہوتا ہے اور جو مجمل بیان کو نہین مانتا اوسکو تفصیل کا رد کرنا کچھہ مشکل نہین ہوتا کلام شیخ باختصار تمام ہوا -

ہر چند یہہ اعتراف فلاسفہ خالی از علت نہین اور انکے اصول جنپر یہہ اعتراف مبنی ہے اور اونکی

غرض جو اس اعتراف کا انکے خیال میں نتیجہ ہے صحیح نہیں ولیکن انکے اصول و غرض کا تسلیم کرنا ہمپر واجب نہیں
اسلئے ہمارا انسے کچھ نقصان نہیں ہمنے انکی باتو نکو انکی تقلید سے نہیں مانا بلکہ اسکو اپنی تحقیقات کے موافق پاکر
انکی ہم مشرب فرقہ نیچریہ کے الزام و افہام کے لئے اسکو نقل کیا ہی لہذا اسکی بھی متعلقات اصول و اغراض کا ماننا
ہم پر لازم نہیں ہمنے خدا صفادوع ما کدر پر عمل کیا ہے انکے اعتراف حق کو لیلیا اور انکے اغراض و اصول فاسدہ
کو بحکم کانا کہ بدیرش ہنر و ندباید زدجہود یا انکے **اصول کی وجہ** فساد امام رازی نے مطالب عالیہ
میں تفصیل بیان کی ہے اور **انکی غرض کا** فساد **غرض** ہماری تحریر میں عنقریب آتا ہے **بالجملہ** امام رازی
کی تقریر سے جسپر فاضلہ نیچریہ نے اعتماد کیا ہے بیان کے جو نہج اول جلد دوم صفحہ ۳۴۰ میں گزرا پوری تائید
ہوئی اور یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ جس روح کو بحالت تعلق بدن تجرد حاصل ہو جاتا ہے وہ اس
تعلق کے ساتھ اپنی ذاتی قوت سے کام لے سکتی ہے اور بلا واسطہ حواس علم اشیا حاصل کر سکتی ہے
لیکن یہ امر [illegible] تفصیل کی حاجت ہی جسکے سوا بہت لوگونکے
گمراہی میں پڑجانیکا خوف ہے وہ یہ ہے کہ یا تجرد مذکور بھی اختیاری ہی جسکو ہر شخص اختیاری
اسباب سے حاصل کر سکتا ہو یا وہبی و اضطراری کہ کسکو حصول محض عنایت خداوندی و اسباب غیر اختیاری
سے ہوتا ہے پہر بعض حصول تجرد جو طاقت روحکو بہم پہونچتی ہے وہ وسیع و غیر محدود ہے
کہ جس چیز کو روح چاہے جان لے اور جب چاہے مخزن علوم (یعنی معلومات الہی) کا معائنہ کرلے
یا وہ محدود ہے اور اس مخزن کی عنایت و فیضان و توفیق پر موقوف ہے **اسمیں فلاسفہ**
کا تو یہہ خیال ہے کہ اس تجرد کا حصول کسبی و اختیاری ہے جو مجاہدہ و ریاضت نفس سے حاصل
ہو سکتا ہے اور بعد حصول اس تجرد کے نفس کی طاقت قوت علمی ایسی وسیع و غیر محدود ہو جاتی
ہی کہ جس چیز کو نفس چاہتا ہی جان لیتا ہے اور اس علم میں وہ خدا تعالی حقیقی عالم کے مشابہ ہو جاتا
ہو سکتا ہے نزدیک ارسطو سے پہلے افلاطون بقراط سقراط وغیرہ اشراقیین ایسے ہی تھے کہ اونہونے
مجاہدہ و ریاضت سے یہ درجہ پاس کیا تھا اور اونکو ایسا ہی علم حاصل تھا۔ بلکہ انکی نزدیک
طریق تعلیم و تعلم اشراقیین اسی مجاہدہ و ریاضت سے ہوتا تھا شاگرد ایک زمانہ تک زہد و ریاضت

دریاضت کے ساتھہ صفائی و تجرد حاصل کرلیتا پھر استاذ اسکے نفس پر علوم القا کردیتا اسیطرح کوسونکے فاصلہ سے اوستاد شاگرد کو علوم کا افادہ کرتا - یہانتک کہ اس صفائی و تجرد مین کمال ہونے سے وہ خود انعکاس علوم عالم بالا کا محل ہوجاتا - **یہہ انکے خیالات** و مقالات کتب فلسفہ قدیمہ مین مرقوم ہین اور واقفین فلسفہ کو بخوبی معلوم - اور **جو انکے** متاخرین اختلاط اہل اسلام کے سبب نبوت کے قایل ہوگئے ہین - وہ نبی کی قوت علمی کو اسی قسم سے سمجھتے ہین اور جسمین وہ قوت ہو اوسکو نبی یا ہمسر نبی خیال کرتے ہین - بلکہ انکا اس قوت کو تجویز یا تسلیم کرنا اسی غرض سے ہے **یہی غرض** انکی اس اعتراف سے ہی جسکا ذکر گزر چکا ہی **یعنے** انکا مقصود اس تجویز یا تسلیم سے یہہ ہے کہ یہہ قوت جو انبیا مین تسلیم کیجاتی ہے ایسا امر طبعی ہوجاے و جو کسب و اختیار سے اور ونکو بھی حاصل ہوسکے اور غیر انبیا کے لئے رتبہ انبیا کا تجویز کیا جاسکے **انکے نزدیک** افلاطون و سقراط و بقراط بھی ایسے ہی تھے جیسے موسےٰ و عیسےٰ و محمد علیہم السلام تھے - **متاخرین صوفیہ کا خیال بھی** اسکے قریب قریب ہے وہ حصول تجرد کو کسبی و اختیاری جانتے ہین - اور زہد و ریاضت سے اسکا حصول ممکن سمجھتے ہین اور جو اس تجرد سے روح کو قوت علمی بہم پہنچتی ہے اوسکو بھی ایسے وسیع خیال کرتے ہین کہ اوسکے سبب اہل تجرد کو مخزن علوم (علم الٰہی) لوح و قلم وغیرہ پر مطلع ہوجانا جایز سمجھتے ہین اور افادہ و استفادہ **علوم** بھی اشراقیین فلاسفہ کیطرح القا و توجہ سے ممکن خیال کرتے ہین **مگر فلاسفہ** کیطرح ان امور کا حصول ہر کسیکے لئے یکسان تجویز نہین کرتے بلکہ رتبہ نبی کو اسمین سب سے فایق سمجھتے ہین غیر نبی کے حق مین ان امور کے حصول کے لئے توسط نبی کی ضرور مانتے ہین **ان جو ہین غالی** ہین انکے خیالات فلاسفہ کے خیالات سے کچھہ کم نہین وہ ان امور کو ایسا عام سمجھتے ہین کہ نبی و غیر نبی مین تفرقہ نہین کرتے بلکہ جو منصب انبیا کا رکھتے ہین وہ اوسکو اونکے لئے ثابت کرتے ہین - **انکا قول** ہے کہ اولیا وہ ہے کہ علم اخذ کرتے ہین جہان سے نبی لیتے ہین **یہہ بھی** اونہون نے کہا ہے کہ ولی کا مرتبہ نبی سے افضل ہے - انہی کی تقلید سے کسی نے کہا ہے ؎ بجہ اینجہ خداوارم - من چہ پروا مصطفےٰ دارم - **انکے اتباع**

ومقلدین غلو مین اس حد تک پہنچگئے ہین کہ جنکو ان کمالات وصفات کا محل سمجھتے ہین انکو ان کمالات مین خدا کے برابر جانتے ہین انکے علم کو محیط اور انکی قدرت کو قدرت الہی پر حاکم ومتصرف خیال کرتے ہین خصوصاً استحالت مین کہ وہ اس جہانسے گذر جاتی ہین استحالت مین انکی نسبت وہ خیال کرتی ہین کہ علاقہ بدنسے جدا ونکو انقطاع ہوگیا ہے تو آپ اونکو پورا تجرد حاصل ہوگیا اور انکے ارواح کو ایسی وسعت ہوگئی ہے کہ جو کچھ دنیا مین ہورہا ہے یا آخرت مین ہونیوالا ہے سبھی انکے علم مین موجود ہے اور تدبیرات وتصرفات الہی مین بھی انکا حصہ ہے **گور پرستی وپیر پرستی** کی جڑ یہی خیال ہے اور اس خیال نے بڑے بڑے مقتداؤن کو یکبارگی کہا ہے اگر مین انکے کلمات اس مقام مین نقل کرون تو یہہ رسالہ ایک دفتر بنتا ہے جس سے اصل مقصود فوت ہوتا ہے **علاوہ** انکا ذکر رسائل اتباع وتوحید مین جو اہل حق نے تصنیف کئے ہوئے ہین بہت تفصیل سے موجود ہے ۔ ولیکن **قول حق** لائق قبول اسمین ہے کہ **نہ** وہ تجرد بجمیع انواع کسبی واختیاری ہے **نہ** وہ **قوت** علمی جو اس تجرد سے حاصل ہوتی ہے وسیع وغیر محدود واختیاری ہوجاتی ہے ۔ وفلاسفہ وصوفیہ دونون فرقہ جہاں مین غلطی ہے جسپر وجدان ومشاہدہ وتجربہ شاہد ہے ۔ **باقی آیندہ** ۔

† چنانچہ سراج الملۃ شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے **تفسیر سورہ بقرہ** مین بذیل بیان اصناف مشرکین وتفصیل انواع شرک فرمایا ہے چہارم فرقہ پیرپرستان ۔ گویند چون مرد بزرگ کہ لبیب کمال یافتہ ومجاہدہ مستجاب الدعوات ومقبول الشفاعۃ ۔ عنداللہ شدہ بود از نیجہان میگذرد روح او را قوتے عظیم وسعتے بس فخیم بہم میرسد ۔ ہر کہ صورت او را برنخ سازد یا در مکان نشست وبرخاست او یابر گور او سجود وتذلل تمام نماید روح مہذب وسعت واطلاق بران مطلع شود ودر دنیا وآخرت در حق او شفاعت نماید ۔

اور تفسیر سورہ جن مین فرمایا ہے **لما قام عبداللہ** یعنی چون میخیزد بندہ خدا **یلبدون علیہ** یعنی نزدیک خدا را دلیبد ۔ گروہ فراندن او حضرت حق بر قلب او تجلی فرماید ۔ آہ میان او وبیان بر آن بندہ ہجوم آورد یکی از ان بندہ طلب فرزند میکند دیگری طلبہ زنہی ۔ دیگری کشف گوئی ۔ وبہ این ہجوم اوقات او منقض میکنند وہم خود در ورطہ شرک وکفر گرفتار می شوند مگر فہمند کہ چون نور الہی مردان این بندہ لبیک کمال ذکر وعبادت نزول فرمود گویا این بندہ شریک خدا محمدانی شد انتہی مختصراً حاشیہ

بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

اون وجوہات کے بیان سے کہ ریشمین لباس کے حرام ہونیمین یہہ ستر ہے - اور سونے اور اونی کے مباح ہونیمین یہہ ہی کیون تعرض کیا **جواب** مثل مشہور ہے **ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ** یعنے جو چیز سبھی نہ ملے وہ سبھی چھوڑی نہ جاوے **بنا علیہ** جب ہم بعض احکام کی بعض وجوہ و اسرار جانتے اور بیان کرسکتے ہین تو اُنکے بیان کو ہم باعث زیادتی بصیرت و مزید ایمان و اطمینان خیال کرتے ہین - اور اس بیان کو ہم اس خیال سے (کہ ہمکو ہی وجوہ و اسرار احکام جان نہین سکتے) چھپانا مناسب نہین دیکھتے - اور اس باب مین ہم صرف اس مثل کی شہرت سند نہین رکھتے - بلکہ فتوی عقل ہی اسکے موافق پاتے ہین - اور عقلاء زمانہ جو نظام قدرت رحمانی (نہ سید احمد خانی) مین نظر رکھتے ہین اور بر طبق **ویتفکرون فی خلق السموات والارض** (اسرار از نظام عالم سے بحث کرتے ہین) اسباب پیدائش اور وہ فکر کرتے ہین آسمان اور زمین کے ۱۲ منطق دیکھتے ہین کہ جہانتک انکی عقل کی رسائی ہوتی ہے وہانتک وہ اسرار قدرت بیان کرتے ہین اور جہان عقل کی نارسائی دیکھتے ہین وہان باعتراف عجز سرنگون ہوکر **ربنا ما خلقت ہذا باطلا** پکار اُٹھتے ہین - اے خداوند تونے اسکو بیکار نہین پیدا کیا یعنے کوئی نہ کوئی حکمت اسمین ضرور ہوگی جسکو ہم نہین جانتے ۱۲ پس اگر بیان اسرار احکام مین ہمسے بھی ایسا ہی کیا تو کیا بُرا کیا - **او جو** ہمارے اور تمام ناظرین نظام قدرت کی اس کارروائی کو ناقص جانے اور خود موجودات عالم کے جمیع وجوہات و اسرار کو جاننے کا مدعی ہو وہ ہمکو کسی ایک ہی چیز کی پوری اسرار و وجوہات جنمین پہر جائے سوال باقی نرہے بتاوے - پہر ہمسے کسی حکم شرعی کی پوری اسرار بیان کرنیکا مطالبہ کرے - اور اگر وہ خود ہی باوجود ادعاء ہمہ دانی کے لاجواب ہوکر رہجاوے - تو ہمکو جو ہمہ دانی کا ادعاء نہین رکھتے معذور رکھے **ے محتسب گرمی خورد معذور دارمست را** - **در صورت** اسکے ادعا ہمہ دانی و کمال بیانی کے اس سے یہہ **سوال (۱)** ہے کہ خدا نے (مثلاً) آفتاب کو کیون بنایا اگر وہ (مثلاً) یہہ جواب دے کہ روشنی کے لئے بنایا تو پہر یہہ **سوال (۲)** ہے کہ روشنی ہی

کیا کام تہا۔ اگر وہ جواب دیدے کہ اکثر مخلوقات کی کاروبار روشنی پر موقوف ہین تو پہر **سوال (۳)** ہی کہ اکثر مخلوقات کی کاروبار کو روشنی پر کیون موقوف کیا۔ جیسے بعض مخلوقات بدون روشنی کام کرتے ہین چنانچہ شب یہ اندہیری رات مین کیڑے اور چیونٹیان زمین کی تہہ مین اور مچھلیان سمندر کی قعر مین۔ ایسی ہی سب چیزونکو کیون نکر دیا۔ **سوال (۴)** اگر اون کا مونکا بخوبی اتمام روشنی ہی پر موقوف تہا تو اس مخلوقات کو جو اندہیری مین کام کرتے ہین اس روشنی سے کیون محروم رکہا۔ اگر وہ جواب دیدے کہ جن مخلوقات کی لیئے روشنی تجویز ہوئی ہے (جیسے حضرت انسان یا بعضے حیوان) انکی کام ہی اس قسم سی ہین جو بدون روشنی پورے نہین ہوتی۔ بخلاف اون مخلوقات کی جو اس سے محروم ہین کہ وہ اندہیر مین اپنے کام پورے کرسکتی ہین تو اسپر یہہ **سوال (۵)** ہی کہ قسم اول مخلوقات کو ایسے کامون اور اور کمالات کا جنکا اتمام روشنی پر موقوف ہے کیون محل کیا۔ اور قسم دوم کو ان کمالات سے کیون محروم کردیا **مثلاً حضرت انسان** کو جسم نامی کیون کیا۔ **حجر** کے طرح کیون نہ بنا دیا **پہر** اوسکی نشو و نما کو اسکی حس وحرکت ارادہ پر کیون موقوف ٹہرایا۔ **شجر** کی طرح کیون نکر دیا جو بلا حس وحرکت ارادی باقتضاء طبع جڑ ہونکی ذریعہ سی مادہ (پانی۔ لطیف مٹی) کہینچتے ہین اور جڑ سے جو لی تک تناسب طبعی کے ساتہہ ہر شاخ و برگ پر تقسیم کرتے ہین اسیطرح بودہ سی بڑے بڑے پیڑ ہوجاتے ہین **پہر** حس وحرکت کی ساتہہ نطق وادراک کلی کا ضمیمہ کیون لگا دیا جو اسکے حق مین **سم** اای روشنی طبع تو بہت بلا شدی۔ کا نمونہ ہوگیا۔ جسکے سبب وہ مارا مارا پہرتا ہے کہین کہ سان بنتا ہی کہین تاجر۔ کہین حاکم کہین محکوم۔ کہین عمدہ عمدہ گرمی وسردی کو گہر بناتا ہے کہین لباس ڈہونڈتا پہرتا ہے اور ان کامونکے پورا کرنے کو وہ روشنی کا محتاج ہوگیا ہے اور **حیوانات وطیور** کیطرح کیون نہ بنا دیا۔ جو ان بکھیڑون سی آزاد ہین۔ اور روشنی کے محتاج نہین ہین۔ اسکے جواب مین جو کچہہ وہ کہے گا وہ اسی قسم کے سوالات کا مورد ہوگا **غرض** سلسلہ سوالات کا منقطع نہونا پائیگا۔ یہانتک کہ مدعی بیان کا سلسلہ عمر منقطع ہوجائیگا۔ یا یہہ کہ وہ باعتراف نارسائی اپنے دعوی سے دست بردار ہوجائیگا۔

جواب سر رشتہ نظام عالم وشرح دیوان قدرت کا یہہ حال ہے کہ بہت سے اسرار کسی چیز کے کوئی نہین جانتا

اور نہ بیان کرسکتا ہی و معذلک جہانتک عقل کی رسائی ہوتی ہی بیان اسرار عمل مین آتا ہی - تو بیان اسرار احکام مذہبی مین اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے - اور ہمارا بعض اسرار حرمت ریشمین لباس کو بیان کرنا - اور بافیماندہ کو مجہول الکنہ خواص ادویہ کے مانند سمجھکر آنحضرت کی تقلید سے مان لینا کسطرح محل اعتراض ہوسکتا ہے -

تذکرہ لطیفہ

ریشمین لباس کے حرام ہونیکے بیان مین جو ہمنے کہا ہی کہ احکام شرعیہ مین ایسی مجہول الکنہ خواص پائی جاتے ہین جسکو آنحضرت حکیم روحانی جانتے ہین چنانچہ ادویہ مین مجہول الکنہ خواص ہوتے ہین جو بقراط - سقراط وغیرہ حکما جسمانی بیان کرتے ہین - ایسا ہی بعینہ انرا پیل سید احمد خانصاحب نے اپنے رسالہ راہ سنت مین بیان کیا ہی - اس مقام مین ہم انکی اصل عبارت نقل کرکے ناظرین کو انہی اسباب کا جو نمبر ۱۲ جلد ۱۲ شاءالنبیہ مین لکھ چکے ہین (کہ سید احمد خانصاحب پہلے کیا تھے اور اب کیا بن گئے ہین) تمیز - ا ائی ہین اور جناب ممدوح کے اسقول کی جو نمبر ۱۴ جلد ۱۲ شاءالنبیہ ۱۲ بصفحہ ۱۳ مع رد منقول ہوچکا ہی (کہ یہہ ہمارا اصول نہایت جچا ہوا ہی انسان عقل کے سبب مکلف ہوا ہی تو ضرور ہی کہ جس بات پر وہ مکلف ہوا ہی وہ عقل انسانی سے خارج نہو) غلطی انہین کے قول سے ثابت کرد کہا تے ہین - اور جو بنا بر اس اصول جناب کے حضرات نیچری تعلیمات نبویہ پر اعتراض کرتے ہین ان سبکو اس کلام جناب سے اوہا تے ہین - پس ناظرین ہمین اس رسالہ کے صفحہ ۲۳ مین آپ فرماتے ہین قال صاحب المجالس و قد تقرر فی الاصول ان حسن الافعال و قبحها عند اهل الحق انما یعرفان بالشرع لا بالعقل فکل فعل امر به فی الشرع فهو حسن و کل فعل نهی عنه فی الشرع فهو قبیح یعنے صاحب مجالس الابرار نے لکہا ہی کہ اصول مین یہہ بات ٹہر چکی ہی کہ بہلائی اور برائی کا مون کی حق والون کے نزدیک شرع ہی سے معلوم ہوتی ہے عقل سے نہین معلوم ہوتی - پہر جس کام کا کہ شرع مین حکم ہوچکا ہی وہ اچہا ہے - اور جس کام سے شرع مین منع ہوچکا ہی وہ برا ہے - و قال الامام الغزالی فی کتاب الاربعین فی اصول الدین ایاك ان تتصدر

بعقلك وتقول كل ما كان خيرا او نافعا فهو افضل وكل ما كان اكثر كان انفع فان عقلك لا ينتهي الى اسرار الامور الالهية وانما يتعقلها قوة النبي صلى الله عليه وسلم فعليك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس او ما ترى كيف نديت الى الصلوٰة ونهيت عنها في جميع النهار وامرت بتركها بعد الصبح والعصر وعند الطلوع والغروب والزوال

یعنی امام غزالی صاحب نے کتاب اربعین فی اصول الدین مین لکھا ہی کہ بچہ تو اپنی عقل پر کام کرتے ہے اور استاد کے کہنے سے کہ جو اچھی اور فائدہ کی بات ہی وہ فائدہ مند بہت ہی کیونکہ تیری سمجھہ اللہ صاحب کے بھیدون تک کہان پہونچتی ہی انکو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہین ہین تجکو تو تا بعدار ہی لازم ہے کیونکہ ان باتون کی خاصیتین عقل سے نہین سمجھے جاتین تو نہین دیکھتا کہ نمازون کیوقت تو اذان دیجاتی ہے اور پہر دن بہر اذان دینکا حکم نہین بلکہ پوہٹنے اور عصر کی نماز ہو چکنے کی بعد نفل پڑہنے کا اور سورج نکلتے اور ڈوبتے وقت اور ٹہیک دوپہر کو نماز پڑہنے تک کا حکم نہین حالانکہ اذان دینے اور نماز پڑہنے تو ثواب کا کام تہا پہر اگر اپنی سمجھہ پر دخل ہوتا تو ہر وقت نماز پڑہنے مین ثواب ہوتا حالانکہ ان وقتون مین نماز پڑہنی منع ہے اس سے معلوم ہوا کہ اپنی سمجھہ مین سمجھہ لینا کہ فلانی بات اچھی ہی کسی کام کی نہین اچھی بات وہی ہوتی ہے جسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اچھا بتا دین - وقال في احياء العلوم كما ان العقول تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل اليها كذلك تقصر عن ادراك ما ينفع في الاخرة مع ان التجربة غير متطرق اليها وانما يكون ذلك لو رجع الينا بعض الاموات واخبرونا عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وذلك محال مطمع فيه یعنی اور امام صاحب نے احیاء العلوم لکھا ہی کہ جسطرح عقل دواؤن کے فائدے دریافت کرنے مین عاجز ہے باوجود یکہ انکا فائدہ

دریافت کرنے کو تجربہ کی راہ ہی اسطرح جو باتین قیامت مین فایدہ مند ہین انکی معلوم کرنیمین عقل عاجز ہی اور اوسکے ساتھہ یہہ ہی کہ اسکے دریافت کرنیکو تجربہ کی بہی راہ نہین - اور تجربہ تو جب ہوتا جب مُردی اوٹھہ آتی اور ہمکو کہہ جاتی کہ فلانی باتین تو ثواب کی ہین اور فلانی باتین عذاب کی اور مُردی اوٹھہ آنے کی توقع ہی نہین - اب اس سے معلوم ہوا کہ جس چیزکو تمنے اپنے نزدیک جیسا سمجھا ہی اوسکا ایسا سمجھنا ٹھیک نہین ہی بلکہ ایسا ہونا اسی چیز پر بولا جاویگا جو شرع سے ثابت ہوا ہو - یہہ بعینہ کلام جناب ہی ناظرین اسکو بغور ملاحظہ فرماوین اور جن اغراض کے لئے ہمنے اسکو نقل کیا ہی انکا معائنہ اسمین کرین -

رجوع بمتن

وسترہ ماذکرنا فی الخمر - اور ریشمین لباس کے جو سزا مذکور ہوئی ہی اسکا بہید وہی ہی جو سزا شراب کے بیان مین گذرا -

مترجم کہتا ہی سزا شراب کے اسرار مین انہی حجۃ اللہ کی صفحہ ۳۴۹ مین فرمایا ہی کہ آنحضرت کا ارشاد ہے جو دنیا مین شراب پی گا وہ قیامت مین نہ پیگا پہر اسکے سبب و اسرار آپنے کئی بیان کئے ہین — از انجملہ ایک یہہ ہی کہ جو کسی کام مین خدا کی نافرمانی کریگا اسکی سزا یہہ ہی کہ اسکام کی ضرورت اور طلب کے وقت اس سے محروم رکہا جاوے - از انجملہ یہہ کہ دنیا مین شراب پینا بہیمی خصلت ہی - پس جو اسمین ڈوب رہی وہ اس امر کا مستحق نہین ہے کہ بہشت کی لذت احسانی اس بہیمی خصلت کی صورت مین اسکو نمایان ہو پہر شراب خواری کا بہیمی خصلت ہونا اپنی اس کتاب کے صفحہ ۳۵۰ مین ثابت کیا ہی پہر اسکی برائی پر اتفاق عقلاء زمانہ نقل کیا ہی پہر جو شراب پینے کو از روی حکمت عملی جایز سمجھتا ہی اسکی بات کو بدلائل رد کیا ہے پہر تہوڑی شراب کی (جو نشہ ندی) ممانعت اسوجہ سے بیان کی ہی کہ تہوڑی شراب پینا بہت پینے پر ہاتھ ہوتا ہی اور اسکے تقاضہ کا رتفاع بدون رفع اصل ممکن نہین ہی - اور اسکی اصل صرف لوگون کی باتون سے بنا ہوا ہی اور کوئی بنیاد قایم نہین رہتی - الخ ملخصاً

اس تفصیل سے جواب دفعہ اول مضمون تہذیب جو نمبر ۱ جلد ۱ صفحہ ۳۰ سے شروع ہی پورا ہوا - اور یہہ امر بخوبی

معلوم ہوا کہ جن امور میں آنحضرت نے کچھ حکم دیا ہے (بزعم مخاطب ٹھٹھہ دینا کیوں نہ ہو جیسے ڈاہڑی موچھوں کا بڑھانا یا کترانا - ریشمین† لباس - و دراز آزار کا پہننا نہ پہننا) اسمیں سرشتہ روحانی اسلام کو کچھ تہہ سے نہیں دیا اور اپنے منصب نبوت سے تنزل نہیں گیا -

† آپکے نزدیک ریشمین لباس کا امور دنیاوی ہی (جنکو دین و مذہب سے کچھ علاقہ نہیں) ہونا تو آپ کی اس عبارت میں (جو نمبر ۱ جلد ۲ اشاعہ صفحہ ۲۹۹ میں منقول ہے) موجود ہی - ایسا ہی ڈاہڑی موچھوں کا رکھنا نہ رکھنا آپکے نزدیک مذہب سے خارج ہے - صرف بلحاظ تہذیب آپکی ڈاہڑی رکھنے نہ رکھنے میں یہہ تجویز ہے کہ اگر چہرہ کا رنگ گورا ہو اور ڈاہڑی کالا تو اسکا رکھنا مناسب ہے - جیسا کہ مہذب قوم کے لوگ (یورپین) رکھتے ہیں - اور اگر چہرہ کا رنگ ڈاہڑی کی مانند کالا ہو - یا بالوں کا رنگ چہرہ کیطرح سفید ہو تو اسکا ڈاہڑ کیا منڈانا بہتر ہے - یا اینہمہ اگر کوئی ڈاہڑی کو منڈاوے تو آپ اسمیں حرج نہیں سمجھتے اور اگر کوئی رکھے تو اسمیں بھی حرج نہیں سمجھتے - مگر منڈانیوالے کو رکھنے والے سے افضل سمجھتے ہیں - اور انکو فرشتہ سیرت فرماتے ہیں - اور رکھنے والوں کو بیچا بتاتے ہیں - چنانچہ تہذیب الاخلاق ۹۳ ہجری نمبر ۱ جلد ۷ صفحہ ۲۷ میں بجواب ایک خاص معتقد خستخاسی ڈاہڑی رکھنے والے کے اس سوال کے کہ ڈاہڑ منڈانا دنیاوی باتوں سے تعلق رکھتا ہے یا دینی سے اور تم کو ڈاہڑ یوں کو منڈانا خلاف شرع ہے یا نہیں آپ فرماتے ہیں "ڈاہڑی جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا بشرطیکہ وحشیانہ نہ رکھی جاوے تہذیب کے خلاف نہیں ہے" چنانچہ ہزاروں - لاکھوں - کروڑوں اشخاص جو نہایت مہذب قوم کے ہیں ڈاہڑی رکھتے ہیں - اور ہمارے ملک کے بھی خوبصورت گورے رنگ کے چہروں پر بشرطیکہ گورا رنگ ہو کالی ڈاہڑی نہایت خوبصورت اور بھلی معلوم ہوتی ہے (ہاں جب سفید ہو جاوے تو منڈانیکی قابل ہو جاتی ہے بشرطیکہ مونہہ کی جھریاں - اور گالوں کا گڑھے - اور مونہہ کا پوپلا پن صورت کو بدنما نکر دے) اسکے سوا مونہہ کی رونق اور شجاعت و بہادری و رعب اوس سے پایا جاتا ہے پس اسکا رکھنا یا منڈانا ہماری بحث سے خارج ہے اور ہم اسپر بحث کرنا نہیں چاہتے - کیونکہ ہم قطعاً اُن مسائل سے جنکو مانع تہذیب نہیں سمجھتے بحث نہیں کرتے - اگر ڈاہڑی منڈانی نا جائز ہو

جواب دفعہ دوم یہ دعوی تو ہم بھی نہین کرتے کہ جو کچھہ توریت موجودہ زمانہ حال مین ہی وہ سبھی منزل من اللہ ہی اور حضرت موسی علیہ السلام کیوقت مین لکھا گیا ہی اسلیئے کہ ہم ان کتبکے تحریف لفظی سے خالی نہین جانتے ہے اور بشہادت اس ارشاد واجب الانقیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (نہ اہلکتاب کی تصدیق کرو نہ ہر امر مین تکذیب) ہر امر مین تصدیق کرو نہ ہر امر مین تکذیب

لا تصدقوا اہل الکتب ولا تکذبوھم

تو اوس سے ہمارا کچھہ حرج نہین - اگر جائز ہو تو ہمارا کچھہ حرج نہین - لیکن اگر ڈاہڑی کو ایک ٹٹی بنایا جاوی جسکے اوجہل ننگا رکھا جاوے تو اوس سے مُنڈانا ہی بہتر ہی اگر ڈاہڑی مُنڈانا ناجائز ہے تو بیچارے ترکون پر کیون الزام ہی ہندوستان مین بڑے بڑے مقدس مولوی صاحب جبہ و عمامہ بھی ڈاہڑی منڈاتے ہین اتنا فرق ہی کہ ترک ڈاہڑی سنڈاکر فرشتہ کی صورت ہوجاتے ہین اور یہہ حضرت مقدسین ہیجا بنجاتے ہین - اسکا مطلب یہہ ہے کہ ڈاہڑیکا اطلاق جیسا کل ڈاہڑی پر ہی ویسا ہی جزو ڈاہڑی پر ہے اگر ڈاہڑیکا مُنڈانا ناجائز ہی تو اوسکی جزو کا بھی ناجائز ہی گا آپنے کمال مستی تو ہین سے خرد ڈاہڑی کو مُنڈانیکی یہہ تشریح کی ہی جو اجنبے سنت سے ناواقفون مین ڈاہڑی کی زیر و بالا سے خط بنوانیکی رسم پڑگئی ہے آپکے نزدیک خط بنوانا - اور تمام ڈاہڑی کا صفاچٹ کرانا یکساں ہی - اور جب کہ خط بنوانا ناواقفون مین جائز ہو رہا ہی تو ڈاہڑی کا مُنڈانا ہی جائز ہے بلکہ خط بنوانیمین تو انسان بیجا ہی صورت بن جاتا ہے اور بالکل مُنڈانیسے فرشتہ صورت ہوجاتا ہی - آپنے ان ناواقفون کی فعل سے ڈاہڑی مُنڈانیکا جواز نکال لیا اور آنحضرت کی وعید و تشدید کا اجوا مشاعۃ السنۃ نمبر ۸ - جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ مین گذر رہی ہے کچھہ خیال نکیا بالجملہ آپکے اس کلام سے صاف ہے کہ ڈاہڑی کا رکھنا آپکے نزدیک ایک دنیاوی امر ہی جسکا دین سے کچھہ تعلق نہین ہے سو یہہ بھی اس قسم کی چیزون سے تعرض کیا - اور انکا دین مین داخل ہونا اور انمین روحانی اصلاح کا مرعی ہونا ثابت کر دیا -

۱۲ اس تحریف کی تفصیلی ثبوت کا یہہ موقع نہین ہے - جو اسکا طالب شایق ہو - وہ "اعمانیف امام فن مناظرہ اہلکتاب خصوصًا نوید باوید او راونکی فرزند ارجمند (مصداق الولد سر لابیہ) کا رسالہ معیار جو تحقیق حال کتب قدیمہ کے لئے واقعی معیار ہے چنانچہ برجہ آیندہ مین اسکا کچھہ حال لکھنگے مطالعہ کرے -

وقولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا
رواہ البخاری

ان کتب کو صدق و کذب و کلام اصلی و الحاقی سے مخلوط و ممزوج خیال کرتے ہیں۔

ولیکن آپکی اس عام دعوی کو (کہ سوے احکام عشرہ توریت کی اور جو کچھ اسمین ہی شبہ ہی۔ اور اسکا خدا کیطرف سے نازل ہونا یا موسی علیہ السلام کی وقت مین لکھا جانا ثابت نہین ہے) بھی صحیح نہین سمجھتے۔ اس عموم دعوی کی توڑنے کے لئے احکام عشرہ سی علاوہ چند احکام (جنکا خدا کی طرف سے ہونا بنصوص قرآن و حدیث ثابت ہی۔ اور بعض احکام کی منجانب اللہ ہونیکا آپکو بھی اعتراف ہی) کا ذکر کرنا کافی ہی۔ پس اول احکام عشرہ کو بیان کیا جاتا ہے پھر اون احکام کا ذکر آتا ہے۔

وہ احکام عشرہ توریت کی کتاب خروج مین بیسوین باب مین بتفصیل ذیل مذکور ہین۔

(۱) - میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہو۔

(۲) - تو اپنی لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان یا نیچے زمین پر یا پانیمین زمین کے نیچے ہے مت بنا اور انکے آگے مت جھک اور نہ انکی عبادت کر۔

(۳) - تو خدا کا نام بیفایدہ نہ لے (یعنے بیہودہ و بیمحل)۔

(۴) - تو سبت کا دن پاک رکھنے کے لئے یاد کر چھ دن تک تو اپنی محنت کر کے اپنے سارے کام کاج کر سا تو ان دن سبت کا ہے اسمین کچھ نہ کر۔

(۵) - تو اپنے ماں باپ کو عزت دی۔

(۶) - تو خون مت کر۔

(۷) - تو زنا مت کر۔

(۸) - تو چوری مت کر۔

(۹) - تو اپنی پڑوسی پر جھوٹی گواہی مت دے۔

(۱۰) - تو اپنی پڑوسی کی گھر کا لالچ مت کر۔

اور جو احکام ان عشرہ سی علاوہ توریت کی خدا کی طرف سے یقیناً معلوم ہوتے ہین وہ بیشمار ہین از انجملہ ایک حکم مانعت سود ہے جو توریت کی کتاب خروج باب ۲۲ اور کتاب احبار باب ۲۵ مین مذکور ہے احبار کی عبارت یہہ ہے۔ اگر تمہارا بھائی (۳۵) تمہارے بیچمین محتاج و تہیدست ہو جاوی تو اوسکی دستگیری کرو۔ خواہ وہ اجنبی ہو خواہ مہمان۔ تاکہ وہ تیرے ساتھہ زندگی

(۳۵) سفر آیت ۳۵ تا ۳۷ ہی

بسر کرے - تو اس سے سود اور نفع مت لے اور اپنے خدا سے ڈر - تا کہ تیرا بھائی تیرے ساتھ زندگی بسر کرے تو اسے سودی روپیہ قرض مت دے نہ اسی نفع کے لئے کھانا کھلا - مین تمہارا خدا ہون جو تمکو زمین مصر سے نکال لایا تا کہ تمہین کنعان کی زمین دون - اور تمہارا خدا ہون -

اس حکم کے منجانب اللہ ہونے پر دو دلیلین ہین تحقیقی و الزامی **دلیل تحقیقی** (جسپر ہمارا اعتماد ہی) یہہ ہے کہ اللہ تعالے نے قرآن مین یہود کے لئے سود کے منع ہونے اور سود کھانے پر انکو سزا ملنے کی خبر دی ہے - اور اسیکے موافق سود کی حرمت و ممانعت قرآن و حدیث مین آچکی ہے اللہ تعالے نے سورہ نسا مین فرمایا ہے ہمنے یہود ونکے ظلم کرنے اور انکے خدا کے راہ سے روکنے - اور انکے سود کھانے (جس سے منع کئے گئے تھے) اور انکے لوگونکا ناحق مال کھانے کے سبب ہمنے ان پر ستھری چیزین حرام کردی ہین اور ہمنے انمین سے کافرون کے لئے (جو ایسے کام کرتے ہین) دکھہ کی مار تیار کر رکھی ہی

فبظلم من الذین هادوا حرمنا علیهم طیبت احلت لهم وبصدهم عن سبیل الله کثیرا واخذهم الربوا وقد نهوا عنه واکلهم اموال الناس بالباطل واعتدنا للکفرین منهم عذابا الیما - س نساء ۲۲

(وقد نہوا عنہ) کی یہی معنے ہین کہ خدا نے انکو سود سے منع کیا تھا - اور اس حکم کو دین ٹھہرا دیا تھا اگر یہہ حکم خدا کیطرف سے اور داخل دین نہوتا تو خدا تعالے انکو سود کھانے پر سزا نہ دیتا -

اور اس دین مین سود کی ممانعت مین سورہ بقرہ مین خدا نے فرمایا ہے کہ جو لوگ سود کھاتے ہین وہ (قبرون) سے ایسے اوٹھینگے جیسے کوئی شیطان کے لپٹہ لگانے سے بیہوش ہوا اوٹھتا ہی یہہ (سزا) اسلئے ہے کہ اونہون نے کہا بیع سود جیسی ہے اور خدا نے بیع کو حلال کیا ہی اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے سو جسکو خدا کیطرف سے نصیحت پونچی اور وہ

الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس ذالک بانهم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل الله البیع وحرم الربوا فمن جاءه موعظة من ربه فانتهی فله ما سلف وامره الی الله ومن عاد فاولئک اصحب النار هم فیها خالدون بقرہ ع ۳۸

باز آجاوے تو پچھلا لیا ہوا اسیکا رہے۔ اسکی معافی کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو (یہہ نصیحت سنکر) پھر سود لین وہ جہنمی ہین ہمیشہ اسمین رہینگے۔

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین۔ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون

لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو خدا سے۔ اور باقی رہا سود چھوڑ دو۔ اگر تم ایمان والے ہو۔ اگر ایسا نکروگے تو اللہ اور اوسکے رسولؐ سے لڑنیکو خبردار ہوجاؤ اور اگر اس سے باز آجاؤ تو اپنے اصل مال لے لو نہ تم لوگون پر ظلم کرو۔ نہ خود مظلوم بنو۔

عن جابر لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء (رواہ مسلم)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود دینے والے اور سود کا وثیقہ لکھنے والے اور اس پر گواہی کرنیوالوں سب پر لعنت کی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درھم ربوا یاکلہ الرجل وھو یعلم اشد من ستۃ وثلثین زنیۃ (رواہ احمد)

اور آپ نے فرمایا ایک درہم سود کا جانکر کھانا چھتیس ۳۶ زنا سے برا ہے۔

قال رسول صلی اللہ وسلم الربوا سبعون جزاء ایسرھا ان ینکح الرجل امہ (رواہ البیھقی والحاکم وصححہ)

اور فرمایا سود لینا ستر گناہ کے برابر ہے جنمین ادنیٰ یہہ ہے کہ آدمی اپنی ماں زنا کرے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتیت لیلۃ اسری بی علی قوم بطونھم کالبیوت فیھا الحیات فقلت من ھؤلاء یا جبرائیل قال ھؤلاء اکلۃ الربوا (رواہ احمد)

جب آپ معراج کو تشریف لیگئے تو آپنے ایک قوم کو دیکھا جنکے پیٹون مین سانپ ہین جو باہر سے نظر آتے ہین آنحضرتؐ نے جبرائیل سے انکا حال پوچھا تو اونہون نے جوابدیا کہ یہہ سود خوار ہین۔

ایکدفعہ آپنے خواب مین ایک شخص کو لہو کی نہر مین کھڑا ہوا دیکھا - اور اسکے کنارہ پر دوسرے شخص کو جو پتھر لئے ہوئے بیٹھا تھا جب وہ شخص نہر سے نکلنا چاہتا تو وہ پتھروں کی مار سے اسی پیچھے لوٹا دیتا - اس شخص کا حال آنحضرتؐ نے جبرئیل سے پوچھا تو انہون نے بیان کیا کہ یہہ شخص سود خوار ہی - یہہ قصہ مفصل صحیح بخاری بصفحہ ۳۴۲ مین مذکور ہے اور اسکا ذکر نمبر ۹ جلد ۲ اشاعہ ۳۶۴ مین بھی گذرا ہے -

جب آپنے حجۃ الوداع مین عرفہ کے دن خطبہ پڑھا - تو اسمین سود کی نسبت یہہ فرمایا زمانہ جاہلیت کا جتقدر سود ہی وہ سب کا سب موضوع ہے - یعنی معاف کیا جاوے - اور فرمایا پہلا سود جو ہم چھوڑاتے ہین عباس کا سود ہے - وہ سب کا سب چھوڑا جاوے -

الا کل شیء من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع - وربوا الجاھلیۃ موضوع واول ربوا اضع من ربانا ربا عباس بن عبد المطلب فانہ کلہ موضوع - رواہ مسلم

(جلد معترضہ)

طرفہ اور اسپر طرہ

طرفہ ماجرے ہی کہ حضرت نبیؐ کی یہ باوجود اسقدر وعید شدید کے سود کی بابت ہمیشہ ہی سے ملوی دنیا امر بتاتے ہین - اور مسلمانونکو اس لینے نہ لینے مین بدست آویز حدیث انتم اعلم بامور دنیاکم (تم دنیا کے کام جیسے اچھا سمجھو ویسا کرو) خود مختار خیال کرتے ہین **طرفہ پر طرہ** یہہ کہ ان آیات وحدیث سے جو تھوڑی بہت ہر قسم کے سود کو حرام کر رہی ہین آنکھہ بند کرکے - تھوڑی سود کے جواز پر آیت لا تاکلوا الربوا اضعافا مضعفۃ کے مفہوم مخالف استدلال کرتے ہین - (مت کھاؤ سود چند در چند ۱۲) اور یہہ کہتے ہین کہ اس آیت مین چند در چند سود لینے کی ممانعت آئی ہے جسکا مفہوم یہہ ہے کہ ڈھوڑا یا سوا یا سود لینا منع نہین ہے - امام اہلحدیث نیچر جناب سید احمد خانصاحب بہادر کے حوارین جو پنجاب مین انکی نصرت کر رہے ہین - لاہور کے گلی کوچہ مین برملا یہہ تبلیغ کرتے ہین بلکہ ایک صاحب جوان سبکے رہبر ومنادی کرنیوالے یہہ کلمہ زبان پر لائے ہین - کہ خدا کیا پاگل ہوگیا ہے؟ کہ تھوڑی بہت سود کو حرام کرتا ہے؟ نعوذ باللہ من ہذا الکفر - کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا - انکی سود کو دنیاوی امر کہنے کا جواب **اولا** تو ہمارا کل مبحث مذہب ومعاشرت کے متعلق ہے یہہ تو تھوڑی بہت ہی کہتے ہین ۱۲ **ثانیا** خود وہ آیات واحادیث جنمین سود لینیپر سزا و وعید کا ذکر ہے انکی ہیبت کو رد کر رہی ہین

اگر سود لینا دنیاوی اور اختیاری امر ہوتا۔ تو اسکی ارتکاب پر وہ سزا و عذاب جو آیات وحدیث مذکورہ مین وارد ہوئے ہرگز نہ ہوتا **ثالثاً** انکا بہت سود لینے کو منع کہنا اور اسکی ممانعت کا آیت سے ثبوت مان لینا خود انکی بات کو رد کرتا ہے۔ اور اسمین صاف اقرار پایا جاتا ہے کہ سود لینا (جسکو وہ دنیاوی امر سمجھتے ہین) امتناع وعدم جواز کا (جو دینی حکم ہے) محل ہو سکتا ہے۔ رہا اسکا قید زیادت سے مقید ہونا سو اسکا جواب عنقریب آتا ہے۔

انکی تھوڑے سود لینے کے جواز پر استدلال کا جواب یہ ہے۔ کہ مفہوم مخالف کسی قید یا شرط کا اسجگہ لینا جایز ہے جہان اس قید یا شرط سے سوائے نفی اس صورت کے جو قید یا شرط سے خالی ہو اور کچھ مقصود نہو۔ اور جہان ذکر قید یا شرط سے اور غرض ومقصود ہی متصور ہو وہان کسی محاورہ عربی یا عجمی مین مفہوم مخالف لینا جایز نہین ہے چنانچہ اسکی تفصیل باتمثیل انشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۱ صـ ۱۹۲ مین بخوبی ہو چکی ہے **بناءً علیہ** اس آیت کی قید اضعافاً مضاعفہ کا مفہوم مخالف اعتبار کرنا اور اس سے تھوڑے سود کا جواز نکالنا ناجایز ہے اسلئے کہ اس قید سے تھوڑے سود کو مباح کرنا خدا تعالی کا مقصود نہین ہے۔ بلکہ اسکے ذکر سے انکے اس ظلم وزیادتی کا (کہ ایکسو کے بدلے کئی سیکڑے لیا کرتے) ظاہر کرنا اور اسپر انکو شرمسار کرنا اور آیندہ اس زیادتی وظلم سے روکنا مقصود ہے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر مین اس آیت کے نزول کا یہہ موقع بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت مین جب کسی شخص کا کسی پر سو درم قرض ہوتا تو وقت گذر جانے میعاد کے درصورت نادار ہونے مقروض کے وہ قرض خواہ سے کہتا کہ تو مال کو زیادہ کردے مین مدت کو بڑھا دیتا ہون۔ پھر ایکسو کا دوسو قرار پاتا جب اسکی بھی مدت گذر جاتی اور مقروض سے ادائگی کی صورت نہ بن پڑتی تو سو اور بڑھا دیا جاتا اسطرح کئی مدتون مین کئی سیکڑے ہو جاتے۔ اسی سبب سے

کان الرجل فی الجاهلیة اذا کان له علی انسان مائة درهم الی اجل لم یکن المدیون واجداً ان لك قال زد فی المال حتی ازید فی اجلك فربما جعل مائتین ثم اذا حل الاجل الثانی فعل مثل ذلك ثم الی اجال کثیرة فیاخذ لبسبب تلك المائة اضعافها فهذا هو المراد من قوله اضعافاً مضعفة

(تفسیر کبیر جلد ۲ - صـ ۷۲)

وقوله اضعافا مضعفة ليس لتقييد النهي به
بل لمراعاة ما كانوا عليه من العادة توبيخا
لهم بذلك اذ كان الرجل يربي الى اجل فاذا
حل قال للمديون زدني في المال حتى ازيد لك
في الاجل فيفعل هكذا عند محل كل اجل فيستغرق
بالشيء الطفيف ماله بالكلية (تفسير ابي السعود)
لعل التخصيص بحسب الواقع اذ كان الرجل منهم
يربي الى اجل ثم يزيد فيه زيادة اخرى
حتى يستغرق بالشيء الطفيف مال المديون
(بيضاوي) - وفي الحاشية
هذا اشارة الى ان هذه ليس لتقييد النهي بحيث تنتفي
الحرمة عند انتفائه بل لزيادة التوبيخ والتنبيه
على انهم كانوا على هذه الطريقة المذمومة التي ربما
يستقبحها اكلة الربوا ايضا -

وقوله اضعافا مضعفة ليس لتقييد النهي
بما هو معلوم في الحرمة على كل حال ولكنه
جيء به باعتبار ما كانوا عليه من العادة
التي يتعاطونها في الربوا - فانهم كانوا يربون
الى اجل فاذا حل الاجل زادوا في المال -
(فتح البيان) ص ۴۷

وہ ایکسو کے بدلو کئی سو وصول کرنا جو آیت سے مراد ہے
تفسیر ابو السعود مین ہے اضعافا مضعفہ
کا ذکر حکم ممانعت کو صورت زیادتی سے
مقید ومخصوص کرنے کے لئے نہین
ہے - بلکہ بلحاظ انکی عادات کے
ہے - اور اونکو زجر کرنے کے لئے -
پہر انکی عادت کو بیان کیا چنانچہ تفسیر کبیر سے نقل ہوا
تفسیر بیضاوی مین کہا ہے - یہہ قید
موقع کے لحاظ سے لگائی گئی -
اسکے حاشیہ مین کہا ہے کہ اسمین یہہ
اشارہ ہے کہ یہہ قید اسلئے نہین لگائی
کہ اگر اسقدر زیادتی نہو تو سود لینا حلال
ہے بلکہ یہہ اونکو زیادہ زجر وملامت کرنے
اور اسبات کے جتلانے کو ہے - کہ یہہ تمہارا طریقہ ایسا
برا ہے کہ سود خوارون کو بھی پسند نہین ہے -
تفسیر فتح البیان ہے یہہ قید حکم ممانعت سود
کی مقید کرنے کے لئے نہین ہے اسلئے کہ سود کی
بہرحال ممانعت قرآن سے بخوبی معلوم ہے
لیکن یہہ قید بلحاظ انکی عادت کے ذکر کی
گئی ہے پہر اسکی عادت کو بیان کیا جسکا
ذکر کئی بار ہو چکا -

اسیطرح اور تفاسیر جلالین - معالم وغیرہ مین بیان کیا ہے اور اس قید کا یہی مطلب بتایا ہے
اس قید کی نظائر ہماری بول چال مین یہہ ہین کہ ایک شخص مسجد مین فعل شنیع کر رہا ہے - اسکو
کوئی ناصح کہتا ہے کہ کیا تو مسجد مین ایسا برا کام کرتا ہے یا کوئی ایک شخص کو ناحق لاٹھیون سے
مار رہا ہے - اسکو کہا جاتا ہے کہ لاٹھیون سے ناحق ایسا سخت مارتا بڑی بے رحمی ہے - یا کوئی
اپنے بھائی پر ظلم کرتا ہے اسکو کہا جاتا ہے کہ کیا بھائی ایسے ظلم کا محل ہے - ۹ - ان قیود سے
یہی مراد ہے کہ مسجد مین فعل شنیع کرنا - اور لاٹھی سے مارنا - اور بھائی پر ظلم کرنا - بہت
برے کام ہین اگرچہ فعل شنیع خارج از مسجد اور کسیکو ناحق ہلکا سا مارنا - اور بھائی کے سوائے
اورون پر ظلم کرنا بھی برائی سے خالی نہین - ان قیود سے یہہ مقصود سمجھنا کہ مسجد سے خارج
فعل شنیع کرنا - یا کسیکو تھوڑا سا ناحق مارنا - یا بھائی کے سوائے اورون پر ظلم کرنا جائز ہے انہین
لوگونکا کام جنہون نے خدا و رسول چھوڑ کر اپنے ناقص عقل یا خیالی نیچر کو اپنا رہنما بنا لیا ہے
اس قسم کے شروط و قیود موقع ومحل کی لحاظ سے صدہا احکام کتاب اللہ و سنت مین پائے جاتے ہین -
اور بالاتفاق انکے مفہوم مخالف مراد نہین لئے جاتے - از انجملہ ایک یہہ ہے - جو خدا تعالیٰ نے

ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا (نور ۴)	فرمایا ہے کہ مال کے طمع سے لونڈیون سے جبراً زنا نکراؤ اگر وہ خود حرام کاری سے عصمت وعفت کا ارادہ کرین

اس حکم مین یہہ شرط صرف بلحاظ موقع لگائی گئی ہے - جن لونڈیون کو وہ جبراً زنا پر لگاتے تھے
وہ زنا کو پسند نکرتی تھین - لہذا اس شرط کا مفہوم کوئی نہین لیتا - و بناءً علیہ اس آیت کے یہہ
معنے کوئی نہین کرتا کہ اگر وہ خود زنا سے عصمت نہ چاہین تو انکو زنا پر لگانا جائز ہے -
اور از انجملہ یہہ حکم ہے کہ اپنی مدخولہ بیبیون کے پہلے خاوند سے بیٹیان اپنے نکاح مین نہ لاؤ -

وربائبکم اللتی فی حجورکم من نسائکم اللتی دخلتم بھن (نساء ۴)	وہ بیٹیان جو تمہاری پرورش ہون -

اس حکم مین بھی پرورش مین ہونیکی قید بنظر انکی عادت کے ہے - جسکو رنڈ کو نکاح مین لاتے

اُسکی اولاد سابق کی پرورش کیا کرتے - لہذا یہہ اسکا مفہوم مخالف کہ اگر وہ لڑکیان تمہاری پرورش مین نہون - تو ان سے نکاح جایز ہے کسی کے نزدیک معتبر نہین ہے - ان احکام کی نظیر کتب اللہ و سنت مین ایکدو نہین ہین - بلکہ صدہا ہین جیسے حکم قصر نماز سفر مین جو قید خوف سے مقید ہے یا حکم صلوۃ الخوف جسمین اذا کنت فیہم کی قید منضم ہے و علی ہذا القیاس و لیکن اون سب کی تفصیل کا یہہ محل نہین -

اب رہی انکے سوء ادبی و جناب باری مین **گستاخی کا جواب** سو اس مقام مین ہم کچھہ نہین دیتے اور اسکے بدلے انکو یا انکے اور فرضی خدا کو سوء ادبی سے یاد نہین کرتے اسکا جواب یہہ قیامت کو پاوینگے - جب اس غیور کے سامنے حاضر کئے جاوینگے - ان باتونکا مجھے انمیر حیدان افسوس نہین - افسوس اون لوگونپر ہے جو ایسے یہہ باتین اپنے کان سے سنتے ہین - پھر انکے ضرر سے نہین بچتے - طرفہ معہ طرہ تمام ہوا - اب مطلب کیطرف رجوع کیا جاتا ہے -

اور اس حکم تورات کے **منجانب اللہ ہونے** پر دلیل الزامی (جو اُنکی مسلمات قدیمہ پر مبنی ہے اور وہ الزامات پیش کی جاتی ہے) یہہ ہے کہ اس حکم سور کا منجانب اللہ ہونا الفاظ توریت سے ثابت ہے - اور الفاظ توریت آپکے نزدیک عین وحی ہے - پس اس حکم کا منجانب اللہ ہونا بنا بر تسلیم جناب عین وحی سے ثابت ہے -

اس دلیل کے **پہلے مقدمہ کا ثبوت** یہہ ہے کہ احبار کے بیچسوین باب کا (جسمین یہہ حکم ہے) شروع یہہ ہے کہ "پھر خدا نے کوہ سینا سے موسیٰ کو خطاب کرکے فرمایا - کہ بنی اسرائیل کو فرما اور انسے کہہ" (کہ فلان فلان حکم بجالاؤ اسکے سیاق و سباق مین اس حکم مخالفت سبوت کو بھی ذکر کیا پھر اسکے خاتمہ مین اسکلام سے اپنا متکلم ہونا بایں الفاظ ظاہر کیا) مین تمہارا خدا ہون جو تمکو زمین مصر سے نکال لایا ہون الخ یہہ **سباق** و سیاق صاف ناطق ہے کہ وہ حکم خدا کی طرف سے ہی جو موسے علیہ السلام سے مخاطب ہوکر خدا نے فرمایا ہے - اس سباق و سیاق کو دیکھکر اس حکم کے منجانب اللہ ہونے مین کسیکو شک و تامل کی جگہہ نہین ہے بجز اس شخص کے

جو اس کلام کو جھوٹ جانتا ہی اور اسکو یہود یونکی تحریف و تصنیف خیال کرتا ہے ۔

دوسرے مقدمہ کا ثبوت یہہ ہی کہ آپنے اپنی پرانی کتاب **تبیین الکلام فی تفسیر التورات والانجیل علی ملۃ الاسلام** کے جلد اول مین بڑے زور شور سے دعوی کیا ہے اور بزعم خود اسکا ثبوت بہی کامل دیا ہے کہ توریت وغیرہ کتب مقدسہ مین تحریف لفظی نہین ہے جو کچہہ موسی وغیرہ انبیا علیہم السلام پر وحی نازل ہوئی وہی الفاظ مین لکہی گئی ہی ۔ چنانچہ سکے صفحہ ۶۴ مین آپکا یہہ قول ہے کہ تحریف معنوی ہی نہ کہ لفظی" اور صفحہ ۲۳ مین یہہ ارشاد ہی "غرض کہ ہم مسلمان یقین کرتے ہین کہ جو وحی اگلے نبیون پر نازل ہوئی وہ اُن کتابون مین لکہی گئی ۔ جو توریت اور زبور ۔ اور اناجیل کے نام مشہور ہین" یہہ کلام جناب صاف ناطق ہی کہ جو کچہہ حضرت موسیٰ کیطرف سے وحی ہوا اور انکی زبانسے نکلا وہی بعینہ بلاتبدیل و تحریف توریت مین مندرج ہوا پہر اس حکم سود کے منجانب اللہ ہونیسے (جو الفاظ توریت سے ثابت ہی) آپکو کسطرح انکار کی گنجائش ہے ۔

ہان اگر اب مضمون تبیین الکلام کو غلط بتادین اور اس سے رجوع ظاہر کرین ۔ اور اسبات کا مدعی بن جاوین کہ توریت مین کل یا اکثر اکاذیب یہود بہی درج ہین ۔ اور اصل وحی مین جو موسی علیہ السلام پر نازل ہوئی تہی تبدیل و تحریف لفظی بہی ہوگئی ہی ۔ چنانچہ دفعہ دوم پر یہہ قول آپکا (جو عبارت منقولہ سابق مین بمنقول نہین ہوا) کہ جیکہ بنی اسرائیل بابل کی قید سے چہوٹے تو صرف یادداشت اور زبانی روایتون کے مطابق توریت لکہی گئی ۔ اور تمام واقعات تاریخی اور احکام دنیوی جو پہلے سے بطور زبانی احکام کے مانی جاتی تہی ۔ اسمین بطور زبانی احکام کے مندرج ہوئی ۔ اکثر مقام مین جہان لکہا گیا ہی کہ موسیٰ نے خدا سے گفت وخدا موسیٰ سے گفت و موسیٰ فرمود کہ خدا چنین میفرماید اسی خیال پر لکہا گیا ہی" اسی کذب و تحریف لفظی کیطرف اشارہ کرتا ہے تو اس صورت مین آپکو اس حکم کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کی گنجائش ہے ۔ ولیکن اس گنجائش انکار کے لئے یہہ شرط ہی ۔ کہ آپ بدلا اس خیال سابق سے کہ کتب مقدسہ مین تحریف لفظی نہین ہے رجوع ظاہر کرین ۔ اور صاف صاف کہدین کہ جن باتونکو موسیٰ علیہ السلام اپنی طرف منسوب کرتے ۔ یہودی انکو از راہ تبدیل و تحریف خدا کیطرف نسبت کردیتے ۔ اور بجائے اس قول موسی کے کہ "الیسا کرو یا میں تمہین ایسا کہتا ہون" وہ خلاف واقع یہہ الفاظ کہ "خدا نے کہا ۔ اے موسی تو الیسا کر ۔ یا اسے

باقی آئندہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

نمبر دوم — علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ — جلد سوم

بابت صفر ۱۳۰۹ھ و فروری ۱۸۹۲ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ بحسب انتظام جدید

درجات مراتب قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	رقم سالانہ
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس۔	کم از کم ۱۰۰ روپیہ
(۲) خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اعیان و لائبریری و سوسائٹی ہا	کم سے کم ۱۰ روپیہ
(۳) عام قیمت	متوسط اہل وسعت۔	۵ سے
(۴) رعائتی قیمت	کم وسعت لوگ جنکی آمدنی دس روپیہ ماہواری سے زیادہ نہین۔	۲ سے
(۵) للہی قیمت	بے وسعت جو دس روپیہ ماہواری کی آمدنی بھی نہین رکھتے مگر علمی بضاعت رکھتے ہین اور اس رسالہ	ثواب آخرت

(۲) عام قیمت کے لئے شرط ہے کہ زیادہ سے زیادہ تین مہینے گذر جانے کے بعد سہ ماہی قیمت بلا طلب تقاضا بھیجدین رعائتی قیمت کے لئے شرط ہے کہ سالانہ پیشگی داخل کرین۔

(۳) عام قیمت و رعائتی صرف ہر سال دان کرلئے ہے سنین گذشتہ کے پرچے جونکی قیمت عام سال سے کم ہوگی دان بلا ترتیب کوئی لینا چاہے تو عام قیمت والونسے فی پرچہ ۱ر لئے جاوینگے۔ اور رعائتیون سے فی پرچہ ۲ر اور مفت لینے والون سے صرف محصول ڈاک تین پیسہ کے پرچے جونگے۔

(۴) جسکے نام پرچہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود سے مہینے سے قیمت وصول پاوے اور جنکو خریداری منظور نہو وہ پرچہ واپس کردین۔

(۵) ارسال زر اور خط و کتابت متعلقہ رسالہ راقم کے نام پوری عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونی چاہیے اوس مین ایک لفظ کم نہو۔ و نہ خط دوسرے شخص بنام کو ملجائیگا۔

(۶) ذریعہ ارسال زر نہ ٹکٹ نہ نوٹ صرف ڈاکخانہ کا منی آرڈر ہو جسمین ایک روپیہ سے دس روپیہ تک ہجرت مین ارسال زر ممکن ہے ڈاکخانہ مین نقد روپیہ داخل کرنیسے اسی وجہ مین رسالیہ کی رسید ملجاتی ہے

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری — از لاہور متصل مسجد چینی۔

مطبع مرصطفائی لاہور مین طبع ہوا

تریاق در جواب تہذیب الاخلاق

تالیف جناب مستغنی از القاب

سید ابو المنصور امام فن مناظرہ اہل کتاب

اس رسالہ مین تہذیب الاخلاق کے اس مضمون کا جواب ہے جو پرچہ ماہ رجب ۹۶ھ مین بعنوان (مذہب انسان کا امر طبعی ہے) شایع ہوا ہے۔

اسمین مؤلف علام نے مضمون تہذیب کا ایک ایک فقرہ نقل کیا ہے پھر نہایت متانت و رزانت سے اسکا جواب (مصداق خیر الکلام ماقل و دل) ادا کیا ہی مین بجا ہے اسکے کہ اس رسالہ یا اُسکے مؤلف کی تعریف کرون اس امر کو کافی سمجھتا ہون کہ اسکے چند مضامین اس مقام مین نقل کر دون۔

اسلئے کہ تعریف مؤلف علام تو انکے فضل و کمالات سے شہرہ آفاق ہونے کے سبب سے تحصیل حاصل ہی اور توصیف رسالہ بحکم دمشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید بہ بتانے کی نسبت اصل کہانے سے اچھی ہو سکتی ہے۔

پس واضح ہو کہ اس رسالہ مین پہلے ہر سرورق ایک ایسی آیت مندرج ہے جو مخاطب کی اوغار اسلام و خلاصہ کلام کا ایک لطیف جواب ہے پھر اخیر رسالہ مین اسکی ایسی تشریح کر دی ہی جس سے اس جواب کی تفصیل معلوم ہو سکتی ہی۔ وہ آیت یہ ہے

ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاخر وما ہم بمومنین۔

پھر صفحہ ۲ مین دعوی عنوانی مضمون کا (کہ مذہب انسان کا امر طبعی ہے) جواب دیا ہی کہ "یہ صریح غلط ہے دنیا مین کوئی مذہب جھوٹا ہو خواہ سچا امر طبعی نہین ہوتا کیونکہ اسکا بانی ایک ہوتا ہے اور باقیونکو اسکی پیروی ناگزیر کرنی پڑتی ہے"۔ جبکہ مطلب یہ ہے کہ اگر مذہب امر طبعی ہوتو بے سیکھے سکھائے ہر ایک کو آپ ہی آجاتا اسمین ایک دوسرے کی پیروی نکرتا۔ جیسے سانپ کا لہراتے ہوئے چلنا۔ اور مچھلی کا تیرنا جو بن سکھائے آجاتا ہے اور پیروی کو اسمین دخل نہین ہوتا

پھر بصفحہ ۳۔ اسکی تائید مین کہا ہی کہ مذہب تبدیل سکتا ہے چنانچہ تہذیب الاخلاق اوسی پرچہ مین بصفحہ ۴۰ واہم اسبات کا اقرار ہے مگر امر طبعی۔ (جیسے سانپ کا لہرانا یا بچھو کا ڈنک مارنا) تو کبھی بدل نہین سکتا۔

پھر اسی صفحہ مین تہذیب کا یہ فقرہ نقل کیا ہی کہ خدا نے بھی فطرت انسانی کے مطابق انسان کو (مذہب) تلقین کیا ہے" اسکا جواب آپنے یہ دیا ہے کہ جب مذہب امر طبعی و فطرت مین داخل ہے جسکا نہ کبھی انقلاب

ممکن نہین ہے تو خدا کی طرف سے اسکے تلقین ہونے
مین کیا فائدہ اور یہو تحصیل حاصل نہین تو کیا ہے
پہر اسی صفحہ مین تہذیب کا یہہ فقرہ نقل کیا ہے
یہہ بہی ایک لازمی امر ہے کہ اس اعلی قوت کے قرار
دینے مین اختلاف واقع ہو کوئی تو الہی موجودات
اور مخلوقات مین سے کسیکو وہ اعلی قوت سمجھے
اور کوئی کسی خیالی وجود کو جسکا نقشہ خود اُسنے
اپنے خیال مین بنایا ہو وہ اعلی قوت قرار دے
اور کوئی اس لامعلوم بیچون و بیچگون قوت کو
تمام کائنات کی علۃ العلل سمجہتا ہی معبود قرار
دیتا ہے یہی خیال رفتہ رفتہ مذہب بنجاتا ہے الخ
پہر اسپر چار وجہ سے مواخذہ کیا ہے **ازانجملہ**
وجہ اول یہہ ہے کہ اس اختلاف کو اپنے امر لازمی
(یعنی طبعی و فطرتی) ٹہرایا ہے اور قول سابق
مین بیان کیا ہے کہ خدا کی تلقین موافق فطرت
انسانی واقع ہوتی ہے اس سے یہہ نتیجہ پیدا
ہوتا ہے کہ جس کسی کے خیال مین جو کچہہ آیا ہی
خدا کو کسی بت کی صورت سمجہہ لیا - سورج چاند
درخت مین اسکا ظہور خیال کرنا - اپنے خیال
مین کوئی صورت بنا لینا اور اسکی عبادت کرنا
وہ سبہی خدا کے حکم و تلقین کا مورد ہو سکتا ہے
اور جو خصوصیت انبیاء خدا کی عبادت کرنے بتاتے ہین
وہ لغو ہے - یا تحصیل حاصل وجہ چہارم یہہ کہ آپکے
اس قول مین (کہ یہی خیال رفتہ رفتہ مذہب بن جاتا
ہے) صاف تصریح ہے کہ وحی و الہام کی کچہہ بنیاد نہین
ہے یہی انسانی خیال مذہب بن جاتا ہے اور یہہ امر (باوجود
مخالف جمیع کتب سماویہ کے) آپکے قول سابق کے بہی خلاف
ہی جسمین صاف فرمایا کہ خدا نے موافق فطرت انسان
مذہب تلقین کیا ہے -
پہر صفحہ ۵ مین تہذیب کا یہہ فقرہ نقل کیا ہے یہہ بہی
انسان کا ایک طبعی امر ہے کہ خدا کی اس خیالی نقشہ کا
(جسکا ذکر فقرہ سابق مین گذرا) کوئی نشانی اصلی
یا فرضی اسکے سامنے ہو - یہہ امر حقیقت مین بت پرستی کی جڑ ہے
اسی بنا پر انسانون نے اُن خیالی قوتون کی مورتین
اس نقشہ کے مطابق جو اُنکے خیال نے کہینچا تہا یا اس طریقہ
پر جس سے اُنکا خیال ظاہر ہوتا تہا بنا لین کسیکو
بڑے سر کا کسیکو بڑے پیٹ کا کسیکو خوبصورت دلہین
کسیکو کالی بدہیئت ڈراؤنی بنا لیا - اس سے نہ حضرت
ابراہیمؑ نے سچے خدا کا نصب کیا ہوا پہر اب تک بہی الرحمن
کہلاتا ہے نہ حضرت اسحٰقؑ و یعقوبؑ نے سچے جوبن گہڑا
پہر کہڑا کر کے اسپر تیل ڈالتے تہے - نہ حضرت
موسیٰ نہ حضرت داود و سلیمان نے سچے جنہوں نے

بارہ پہتر بارہ قومون کے لئے کہڑے کرکے خدا کی عبادت کے لئے اُنپر تیل ڈالا اور خیمہ عبادت و تابوت سکینہ اور بیت المقدس بنایا۔

پہر اسپر کہی وجہ سے مواخذہ کیا ہے۔ ازانجملہ وجہ سیوم ہے کہ جو گمان بت پرستی کا آپ حضرت ابراہیم کی نسبت رکہتے ہین یہہ باتفاق یہود و نصاری و اہل اسلام کی غلطی ہے۔ وہ پہتر حضرت ابراہیم کا نصب کیا ہوا کسی زمانہ مین معبود قرار نہین پایا اور نہ اسکی طرف کبہی سجدہ ہوا ہے

وجہ چہارم یہہ کہ حضرت اسحق نے کوئی بن گہڑا پہتر کہڑا نہین کیا۔ ہان حضرت یعقوب نے پہتر کہڑا کیا تہا سو بہی بطور یادگار تہا نہ بغرض عبادت حضرت یعقوب ایک پہتر کو سر کے نیچے رکہکر سوگئی تو اونہون نے ایک متبرک خواب دیکہا اسلئے اسکو بطور یادگار کہڑا کرکے تیل اسلئے ڈالا تہا کہ اور پہترون مین سے وہ پہچانا جائے۔

وجہ پنجم یہہ کہ آپکا یہہ کہنا کہ حضرت موسیٰ و داؤد و سلیمان نے بارہ پہتر کہڑے کرکے تیل ڈالا صریح جہوٹہ ہے نہ حضرت موسیٰ نے کبہی بارہ پہتر کہڑے کئے نہ حضرت داؤد نے نہ حضرت سلیمان نے البتہ حضرت یشوع نے بارہ پہتر دریا یردن سے اوٹہا کر اس یادگار کے لئے کہ ایک زمانہ مین خدا نے بنی اسرائیل کے لئے دریا کو دو حصہ کردیا تہا انکو ایک جگہہ نصب کرکے اُنپر جو نا پہروا دیا تہا یہ تیل اونہون نے بہی نہین ڈالا۔

پہر صفحہ ۱۲۳ مین تہذیب سے خدا کی شان مین الفاظ نقل کئے ہین۔ "جوتی سروب نزنکار وحدہ لاشریک" اور اسپر یہہ مواخذہ کیا ہے کہ جوتی سروپ نزنکار کے ساتہہ اپنے وحدہ لاشریک کا جملہ کیا خوب ملایا۔ جوتی سروپ کے معنے نورانی صورت اور نزنکار کے معنے اسکی کوئی صورت نہین ہے پس یہہ وحدہ لاشریک کے ساتہہ گندہ بیضہ باخلکہ کا لطف ظاہر کیا۔

پہر اسی صفحہ مین تہذیب کا یہہ فقرہ نقل کیا ہے۔ "مصریون کے بڑے مندر پر یہہ فقرہ کندہ تہا۔ اور کیا عجب ہے کہ انکی کسی مقدس کتاب سے ہو کہ مین وہ شے ہون جو ہمیشہ سے تہا۔ اور اب بہی ہون۔ اور ہمیشہ رہونگا۔ جو اسوقت بہی میرا نقاب کسی سے نہین اٹہا سکتا۔ پس لائق ہے کہ مسلمانون کی مسجدون کے دروازہ پر کندہ کیا جاوے"۔ پہر اسکا یہہ جواب دیا ہے جو بعینہ آپکی عبارت سے منقول ہوا تہا۔

خانصاحب بہادر کی نقص معلومات کی کہانتک شکایت

کیجا وے جناب من لفظ یہوواکے کہ عبرانی مین
خدا اسم ذات ہے یہی معنے ہین (عبرانی لغت مین
دیکھہ لو) پس مصریون کی کتابون مین وہ کہانسے
آگیا البتہ جب یہودی مصر مین گئے اسوقت مصریون
نے انسے سیکھہ لیا ہوگا پھر آپ جو فرماتے ہین کہ
یہہ فقرہ اسوقت بھی اس قابل ہے کہ مسلمانون
کی مسجدون کے دروازے پر کندہ کیا جائے الخ
پس باوجودیکہ توریت مین یہہ لفظ موجود ہونیکے
مسلمان اس سے کب ناواقف تھے جو مصریونکی مندر پر
اسے دیکھکر آپکی طرح مسلمانونکی رال ٹپک پڑتی
یہہ مینے چند فقرات کا خلاصہ کیا ہے - پورا
لطف اصل رسالہ کے دیکھنے سے حاصل ہوسکتا
ہے ناظرین شائقین اصل رسالہ دہلی مطبع نصرت
المطابع سے طلب فرماکر مطالعہ مین لاوین - تو
ان سب مضامین نفیسکا حظ اوٹھاوین -

اب مین اس مضمونکو **شکریہ وافسوس**
پر ختم کرتا ہون - **شکریہ** تو مؤلف رسالہ
مذکورہ کا حق ہے جنہون نے باوجود اشتغال
و مصروفیت خیال کے ایک فن مناظرہ اہل کتاب
مین ادہر بھی قلم کو چلایا اور اچھا خاصہ دکھایا -
انکی اس حمیت مذہبی و نصرت دینی کا مین دل سے
شکر گذار ہون - اور انکے لئے توفیق و نصرت کا
حق تعالے سے خواستگار ہون اللھم ایدہ بروح القدس
و اجعلہ ناصراً منصوراً و اجعل سعیہ مشکوراً -

افسوس اون علماء و فضلاء کے حال پر ہے جو
ہر فنی کہلاتے ہین اور رات دن معقول و منقول
پڑھاتے ہین پھر آنکھہ اوٹھاکر نہین دیکھتے کہ دنیا مین
کیا ہورہا ہے اور دین کس حالت کو پہنچ گیا ہے -
مخالفین دین کس داؤ پیچ سے تخریب کے درپے ہین
اور کن کن تدبیرون سے اسکی بیخ کنی کررہے ہین -
کبھی متشابہات قرآن و حدیث کے ذریعہ سے اصول
دین چھوڑاتے ہین کبھی عقل و نیچر کی پھندی مین
انکو پھساتے ہین - باین ہمہ ہمارے علماء و فضلاء
انکی طرف آنکھہ نہین اوٹھاتے اور انکی کسی بات کا جواب
نہین دیتے آپسمین فروعات کے جھگڑون کے لئے
بلاؤ تو حاضر ہین - مقلدین محدثین کے مقابلہ کو
تیار - محدثین مقلدین کے رد مین چست و ہوشیار ہین
اہل سنت مبتدعین کے رد مین سرگرم ہے مبتدعین سنیونکے
مقابلہ مین تیز قدم - یہہ کسیکو خیال نہین آتا کہ
ہم باوجود اس اختلاف کے اصل اصول اسلام مین
متفق ہین - پھر سب ملکر اپنی اتفاقی اصول کی نصرت
کیون نہین کرتے اور باہمی جھگڑے چھوڑکر ان

مخالفین کے جو اصولاً و فروعاً کل فرقہ ہا اہل اسلام سے مخالف ہین کیون نہین خبر لیتے - مین نہین جانتا جو لوگ پہلے تہذیب الاخلاق کی خدمت گذاری کرتے تہے کہان چلے گئے - اور انکی حمیت و کمالات کیا ہوئے -

سب کے سب ایسی خواب راحت مین پڑ گئے ہین کہ باوجود جگانے و ہلانے کے بہی بیدار نہین ہوتے معلوم نہین اُنکے علوم و کمالات کس دن کام آوینگے - اور جب سب کے سب مخالفین کی پہندی مین پہس کر فلسفہ بیکن صاحب وغیرہ حکمار فرنگ کو دین ٹہہرا لینگے تو پہر یہہ حضرات بخاری و مسلم اور ہدایہ و شرح وقایہ و شمس بازغہ و امور عامہ کسکو پڑہا وینگے اور اپنی مولویت و جماعت سے کیا کام لینگے - اے معاشر المسلمین و اے زمرہ علمار محدثین و مقلدین و اہل تشیع و سنین ذرہ آنکہہ کہولو ہوش سنبہالو بنیہ غفلت کا لون سے نکالو اور سب ملکر مخالفین دین کی خبر لو و ما علینا الا البلاغ المبین -

معیار

ہر چند یہہ رسالہ ایسے مسایل مین تالیف ہوا ہے جو بالفعل ہماری مباحث مقصود سے نہین ہین ولیکن چونکہ کبہی کبہی ہماری مباحث مین اون مسایل کا ذکر بہی ضمناً و تبعاً آجاتا ہے اور ہمکو ان مسایل کی ثبوت و دلایل مین ایسے رسایل کا حوالہ دینا پڑتا ہے اسلئے اس رسالہ کا اجمالی بیان اس مقام مین مناسب ہے -

یہہ رسالہ مجمع کمالات جناب مولوی سید محمد نصرت علیخان صاحب خلف الرشید سید ابو المنصور امام فن مناظرہ اہل کتاب کی تالیف ہے -

اس مین مولف ممدوح نے توریت و انجیل کی تحریف کا اثبات و تثلیث کا ابطال و تعلیمات قرآن کے فضایل و حقانیت اسلام کے دلایل کا بیان ہے اس اختصار و شائستگی سے دیا ہے کہ گویا دریا کو کوزہ مین بند کر دیا ہے -

یہہ مختصر جامع رسالہ بڑی بڑی ضخیم کتابون کی (جو مناظرہ اہل کتاب مین تالیف ہوئی ہین) قایم مقام ہو سکتا ہے - اور مذہب اسلام کی محافظت و مذہب اہل کتاب کی مدافعت کے لئے اون بڑی بڑی کتابون کا کام دے سکتا ہے -

ابن الاعرابی نے سنن ابی داود کے حق مین کہا ہے لو ان رجلاً لم یکن عندہ من العلم الا المصحف وہذا الکتاب لم یحتج معہما الی شیئ من العلم یعنے

حبکو بجز قرآن و سنن ابی داؤد کی اور علم نہو وہ ان دونون کے ہوتے اور علم کا محتاج نہین۔ مین یہہ بات اس رسالہ کے حق مین کہتا ہون اور یہہ دعوی کرتا ہون کہ جس شخص کے پاس یہہ رسالہ ہو وہ یہود و نصاری کے الزام اور اُنکے مقابلہ مین اثبات حقانیت اسلام کے لیے دوسری کتاب کا محتاج نہین اس رسالہ کے مؤلف نے اس عمر شباب مین مختلف السنہ و علوم مین ایسا کمال حاصل کیا ہے کہ ایک عالم مین نام پیدا کر لیا ہے۔ **مینے** اُنکا رسالہ اساند (جو رسالہ **اسناد قصری** سے منفرد ہے) معائنہ کیا اور اسمین پنجاب سندہ۔ ہندوستان۔ عربستان۔ انگلستان روم۔ روس۔ فرانس۔ جنگری۔ بلجیم۔ ڈنمارک پرتگال وغیرہ بلاد کے سلاطین و اراکین کو اُنکی صفت و ثنا، علمی کمالات سے عذب البیان و رطب اللسان پایا تو مجھے اس سے پہلے درجہ کا تعجب لاحق ہوا کہ اللہ اللہ یہہ عمر اور یہہ کمال اور یہہ فضل اور یہہ جلال۔

پھر غور و تامل سے اپنی دیار و امصار مین انکی نظیر کو تلاش کیا تو اس نام و کمال کا شخص اپنے دیسیون مین کوئی نظر نہ آیا۔

نام تو ہمارے مخاطب عالی مقام از ابیل سید محمد خانصاحب بہادر کا انہی سے زیادہ ہے مگر اصول و فروع دین سے عملاً و اعتقاداً مستغنی ہو کر نام پیدا کرنا کس کام ہے۔

نام ہو تو ایسا ہو جیسا اس خاندان کا ہے جو شب و روز نصرت دین و الزام مخالفین مین لگ رہے ہین پھر یوں فیوں نیک نام ہوتے جاتے ہین۔ اللہ تعالے ہمارے اور دینی بھائیون کو بھی ایسی ہمت و حمیت عطا کرے اور دین و دنیا کے فنون و کمالات مین ترقی پیدا کرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

پشیمانی و تکلف

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

جناب مخاطب منکر بنی و جملہ احکام مذہبی کو (برچہ ذیقعدہ ۹۶ھ مین) کافر نکہنے پر اب پچھتاتے ہین اور اس بات کو توجیہ و تاویل کے لباس مین چھپانا چاہتے ہین۔ مگر مضمون مثل (آن قطرہ باران رسید) کو خیال مین نہین لاتے اور یہہ غور نہین فرماتے کہ ہماری قلم مین اس باب مین ایسے الفاظ نکل چکے ہین جو کسی حیلہ و تاویل سے صحیح نہین ہو سکتے اور اس فساد عریض کو یہہ تکلیفات قاصرۃ الذیل بحکم (دولن یصلح العطار ما افسد الدہر) چھپا نہین سکتے

اس فساد کے اصلاح کے لئے انکار صریح و توبہ بکار ہے
سو ملازمان جناب کی شان و عادت سے نہایت دور و دور کا ہے
برچہ دیا تعجب ہے آپنے منکر نبیؐ کے کافر ہونے سے عموماً
و مطلق انکار کیا تھا اور بلا تفصیل کفر شرعی و کفر
مطلق کی اس سے کفر کو اٹھایا تھا۔ جب اشاعۃ السنۃ
نمبر ۱۱ و ۱۲ میں خوب دھڑلے سے اسپر مواخذہ ہوا

اور نصوص صریحہ قرانیہ سے منکر نبیؐ کا کافر ہونا
بتایا گیا تو آپ کو فکر پڑا اور اپنی غلطی کا چھپانا سوجھا
پس اس غلطی کی تاویل و توجیہ میں اپنے برچہ محرم ۹۷ھ
میں یہہ افادہ فرمایا ہے کہ ہمنے جو منکر نبیؐ و احکام
مذہبی کے کافر ہونے سے انکار کیا ہے اس سے ہماری مراد کفر مطلق ہے
(یعنی عام و ہر نوع کا کفر جسمیں خدا کا بھی انکار ہو)

† اصل کلام جناب (جو بجواب امام غزالی کے اس قول کے کہ "نبیؐ کا منکر و مکذب کافر ہے" اس پرچہ کے صفحہ ۱۱ میں زیب رقم ہوا ہے) یہہ ہے اس مقام پر امام صاحب نے بات کو خلط ملط کر دیا ہے۔ یہہ ٹھیک ہے کہ کفر ایک شرعی حکم ہے اور منکر یا مکذب رسول کافر ہے مگر شرعی کافر نہیں ایک موحد جو پورا پورا ٹھیک طور پر کامل موحد ہے مگر وہ نفس رسالت ہی کا منکر ہے اور اسلئے کسی رسول کو نہیں مانتا اسکا کفر بھی شرعی کفر ہے مگر اسپر خلود فی النار کا حکم دینا جیسا اس مقام پر امام صاحب نے بیان کیا ہے صحیح نہیں۔ موحد کے کفر پر کوئی نص وارد نہیں ہے۔ بلکہ برخلاف اسکے نص آئی ہے قیاس بھی جو نص پر مبنی ہو بلکہ مطلق قیاس بھی موجود نہیں ہے۔ انبیاء صرف خدا کی وحدانیت پر یقین دلانیکو اور اسکی عبادت کی ہدایت کرنیکو مبعوث ہوئے ہیں۔ اور موحد اسپر کامل یقین رکھتا ہے پھر اسکے کفر مطلق پر قیاس بھی موجود نہیں ہے کفر شرعی اور کفر مطلق دو علاحدہ علاحدہ چیزیں ہیں جنمیں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے اور خلود فی النار صرف کفر مطلق کا نتیجہ ہے اور وہ کفر صرف شرک حقیقی سے خواہ ذات میں ہو خواہ صفات میں خواہ عبادت میں متحقق ہوتا ہے نہ کسی دوسری چیز سے۔ انہ یغفر ما دون ذالک لمن یشاء

ا ان دونوں میں عموم و خصوص میں وجہ نہیں ہے بلکہ عموم و خصوص مطلق ہے اسلئے کہ جہاں کفر مطلق ہے وہاں کفر شرعی ضرور پایا جاتا ہے۔ ایسا مادہ کوئی نہیں ہے جسمیں کفر مطلق متحقق ہو اور کفر شرعی متحقق نہ ہو۔ اور کفر شرعی متحقق ہونے سے خلود فی النار ضرور ثابت ہوتا ہے۔ ایسا مادہ بھی کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اسی طرح کفر شرعی اور خلود فی النار میں عموم و خصوص من وجہ ہے۔ بعض کفر شرعی ایسے ہیں جنکا نتیجہ خلود فی النار نہیں ہے۔ اور بعض خلود فی النار ایسے ہیں جو کفر شرعی نہیں ہیں۔ تعرض کرنیکو اہل تقصود سے مذہبی سمجھکر اعراض کرتے ہیں اور انتباہ جناب میں آیا ہے۔ بلوی مشہور ہے تجنب کیجئے۔ ناموش ہو جاتا ہے ۱۲

جبکی سزا خلود فی النار (یعنے ہمیشہ آگ مین رہنا) ہے کفر شرعی (جسکو خدا و رسول اور شرع نے کفر ٹہرایا ہے اور اسکی سزا مین خلود فی النار تجویز نہین کیا) ہماری مراد نہین ہے۔ اور نہ منکر بعثی کافر شرعی ہونے سے ہمکو انکار ہے۔

اس کلام خباب کا صاف صاف یہہ مطلب ہے کہ منکر نبی کافر مطلق نہین ہے کہ ہمیشہ آگ مین رہیگا بلکہ شرعی کافر ہے جو انکار رسالت کی سزا بھگت کر آگ سے نجات پائیگا۔

یہہ مطلب آپکے پرچہ ولیقعدہ سے کہ (کافر نجات نہین پائیگا مگر وحدہ سے تو خدا نے وعدہ نجات کیا ہے) نیز سر نتیجہ ہوتا تہا اور خیال مین آتا تہا کہ لفظ نجات سے شاید جہنم مین داخل ہوکر پہر نجات پانا آپکی مراد ہو۔ مگر آپنے اس مطلب کو صاف طور پر بیان فرمایا ہے۔ اور منکر نبی کی صرف کافر مخلد فی النار ہونے سے انکار اور کافر فی الجملہ معذب ہونیکا اقرار اس کلام کا مطلب بنایا

ہر چند یہہ بات کہکر آپ مخالفت اصول اسلام سے بری نہین ہو سکتے اور نہ اس تاویل سے اس فساد کی اصلاح کر سکتے ہین۔ اسلئے کہ کافر منکر نبی کو عذاب بہگت کرنا بھی قرار دینا ویسا ہی مخالف اصول اسلام ہے جیسا کہ اسکو بلا مس عذاب جہنمی قرار دینا مخالف ہے مگر قطع نظر اس سے یہہ تاویل خباب ایسی رکیک و پر تکلف ہے کہ کلام سابق خباب مین اسکی گنجائش نہین ہے آپکی قلم سے ایسے الفاظ نکل چکے ہین کہ اس تاویل کو پاس آنے نہین دیتے۔ آپنے پرچہ ذیقعدہ مین جرم انکار رسالت کو (جسکو اب کفر شرعی ٹہرا کر مستوجب خلود نار فرماتے ہین) وعدہ آیۃ (ویغفر مادون ذلک لمن یشاء) کا شمول فرمایا اور لائق مغفرت و معافی ٹہرایا ہے اور طرفہ یہ کہ پرچہ محرم مین بہی اسکی نسبت لائق یغفر مادون ذلک قلم خباب سے نکل گیا ہے۔ اور پرچہ رجب مین اس وعدہ مغفرت کو آپنے ایسا قطعی و یقینی ہوا ہوا یا قرار دیا ہے کہ مفہوم لمن یشاء کو بے اعتبار ٹہرا کر شرط مشیت خداوندی کو بہی اس سے اوڑا دیا ہے اور ظاہری معنی کے یہی ہین کہ مجرم کو بلا سزا چہوڑا جاوے جرم کے عوض سزا نہ دیجاوے۔ اور پرچہ ذیقعدہ مین آپنے منکر رسالت کو (لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون) کا مصداق ٹہرا کر یہہ مژدہ سنایا کہ انکو کسی قسم کا بہی

خوف و غم نہین - چنانچہ لفظ خوف کا جو نکرہ
جیز نفی مین واقع ہوا ہے اس تعمیم کیطرف
مشعر ہے جب ان تصریحات مین اس زور
و شور سے آپ منکرینی کو کفر سے بچاکر معافی
و عام بے خوفی کا سارٹیفکٹ دیچکے ہین تو اسمین
اطلاق کفر (شرعی ہی کیون نہون) کسطرح کرسکتے
ہین اور اسکے لئے عذاب جہنم (گو خلود نا سے
کم ہی ہو) کیونکر تجویز کرسکتے ہین اور اس عام
نفی کفر کو کفر مطلق سے کیونکر مؤول و مخصوص
کرسکتے ہین - جو لوگ آپکے مقلد ہین وہ اس
تاویل جناب کو غنیمت کبرے و عروۃ الوثقی سمجھ
بیٹھے ہین اور اسکی دستاویز سے آپکو مخالفت
اصول اسلام سے بری کرنے لگے ہین مگر وہ
یہہ نہین سمجھتے کہ آپکی قلم سے ایسے الفاظ نکل
چکے ہین جن مین اس تاویل کی گنجائش نہین -
انکی یہہ نافہمی چندان محل تعجب و افسوس نہین ہے
کیونکہ یہہ وہی لوگ ہین جو آپ کی ہر بات پر
بے سوچے بن سمجھے ایمان لے آتے ہین - چنانچہ
پہلے اس عام نفی کفر منی کو بتقلید بر چہ ذیقعدہ
حق مان گئے تھے اور بلا تاویل و تسویل اسکی
صحت کے مدعی تھے - اب اگر بر خلاف اس عموم

نفی کی اس تاویل کو صحیح سمجھکر مان گئے ہین تو کونسے
تعجب کا محل ہے صاحب فہم و فراست تو ہرگز اس
تاویل جناب کو مان نہین سکتے - اور کلام جناب
مین اسکی گنجائش نہین دیکھتے - ہان اگر آپ
صاف یہہ فرماوین کہ جو ہم نے جرم انکار رسالت
کو لائق مغفرت ٹھہرایا ہے اور جو منکرینی کو بشارت
لاخوف علیہم و لاہم یحزنون کا مراد بتایا ہے یہہ
ہماری غلطی ہے جو بے سوچی قلم سے نکل گئی ہے
اور انکار رسالت پر خلود سے کم کم سزا المناہی
نزدیک مسلم ہے اور نجات سے عذاب بہکت کر
خلاصی پانا ہماری مراد ہے تو اس صورت مین
یہہ تاویل اور خلود و غیر خلود کی تشقیق و تفصیل
کلام سابق جناب مین گنجائش پیدا کرسکتے ہین
مگر مخالفت اصول اسلام سے پھر بھی آپکی خلاصی
نہین ہوتی اور جس غرض کے لئے آپنے یہہ تاویل
ہے وہ حاصل ہوتی ممکن نہین - کیونکہ اصول
اسلام کے موافق منکرینی کو عذاب بہکت کر بھی
نجات نہین ہے - جیسے کہ منکر خدا کو کبھی نجات نہین
اس دعوی پر دلیل اور اس بحث کی تفصیل ہم
اسوقت کرینگے جب آپ اپنی غلطی کے معترف
ہوکر صاف صاف اقرار کرینگے کہ ہم منکرینی کی تصریح

کافر مخلد فی النار ہونے سے انکاری ہین - اسکے فی الجملہ معذب ہونے سے ہمکو انکار نہین ہے اور اگر آپ اس غلطی

بقیہ مضمون مذہب و لامذہبی

والی کا ہی پسند نہین کرتے۔ اس فقرہ تائید مین آپکے اس عبارت سے پہلے یہہ کہہ چکے ہین کہ ہماری سمجھہ مین اعمال قبیح فطرت کے رو سے قبیح ہین اور اعمال حسنہ فطرت کے رو سے حسن ہین تو ہم قبیح کو حسن اور حسن کو قبیح سمجھہ ہی نہین سکتے شاید وہ لوگ جو کسی کام کو صرف اس وجہ سے کہ ماموریہ ہی حسن اور صرف اس وجہ سے کہ وہ ممنوع عنہ ہی قبیح سمجھتے ہین اس وہو کہہ مین پڑ جاوین تو تعجب نہین"۔

ان کلمات طیبہ سے جو اپنی تہذیب و انصاف کی داد دی ہے اور جو اہل مذاہب خصوصاً اہل اسلام علی الخصوص علماء اسلام کی فضیحتی کی ہے سو ظاہر ہے ولیکن انصاف اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو باتین آپنے اہل مذہب کے ذمہ لگائی ہین وہ سب کی سب لامذہبون ہی مین پائی جاتی ہین اور لامذہبی کے خواص لازمہ اور لوازم مساویہ سے ہین۔ مذہب کو اون باتون سے پوری منافات ہے۔ اور اہل مذہب سے

---

† لفظ لامذہب آزاد لوگون کے لئے ہمنے تجویز نہین کیا بلکہ یہہ خطاب جناب مخاطب نے خود انکو دیا ہے چنانچہ پرچہ ذیقعدہ ۹۶ھ مین قبل اُس طولانی عبارت کے جو پہلے نقل ہوئی ہے آپنے فرمایا ہے "مذہب ان رسوم و قیود سے ممیز ہوتا ہے جنسے ہر ایک مذہب مقید و ممیز ہین ان قیود و ممیزات کو نہ ماننا لامذہبی کہا جاتا ہے" پھر اگر مذہب ان قیود و ممیزات کو جنسے ایک مذہب دوسرے سے ممیز ہوا نکال ڈالو تو بھی کوئی چیز باقی رہیگی جو بالتخصیص ہوگی اور وہی عین اسلام ہے۔ اور وہی عین نیچر و عین فطرت"۔

جس مدعا کے لئے ہمنے اس عبارت کو نقل کیا ہے وہ بخوبی اس سے حاصل ہے۔ علاوہ بران اس سے انکا اسلام و نیچر و فطرت کا بھی حقیقت معلوم ہوتی ہے جو باتین ہم اونکی مفہوم کلام سے نکالتے (جنکا بیان نمبر سابق مین صفحہ ۳۰ تک ہو چکا ہی) انپر اسمین صاف تصریح ہی کہ اسلام انکے نزدیک وہی لامذہبی ہے جسمین کوئی قید مذہبی (پیغمبر کو ماننا خاص قبلہ کی نماز پڑھنا روزہ رکھنا خاص صفات سے خدا کو ماننا حلال حرام کا پابند رہنا وغیرہ وغیرہ) نہو اور یہہ مذہب (جو ہر مذہب و ملت سے چھٹکارا ہے یہود و نصاری) مین قدر مشترک ہے۔ اسی مضمون کو یہہ مسلمان کہلاتے ہین۔ اور اسکو یہہ دین و مذہب و اسلام سمجھتے ہین۔ اسکے سوا ہم بمقتضا قیود مذہب اسلام مین خدا اور رسول نے لگا رکھی ہین وہ انکی تردید حقیقت و قوام اسلام سے خارج ہین اور زبان بدعا و گندہ زبانی و غلاظت و فحش جو ایک عمدہ مذہب آب دار و شفاف ہما مین لگ جاتے چنانچہ نمبر سابق مین اسپر اونکی تصریحات منقول ہو چکی ہے۔

(جب تک کہ وہ مذہب کے پابند رہین اور احکام مذہبی کو ملحوظ رکھین) ان باتون کا صدور ممکن نہین ہی جیسا کہ آپ نے اون باتون کو اہل مذہب مین پائے جانے پر ایک دلیل یہہ بیان کی ہے کہ چونکہ اہل مذہب بھلائی و برائی اشیاء صرف (مذہب مین) اُنکی نسبت امر و نہی آجانے اور بانی مذہب (خدا و رسول) کے کہدینے سے تقلیداً مانتے ہین اسلئے اُنکے دل پر اسکا کوئی لازوال اثر نہین ہوتا بیں بعید نہین کہ یہہ اُنکی تقلیدی سمجھہ بدل جائے اور وہ برائی کو بھلائی سمجھہ کر بے ایمانی کرنے لگین - بخلاف لامذہبون کے کہ وہ بہ تحقیق عقل بھلائی و برائی اشیاء کو جانتے ہین اسلئے وہ برائی کو بھلائی کبھی نہین سمجھہ سکتے - اور نہ یہہ سمجھکر اسکے مرتکب ہو سکتے ہین -

اسکے معارضہ مین اون باتون کے لامذہبون مین پائے جانے پر یہہ دلیل موجود ہے کہ لامذہب کسی چیز کی بھلائی و برائی کو کسی سچے ہادی کی ہدایت سے نہین مانتے صرف اپنی عقل یا کانشنس (دلی شریعت) یا خیالی نیچر کی شہادت سے کچھہ کچھہ سمجھہ سکتے ہین - اور کانشنس کا بدل جانا ایسا ممکن بلکہ واقعی امر ہے کہ آپ بھی اسکو مان چکے ہین چنانچہ آپ کا مضمون کانشنس جو نمبر ۲ جلد ۶ تہذیب الاخلاق مین مندرج ہے - اور نمبر ۳ جلد ۲ اشاعۃ السنۃ مین منقول ہو چکا ہے - اسپر شاہد ہے اور خیالی نیچر کا موم کے ناک کیطرح ادل بدل ہوتی رہنا بلکہ اندھے کے لاٹھی کی مانند واقع مین کچھہ نہو نا صرف وہم و خیال انسان ہے کی تابع ہونا جسنے اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ و ۶ جلد ۲ مین ایسا ثابت کیا ہے کہ اب تک آپکو اسکا جواب نہین آیا اسلئے لامذہبون کی اس خیال کا جو ایسی بدلنے والی چیزون پر مبنی اور اسکی تابع ہے بدل جانا نیز ممکن ہے -

اور اس تبدل و تغیر سے یقین کیا جاتا ہے کہ لامذہبون کے دلون پر کوئی لازوال اثر بھلائی

---

‡ اس مضمون مین آپکے یہہ تقریحات ہین "کانشنس انسانکو مختلف بلکہ متضاد بلکہ نقیض باتون کی طرف متوجہ کرتا ہے - اگر ایک شخص کا کانشنس ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتا تو بھی یقین ہو سکتا کہ اسکا پیغمبر اسمین بے بلکہ وہ ایک حالت پر نہین رہتا" تا آخر عبارت جو دیکھنے کے قابل ہے -

یا برائی اشیاء کا موجود نہین ہوتا ہے - پس وہ ایک آن مین کسی چیز کو بُرا جانیگے اور دوسری آن مین (جب اُنکا خیال بدل جاوے) اسکو اچھا سمجھکر کام مین لاوینگے - اور کبھی ایک چیز کی حقیقت کچھ سمجھے لگین کبھی اسکے برخلاف کچھ اور -

تمثیلات

(۱) ایک آن مین اپنے خیال سے خدا کو بے چون و بیچگون سمجھینگے دوسری آن مین بشہادت وجدان نیچری وعقلی اصول کے (جو† تا پہ انسان مکلف ہے اسکا عقل مین آجانا ضرور ہے اور جو بات عقل مین نہ آوے اسکا ماننا فضول ہے) - خدا کا کوئی خیالی نقشہ بنا لینا پھر چونکہ خیالی چیز سے انسان کو محبت و توجہ نہین ہو سکتی اسلئے اس خیالی نقشہ کا اصلی یا فرضی نشان بنا کر سامنے رکھہ لینا طبعی امر ہے) "کیا تو اس بے چون و بے چگون کو ایک بزرگ نود سالہ سفید ریش جاگٹ پتلون پہنی ہوئی سر پر لال پنیدی دار ٹوپی موہنہ مین چرٹ کسی عالیشان کوٹھی یا ہوٹل مین کرسی میز لگا کر بیٹھے ہوئے انسان کی صورت خیال کرینگے - اور کیا اس خیال سے کہ جو چیز صورت و نشان و مکان نہین رکھتی اور آنکھہ وغیرہ حواس مین نہین آتی وہ موجود ہی نہین ہوتی اُسکے وجود سے بالکل انکاری ہوجینگے

† یہہ بات نمبر۲ جلد۶ تہذیب الاخلاق مین کہی گئی ہے - اور اشاعۃ السنہ نمبر۲ جلد۲ مین بصفحہ ۹ منقول ہے

‡ یہہ بات تہذیب ماہ رجب ۹۶ھ مین بصفحہ ۴۵۲ مرقوم ہے -

‡‡ یہہ اسی پرچہ رجب کے صفحہ ۵۵ مین موجود ہے -

‡‡ ہزارون اشخاص مہذب اقوام (جنکو ہمارے مخاطب والا مناقب سراہتے ہین) کے وجود خدا سے انکاری ہین اور یہی خیال اُنکے انکار کا مستند ہے - ایک دن ایک جنٹلمین مہذب سے خدا کے وجود مین گفتگو ہوئی تو مُنے یہی بات (کہ اگر خدا ہے تو دکھاؤ) پیش کی اسکے جواب مین اسکی سمجھ کے موافق مینے کہا کہ ہر چیز موجود کے لئے مرئی و محسوس ہونا ضروری ہے اور روح وغیرہ پر نہ اسکا محسوس ہونا دلیل ہو تا ہے تو تم روح کو دکھاؤ ورنہ اس سے بھی انکاری ہو جاؤ اس سے وہ ساکت ہوا اور کچھہ نہ بولا -

(۲) کبھی اس خیال کہ کانشنس یا عقل خطا کرتی ہے - اور مختلف راہ دکھاتی ہے اسلئے کسی اور ہادی کی (جسکو اہل مذہب پیغمبر کہتے ہین) ضرورت ہی انبیار کی قائل ہو جائیگی - اور کبھی اس خیال سے کہ کانشنس کا رہبر و خطا سے محافظ نیچر موجود ہے جو پیغمبرون کا رہبر ہے اسلئے ناظرین نیچر کے لئے ان پیغمبرون کی کچھہ ضرورت نہین ہے انبیار سے منکر ہونگے -

(۳) کبھی اس خیال سے کہ جھوٹ بولنے سے لوگون مین بے اعتباری ہو جاتی ہے جھوٹ کو برا سمجھینگے کبھی اس خیال سے کہ ہمارے جھوٹ پر کوئی مطلع نہوگا اور اگر کوئی مطلع ہوا بھی ہماری رفعت شان و علو مکان کے لحاظ سے ہماری جھوٹ کو بھی سچ سمجھکر مان لیگا بلا تردد جھوٹ بولینگے اور اخبارون مین لمبے لمبے دروغ آمیز آرٹیکل لکھہ کر شائع کرینگے - وقس علے ہذا الوفا من الظاہر -

غرض کہ جون جون انکے خیالات بدلتے جاوینگے تون تون وہ حسن و قبیح و حقائق اشیار کی جانچ مین پلٹیان کہائینگی جدہر انکی عقل - کانشنس - وخیالی نیچر ان کو پہرائیگی اودہر ہی پہرتی جائینگی کبھی کسی امر و خیال پہ قائم نہ رہینگی -

و نیز علیہ وہ اگر کسی عورت بے گناہ معصوم کو بہکا کر لیجانا چاہینگی تو کسی نہ کسی خیالی حیلہ سے بہکا کر لیجائینگی وہ اگر کسیکا مال بے وجہ دبا لینا چاہینگی تو دلی شریعت کے فتوے سے دبا لینگی - وہ کسیکو دھوکہ دینا جھوٹ بولنا فریب کرنا چاہینگی تو خیالی نیچر کی شہادت لیکر سبھی کچھہ کر لینگی -

اُنکے دلائل اُنکے فتوے اُنکی شریعت اُسی جگہہ ہین جہان اُنکی خواہشین و نفسانی خیالات ہین (یعنے اُن کے دل و دماغ مین) **گویا** مستفتی و مفتی ایک ہی مسند پہ بیٹھے ہین یا یون کہو کہ ایک ہی شخص ہے پس وہ جسکی مرغی کو چاہینگی آپ ہی حلال کر لینگی - کہین بو چھنے پو چھوانے

---

† اسی خیال سے جناب مخاطب نے مضمون کانشنس مین حکمار کی نسبت پیغمبرون کی ضرورت کو اوٹھایا ہے اور اپنے جیسے حکمار کے لئے منصب پیغمبری کو تجویز کیا ہے چنانچہ نمبر ۲ و ۵ جلد ۲ شمارہ ۱۰ مین اسکی تفصیل گذر چکی ہے -

حیلہ تلاش کرانیکو نہ جاوینگے۔ **اور اگر یہہ خیال** کیا جاتا ہے کہ یہہ لوگ سوائے † شرک کے کسی برائی پر جھوٹ ہو خواہ فریب کرنا یا کسی بے گناہ عورت کو بہکا کر لیجانا) مواخذہ آخروی کا ڈر نہیں رکھتے اور کوئی ‡ عمل نیک بامید بہشت یا بغرض حصول رضا الہی نہیں کرتے **تو یہہ یقین** ہوتا ہے کہ وہ ان کاموں کو باوجود برا جاننے کے بدون کسی حیلہ کے جائز و مباح کر لینگے اور اسمین اجازت و فتوی عقل و نیچر کی بھی حاجت نہ رکھینگے اسلئے کہ بہتری برائیون پر دنیا مین مواخذہ نہین ہوتا اور جو مواخذہ آخروی کو اونہون نے خود اوٹھا رکھا ہے پھر اُن کو برائی سے کون مانع ہے **اگر کہو** عقل یا نیچر خود مانع ہے **تو** جواب اسکا یہہ ہے کہ نیچر کا حکم نہ ماننے سے ان کو کیا ڈر لگتا ہے۔ کیا نیچر برائی کرنے پر سنگ مارتا ہے یا دانت سے کاٹ کھاتا ہے دنیا مین ہزارہا برائیان ایسی واقع ہوتی ہین جنپر نیچر کی طرف سے مواخذہ نہین ہوتا۔ اور نہ افسران پولیس نیچر سے کوئی شخص انپر اطلاع پاتا ہے **یہی وجہ** ہے کہ جو لوگ ناظرین دیوان نیچر کہلاتے ہین اور جھوٹ اور فریب و زنا کو بحکم نیچر برا سمجھتے ہین وہ خود ان افعال کے مرتکب ہوتے ہین پھر نیچر کی طرف سے سزا نہین پاتے۔ پس کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ نیچر خود انکو برائی سے مانع ہے۔

اصلی اور قوی **مانع** برائی کرنے سے دوزخ کا ڈر ہے جسکے سنگسار کرنے اور دانت سے کاٹنے کا اہل مذہب کو مشاہدہ نظر کی طرح یقین ہوتا ہے جو اندھیری کوٹھری مین گناہ سے روک دیتا ہے اور چونکہ یہہ ڈر ان لوگون مین نہین ہے اسلئے انکا برائی سے (باوجود علم اسکی برائی ہونے کی) باز رہنا متوقع نہین ہے **اور یہہ دوسری دلیل** ہے جو انکی خیال حسن و قبیح اشیاء کو بے اعتبار کرتی ہے۔

† تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ و رجب و ذیقعدہ ۹۶ھ مین بڑے زور سے دعوی کیا ہے کہ سوائے شرک کے کسی گناہ پر مواخذہ نہین ہے چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ و ۱۱ و ۱۲ مین اسکی تفصیل مع جواب موجود ہے۔

‡ تہذیب ماہ رجب ۹۶ھ مین یہہ لیا ہے کہ بنا بر اصول جدید جنپر اس زمانہ کے نوجوان تعلیم یافتہ مرتے ہین نیکی بغرض بہشت یا رضامندی خدا حاصل کرنے کے لئے نہین ہے بلکہ یہہ ہمارے نیچر کا مقتضا ہے ۱۲

الحاصل اولاً تو بسبب اختلاف و انقلاب اُن کے دیون (عقل کا نشنس وجدانی نیچر) کو کسی چیز کی بھلائی و بُرائی کے جاننے کا انکے دل پر کوئی لازوال اثر نہین ہوتا اور اگر بالفرض کوئی اثر انکے دل پر ہو بھی ہمیشہ تو بسبب انکے مواخذہ آخروی سے بے ڈر ہونیکی اس اثر کا کوئی نتیجہ یقینی نہین ہے جس کام کو وہ بحکم عقل یا نیچر بُرا سمجھے ہین اس سے بھی انکا بچ رہنا متوقع نہین ہے۔

بخلاف اہل مذہب کے کہ جب وہ پیغمبر کی ہدایت سے بھلائی کو بھلائی اور بُرائی کو بُرائی مان لیتے ہین اور ہر نیکی پر ثواب کی امید رکھتے ہین اور ہر بدی پر مواخذہ عذاب جہنم سے ڈرتے ہین تو پھر وہ (تاوقتیکہ اس مذہب کے قائل اور اسمین داخل رہینگے) کبھی تا دم مرگ ہدایت پیغمبر کی خلاف بھلائی کو بُرائی اور برائی کو بھلائی خیال کرینگے اگر اتفاقاً انکی عقل مین ہدایت نبی کی کوئی وجہ نہ آئیگی اور وہ ہدایت نبی کا خلاف کرنا چاہینگے تو وہ یہہ سمجھکر کہ ہماری عقل قاصر ہے اسرار احکام نبوی کو کہان پہونچ سکتی ہے جو کچھ نبی نے کہا ہے اسکی کوئی نہ کوئی وجہ ہوگی جو ہماری سمجھ مین نہین آتی۔ عقل کو ہدایت نبوی کی تابع کرینگے اور اس نصیحت پر کاربند ہونگے۔

بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش کہ ہر چہ ساقی ما ریخت عین الطاف ست

اور وہ بانی مذہب و صاحب شریعت کی آگ ایسے ہوجینگے جیسے نہلانے والے کے ہاتھون یا دریا کی موجون مین مردہ بے اختیار ہوتا ہے اور اگر انکی عقل یا ہوائے نفس خلاف ہدایت نبی کسی چیز کا اچھا ہوجانا چاہینگے تو نبی کے قول و فعل سے اسکی کوئی صورت بہتری نکالکر کرینگے پس اگر اس چیز کی بھلائی کسی صورت یا کسی تاویل سے قول و فعل شارع سے معلوم کرینگے (گو وہ اس تلاش کرنے مین خطا کرین اور ٹھیک مرضی شارع کو نہ پہونچین) تو اس چیز کو کام مین لاوینگے ورنہ اسکے نزدیک جائز ہوجائیگی۔

خدا تعالیٰ کو وہ ان صفات سے مانینگے جنسے خدا نے اپنے آپکو خود موصوف فرمایا ہے **رسول** کو وہ ایسا جانینگے جیسا رسول ماننے کا حکم قرآن اور رسول کا ہے

---

† یہہ وہ عبدالحی ہین جنکی تشریح و توجیہ صداقت موجود ہے اور کبھی ہمارے مخاطب والا مناقب بھی یہی تھے اور ہدایت پیغمبر کی اتباع مین یہی خیال کرتے تھے پھر رسالہ ہفت مسئلہ مین فرماتے ہین اے بھائی مسلمانون اپنے دین مین مرد کامل بنو دنیا کی شریعت محمدیہ مین ۱۲ الف اور ہر طرف انکی موجین لیجاوین تم جو نہتی چلو جاؤ اپنی تہہ پاؤن مت ہلاؤ مبادا کہ بہہ جاؤ ٹھیک جاؤ اور نہ بہوگے جاؤ پورے کہ پڑاؤ کہیں نہ ہے الیسا ہی رسالہ مین اور قول جناب ہے جو نمبر ہمارا ہے مین ۱۹ منقول ہو چکا۔

‡ یہہ ان لوگون کی نسبت کہا گیا ہے جو منجملہ مذاہب مابعہ مذہب محمدی کے متبع ہین۔

زبان پر آیا ہے وہ کسی عورت کو جب تک کہ خدا انکو اجازت نہ دے اپنے تصرف میں نہ لاوینگی وہ کسی کا مال جب تک کہ خدا اُسے نہ دلاوے نہ دیگی۔ وہ ریاکاری کو بحکم ان یسیر الریا لشرک† بے ایمانی سمجھینگے۔ جھوٹ بولنے کو بحکم اس حدیث کے کہ مومن جھوٹا نہیں ہوتا خلاف ایمان خیال کرینگے وعدہ خلافی کو بحکم اس حدیث کے کہ جسکا عہد نہیں اسکا ایمان نہیں خلاف دین سمجھینگے۔ یہاں تک کہ اگر ایک بچہ کو بہلانے کے لئے کچھ دینے کا وعدہ دینگے تو اسے پورا نہ کرنے کو بھی بحکم دوسری حدیث کے گناہ خیال کرینگے۔

قیل لرسول اللہ ان یکون المومن کذابا قال لا دواہ مالک قال رسول اللہ صلعم لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا عہد لہ رواہ البیہقی قال رسول اللہ صلعم لامرأۃ قالت لولدھا اعطیک اما اقلت لہ لو لم تعطہ کتب علیک کذبۃ رواہ ابوداؤد قال صلعم لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن ولا یسرق السارق حین یسرق وھو مومن رواہ الشیخان قال رسول اللہ صلعم العینان زناھما النظر والاذنان زناھما الاستماع واللسان زناہ الکلام والید زناہ البطش والرجل زناھا الخطی والقلب یھوی ویتمنی ویصدق ذلک الفرج ویکذبہ رواہ مسلم

چوری اور زنا کو اس حدیث کے رو سے کہ زانی جب زنا کرتا ہے تو مومن نہیں رہتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو مومن نہیں رہتا موجب نقصان ایمان خیال کرینگے اور بحکم اس حدیث کے کہ اجنبی عورت کو بری نظر سے دیکھنا آنکھ کا زنا ہے۔ بدنیتی سے اسکی باتیں سننا کان کا زنا ہے۔ اس سے بری نیت سے بات کرنا زبان کا زنا ہے۔ اسکو ٹہلنے کیلئے ٹہلنا کا زنا ہے اسکی طرف چل کر جانا پاؤں کا زنا ہے۔ ان سبھی اقسام زنا کو گناہ سمجھینگے۔

---------- اور

† یعنے تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے۔

اور جب تک وہ ان تعلیمات مذہبی کو ملحوظ رکھینگے اور مذہب کے پابند رہینگے۔ کبھی ان گناہون کے مرتکب نہونگے۔ اور اگر احیاناً وہ ان تعلیمات سے غفلت اور اپنی بشریت کے مقتضائے سے کسی گناہ مین مبتلا ہوجائینگے تو اسپر سخت پچھتائینگے اور عذاب جہنم و ناراضگی خدا سے بچنے کے لئے جلد اس سے تائب ہونگے۔ اور ان لامذہبون کی طرح کسی گناہ کو دلی شریعت کے فتوے سے حلال و مباح سمجھکر بیباک نہ بنینگے۔

ان الذین اتقوا اذا مسھم طٰئف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون واخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون سورۃ اعراف ع ۲۴

چنانچہ قرآن مجید مین ذکر ہے کہ جو لوگ پرہیزگار ہین جب انکو شیطانی وسوسہ لگتا ہے (یعنے گناہ کر بیٹھتے ہین) تو وہ خبردار ہوجاتے ہین اور جھٹ اپنے عیب کو دیکھہ لیتے ہین۔ اور جو شیطان کے بھائی ہین انکو شیاطین گمراہ مین کھینچتے ہین پھر ڈھیل نہین دیتے۔

با این ہمہ وہ خود پسند نہونگے اور اپنی بھلائی و نیکی پر نازان نہونگے اور اپنی نجات کو محض فضل پروردگار پر منحصر سمجھینگے۔ چنانچہ قرآن شریف مین ارشاد ہے کہ نیکیون مین

والذین یؤتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ سورۃ مؤمنون ع ۵

سبقت لیجانے والے عمل بجالاتے ہین پھر دل انکے ڈرتے رہتے ہین (کہ دیکھیے ہمارے عمل قبول ہوتے ہین۔ یا رد کئے جاتے ہین)

یہہ دیانت و امانت و صداقت و استقامت مذہبی اصول و تعلیمات کا نتیجہ و لازمہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مذہب کا پابند ہوگا اوسکو امانت و ایمانداری کا ہونا لازم ہے اور جو اسکے خلاف مین آپنے دلیل بیان کی ہے وہ محض مغالطہ ہے۔

دوسری دلیل آپ نے اہل مذہب کے بے ایمانی پر یہہ بیان فرمائی ہے کہ ہمنے تجربہ و مشاہدہ کیا تو اہل مذہب کی نسبت لامذہبون کو ہزار درجہ نیک و ایمان دار پایا۔

اسکے معارضہ مین ہم کہتے ہین کہ جہانتک ہمکو تجربہ و مشاہدہ ہوا ہے ہمنے لامذہبون کی نسبت اہل مذہب کو ہزار درجہ ایمان دار و نیک پایا ہے - اور جن باتون کو آپنے اہل مذہب کی نسبت بیان فرمایا ہے (یعنے جھوٹ بولنا دھوکہ دینا معصوم عورت کو بہکا کر لیجانا) ان سب باتون کو ہمنے لامذہبون مین بچشم خود مشاہدہ کیا ہے -

یہہ باتین اہل مذہب کے جاہلون اور غافلون سے سرزد ہوتی ہین - اور لامذہبون کے بڑے بڑے فاضلون اور مقدسون مین پائے جاتے ہین -

اہل مذہب سے کوئی سست و غافل التفات اللہ کہکر وعدہ خلافی کرتا ہوگا ان لوگون سے بڑے بڑے عالی ہمت و زفارمر مغلظہ قسمین کہا کر وعدہ خلافی اور جھوٹ کی پرواہ نہین کرتے -

اہل مذہب سے تو کوئی نااہل کسی حیلہ سے کسیکا مال دبا لیتا ہوگا - ان مین اچھے اچھے مہذب و لئیق بے حیلہ و بلا وجہ لوگون کے حقوق دبا رکھتے ہین -

مجھے الزام لوگون مین سے جس شخص سے کام پڑا ہے ہمنے اوسکو وعدہ خلاف و دروغ گو پایا - ادنیٰ ادنیٰ باتون پر قسمین کہا کر جھوٹ بولتے ہین اور بیسیون وعدون کا عذر خلاف کرتے ہین - اسبات پر جس قسم کی کوئی چاہے مین قسم کہاتا ہون اور اگر اُسپر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہے تو مین اُسپر آمین اور بیش باد کہنے کو حاضر ہون -

اس سے زیادہ مین اُنکے اور حالات و معاملات و عادات کی تفصیل نہین کرسکتا اور مصلحت وقت و تہذیب کی اُسمین اجازت نہین پاتا - کیونکہ اسمین خاص اشخاص کے ذاتی افعال و عادات سے بحث ہوتی ہے اور یہہ امر تہذیب کے خلاف ہے اگر یہہ امر جائز ہے تو ہمارے مخاطبین کے لئے جائز ہے جو ہر ہر پرچہ اخبار مین لوگون کی اہانت کرتے ہین - اور بعضے ان مین برملا گالیان دیتے ہین مگر ہمکو یہہ امر جایز نہین ہے اور نہ ہماری یہہ عادت ہے نہ ہمارا یہہ منصب ہے -

ہمارا مقصود و مطلوب صرف اتنا ہی تھا کہ نیکی و ایمان داری مذہب ہی کا خلاصہ ہے لامذہبی کو اس سے کچھ علاقہ و مناسبت نہیں ہے سو ایسے دلائل سے بیان کیا گیا ہے کہ جسمین مخاطبین کو دم مارنے کی گنجائش نہیں ہے۔ آئندہ جانبین کے دلائل کا باہم موازنہ کرنا۔ اور اسپر انصاف سے داد دینا ناظرین کے اختیار مین ہے۔

اطلاع

حسب تجویز مندرجہ صفحہ ۵ نمبر سابق مضمون مابعد کو علیحدہ کرنے کے لئے یہہ جگہہ سفید چھوڑی گئی ہے اور آئندہ یہی مضامین طولانی کے علیحدہ کرنے کے لئے ایسا ہی ہوگا۔

اعلام

انتظام جدید رسالہ پر اکثر ممبرونکا اتفاق ہوگیا ہے اور لاہور۔ سیالکوٹ۔ گجرات۔ جہانگامانگا۔ پنڈی مظفر گڈہ۔ لودہانہ۔ وغیرہ مواضع سے اس اتفاق کی متضمن تحریرین ہمارے پاس آچکی ہین۔ صرف چند ممبرون کس ممبرون کا توافق یا تخالف نا معلوم ہے۔ ہر جدید اتفاق اکثرین کے بعد تخالف اقل کا کچھہ لحاظ نہین ہوتا۔ تاہم بنظر مزید احتیاط اُن صاحبون کے نام بھی مراسلات جاری کردی ہین امید ہے کہ ایک فرد کو بھی اسمین تخالف نہ رہیگا۔ اسکی اطلاع ہم بہ بیہ آئندہ مین دینگے اور بعض معتبر نہین (جو نہ ممبرہین نہ ممبرون کے بھائی پھر بلا استحقاق محض حسد و عناد سے اس انتظام پر معترض ہین) کے اعتراض کا جواب تحریر کرینگے انشاء اللہ تعالے۔

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

فلاسفہ کی غلطی کا بیان یہہ ہے کہ اگر جمیع انواع تجرد کا حصول کسبی و اختیاری ہوتا تو حصول بلا کسب و کسب بلا حصول پایا نہ جاتا۔

یعنے کوئی نوع تجرد (کامل ہو خواہ ناقص) کسیکو بدون کسب و اختیاری وسائل کے حاصل نہوتا اور جو اس کسب و اختیاری وسائل کے بہم پونچانے مین کمال کرگئے ہین اُنکو نوع کمال تجرد حاصل ہوتا حالانکہ یہہ امر بالعکس ہے۔ حصول بلا کسب و کسب بلا حصول ثابت ہو چکا ہے۔

حصول بلا کسب کا ثبوت یہہ ہے کہ بعضے اشخاص ایسے ہین جو کسب و اختیار کی صلاحیت ہی نہین رکھتے۔ (جیسے مجذوب۔ مجنون۔ صبیان) پھر ایک نوع تجرد (ناقص ہی کیون نہو) بنا بر تسلیم فلاسفہ انکو حاصل ہو جاتا ہے۔ اور بعضے اشخاص ایسے ہین کہ وہ اگرچہ کسب و ریاضت کی لیاقت رکھتے ہین مگر انکا کسب کرنا و ریاضت وغیرہ اختیاری وسائل کو بہم پہنچانا ثابت نہین ہے و مع ذلک اُنکو اعلیٰ و اکمل درجہ کا تجرد حاصل ہوتا ہے۔ †

یہہ لوگ انبیاء کہلاتے ہین جنمین تجرد کے پائے جانے اور قوت اطلاع معجزات کے متحقق ہونے پر فلاسفہ کو انکار کی گنجایش نہین ہے۔ باوجودیکہ کسی نقل و تواریخ سے یہہ ثابت نہین ہے کہ حضرت انبیاء (حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ حضرت داؤد و سلیمان و حضرت محمد صلی اللہ علیہم وسلم نے اتباع فلاسفہ کیطرح مجاہدہ سے یہہ رتبہ حاصل کیا ہے۔ بلکہ جہانتک اُنکی تواریخی حالات منضبط ہین اُنسے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ رتبہ انکو بلا کسب و اختیار محض جذبہ الٰہی و موہبت خداوندی سے حاصل ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت شعیبؑ کی نوکری کرتے ہوئے۔ حضرت داؤد و سلیمان کو حکومت

† یہہ اون فلاسفہ کے خطاب مین کہا گیا ہی جو انبیاء مین اس تجرد اور اس قوت کے وجود سے انکاری نہین ہین اور جو لوگ اسکے منکر ہین اونسے اسکا تسلیم کرانا اون آثار و اخبار کے زور دوست آویز سے ممکن ہے جسکا ذکر بضمن برہان آتی نمبر ۱ الغایت ۱۲ جلد ۲۔ اشاعۃ السنۃ مین مفصل ہو چکا ہے ۱۲۔

وتحت پر بیٹھے ہوئے - حضرت مسیح کو گہوارہ مین پہ ورش پاتے ہوئے - حضرت محمد رسول اللہ کو تجارتون مین پھرتے ہوئے - یہہ منصب حاصل ہوگیا ہے -

کسب بلا حصول کا ثبوت یہہ ہے کہ بہت لوگ کسب و ریاضت مین کمال کو پہنچے مگر وہ جمیع انواع تجرد مین کامیاب نہوئے گو نوع نقصان کو حاصل کئے مگر نوع کمال سے محروم رہے -

یہہ لوگ عرب وغیرہ بلاد کے کاہن اور یونان کے فلاسفہ ہین جنکے مجاہدات و ریاضات مشہور ہین ومع ذالک جہان انبیا علیہم السلام بلا کسب و ریاضت پہنچے ہین یہہ اس مقام کے قریب بھی نہین پہنچے اور جس مخزن علوم پر وہ مطلع ہوئے ہین یہہ اُسکے پاس نہین پھٹکے -

فلاسفہ کے نقصان پر یہہ دلیل ہے کہ کمال تجرد کو نفس الامری علوم کا حصول لازم ہے اور یہہ امر فلاسفہ مین پایا نہین جاتا - اس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ انکو کمال تجرد حاصل نہ تھا -

اس دلیل کا پہلا مقدمہ تو فلاسفہ کا مسلم ہے دوسرے مقدمہ کا ثبوت یہہ ہے کہ فلاسفہ کے معلومات ومکاشفات مین تناقض پایا جاتا ہے چنانچہ اسکا کامل ثبوت نمبر ۳ و ۵ جلد ۲ اشاعۃ السنۃ مین گذر چکا ہے - اور تناقض کذب و مخالفۃ نفس الامر کا مستلزم ہے اور مخالفۃ نفس الامر عدم علم نفس الامر کے مرتبت ہے اور کاہنون کا نقصان خود فلاسفہ کے نزدیک مسلم اور انکی اصول سے ثابت ہے - اور اُنکی معلومات کا نفس الامر سے متناقض ہونا نیز اسکا مؤید ہے انکی معلومات اکثر مخالف نفس الامر ہوتے ہین - اور جو موافق ہوتے ہین وہ بھی مشتبہ و ناتمام قاصر رہتی ہین

† اُدھر انبیاء کیطرف دیکھو کہ حضرت آدمؑ سے محمد رسول اللہ تک کسی دو شخصونکی معلومات و مکاشفات مین تناقض نہین ہے -

‡ ملک عرب مین ایک کاہن ابن صیاد نامی تھا اسکا امتحان ایک متجرد و متبتل الی اللہ حضرت رسول صلعم نے لوگونکو کرکے دکھایا تو اسکا نقصان خوب ظاہر ہوا - اسلامی مؤرخون (بخاری و مسلم وغیرہما) نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم ابن صیاد کو پاگئے اور اوس سے دریافت کیا کہ تجھے کیا نظر آتا ہے تو اُسنے کہا کچھہ سچ کچھہ جھوٹ -

قال رسول اللہ لابن صیاد ماذا تری	آن حضرت صلعم نے فرمایا تجھہ پر حقیقت امر مشتبہ ہے - پھر
قال یاتینی صادق وکاذب قال رسول	فرمایا تیرے امتحان کے لئے مینے کچھہ دل مین چھپایا ہے
اللہ صلعم خلط علیک الامر قال النبی	(اور دل مین یہہ آیۃ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکا تجرد (جسپر انکے علوم متفرع ہین) نیز ناقص و قاصر ہے۔
اس بیان سے جیسا کہ جمیع انواع تجرد کا کسبی نہونا ثابت ہوا ویسا ہی وسیع نہونا قوت علمی ان اشخاص کا جنکو فلاسفہ تجرد مین کامل سمجھے ہین نیز ثابت ہوا۔ کیونکہ وسعت علمی کمال تجرد کی فرع ہے۔ اور جہان اصل کا وجود ہین ہے تو فرع کا وجود کب ممکن ہے۔ اور نیز جب انکے علوم مین مخالفت واقع و نفس الامر کی پائی جاتی ہے پھر کمال و وسعت علم کے کیا معنے ہین۔
اور صوفیہ کے غلطی کا بیان یہہ ہے کہ جو لوگ اس تجرد مین کامل و مکمل تسلیم کئے گئے ہین۔ (یعنے انبیا علیہم السلام) اُنکی قوت علمیہ وسیع و غیر محدود نہین ہے (کہ جب چاہین مخزن علوم پر مطلع ہوجاوین اور جس چیز کا علم چاہین لوح محفوظ یا قلم یا ملایکہ سے حاصل کرلین) تو پھر جو لوگ اُنسے فروتر درجہ مین ہین اور اور سے کامل نہین مانی جاتے کیونکر وسیع اور غیر محدود قوت کا محل ہو سکتے ہین۔
ان لوگون کے مقابلہ مین صرف اُن آیات و احادیث کو پیش کرنا کافی ہے جنمین آن حضرت کا علم غیب محیط نہونا اور بہت چیزون کو نجاننا ثابت ہوتا ہے۔

صلعم انی قد خبأت لك خبیئاً قال هو الدخ قال اخسأ فلن تعدو قدرك اخرجه مسلم ص ۳۹۶ جلد ۲ و البخاری ص ۹۱۲ واللفظ له۔ قال النووی و القسطلانی قد رك ای قدر امثالك من الکهان الذین یخطفون من الملائکة الشیطان جملة واحدة من جملة کثیرة بخلاف الانبیاء فانهم یعنی اللہ الیهم من علم الغیب ما یوحی فیکون واضحاً کاملاً و بخلاف ما یلهم اللہ الاولیاء من الکرامات قال له رسول صلعم ماذا تری قال امری	کو خیال کیا اسنے اتنا کہا کہ جو آپ نے چھپایا ہے وہ دُخ ہے اور اس سے کچھ زیادہ نہ بتا سکا۔ آنحضرت نے فرمایا دور ہو تو اس رتبہ سے زیادہ بڑھ نہ سکا۔ اس قول آن حضرت صلعم کے معنے علماء اسلام نے یہہ بیان کئے ہین کہ تو اس رتبہ سے جو کاہن رکھتے ہین اور بہت سے باتون مین سے بذریعہ شیاطین ایکدہ باتین جانتے ہین تجاوز نکریگا۔ اور رتبہ انبیاء (یعنے کامل واضح علم غیب اور وحی) کو ہرگز نہ پہنچیگا۔ بجواب اول سوال آنحضرت کے اُسنے یہہ بیان کیا کہ مین پانی پر تخت کی صورت

قل لا املك لنفسی نفعاً ولا ضراً الا ما شاء الله ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر القوم یومنون (سورہ اعراف ع ۲۳)

اللہ تعالے نے سورہ اعراف مین ارشاد فرمایا ہے کہ اے نبی لوگونسے کہدے کہ مین اپنی جانتک کی نفع ونقصان کا مالک نہین ہون (بجز اسکے کہ خدا چاہے) اور اگر مین غیب جانتا تو تمہیری اچھی باتین حاصل کرلیتا - اور مجھکو نقصان کبھی نہ پہنچتا - مین تو صرف ڈرانے والا اور خوش خبری سنانے والا ہون اون لوگون کو جو ماننے والے ہین - تفسیر نیشاپوری وغیرہ مین لکھا ہے کہ اہل مکہ نے آنحضرت

قال ابن عباس ان اهل مکة قالوا یا محمد الا یخبرك ربك بالسعر الرخیص قبل ان یغلو فنشتری ونربح عند الغلاء وبالارض التی تزدان تجدب فنرتحل منها الی ما قد اخصب فانزل الله تعالی الخ - (معالم ونیشاپوری)

صلعم سے سوال کیا کہ جب نرخ غلہ کا گران ہونے لگے تو آپ ہمکو پہلے سے خبر کردیا کرین - تاکہ ہم پہلے سے غلہ خرید کر نفع اوٹھاوین اور جب کسی زمین مین قحط پڑنے لگے تو آپ پہلے اطلاع دین تاکہ اس زمین کو ہم چھوڑ دین اسپر یہہ حکم نازل ہوا اور خدا نے ارشاد

باقی آئندہ

عرش علی الماء قال رسول الله صلعم تری عرش ابلیس علی البحر اخرجه مسلم

دیکھتا ہون آن حضرت نے فرمایا کہ تو شیطان کا تخت پانی پر دیکھتا ہے -

اس قصہ سے استدلال کرنے پر کوئی یہہ اعتراض نکرے کہ قبل اثبات نبوت وحقانیت اسلام کی اسلامی کتاب کی نقل سے کیون استدلال کیا اسلئے کہ اولاً تو یہہ استدلال نہین بلکہ استشہاد وتائید ہے - اصل استدلال اس باب مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ کاہنون کا نقصان فلاسفہ کی تسلیم وقبول سے ثابت ہے ثانیاً استشہاد بھی اس نظر سے ہوا ہے کہ یہہ تاریخی واقعہ ہے جو سند سے ثابت ہے نہ اس نظر سے کہ ایک اسلامی کتاب مین لکھا ہے - ثالثاً زیادہ تر مقصود اس قصہ کے نقل کرنے سے اون لوگون کی فہمائش ہے جو مسلمان کہلاتے ہین پھر ایسی باتون کے منکر ہین - اور وجود قوۃ علم غیب کی انبیاء مین بھی قائل نہین اونکو جتایا گیا ہے کہ یہہ قوۃ تو (گو ناقص ہے) کیون نہ کاہنون مین بھی موجود ہے پھر انبیاء مین اسکے وجود سے انکار مسلمان کو کب زیبا ہے

بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

موسیٰ مین تیرا خداوند ہون - مین تجھے حکم دیتا ہون - توریت مین درج کرتے - اور اسپر یہہ حاشیہ لکھا دیتے کہ یہہ بات خدا نے کوہ سینا پر کہی - اور موسےٰ نے یہہ آواز سنی - اس صورت مین ہمارا تو اتنا ہی نقصان ہے کہ یہہ ہماری الزامی دلیل قایم نہ رہیگی - آپکا اس مین اسقدر نقصان ہے کہ صدہا مضامین جناب رجو تصداقت نقل و بیان کتب مقدسہ پر موقوف ہین ہم کے بے اعتباری ہوگی - خاص کر تفسیر پر از تحریف ر سب مدار نقل کتب مذکورہ پر ہے، کی تو بالکل ہے بیخ کنی ہو جاویگی - آپ اسبات کو صاف صاف زبان پر لائین تو اسکے نتایج کا لطف پاوین - اگر اب بھی آپ مضمون تبیین الکلام کو صحیح جانتے ہین اور جو الفاظ موسےٰ علیہ السلام کی زبان سے نکلے ہین وہی بعینہا توریت مین مندرج سمجھتے ہین تو حکم سود منجانب اللہ ہونا منجانب اللہ ہونا منجانب اللہ ہونا

ولم تؤمن قلوبهم من الذين هادوا سمعون
للكذب سماعون لقوم آخرين لم يأتوك
يحرفون الكلم من بعد مواضعه يقولون
ان اوتيتم هذا فخذوه وان لم تؤتوه فاحذروا ۶

اور انکے دل نہین مانتے - اور یہود یونمین بعضے جھوٹ
کو اپنے (پیشوا اور لیڈر) خوب سنتے ہین - اور ترے
وہ باتین سننے کو (یعنے تجھ سے مخبری کو) آتے ہین - اُن
طرف سے جو خود نہین آئے - وہ خدا کے احکام کو تحر
سے بدل ڈالتے ہین - اور انکو بھیجنے والے کہتے ہین کہ اگر تمکو (اس نبی سے) وہی حکم ملا (جو تمنے ناکا
از خود تجویز کر رکھا ہے زکہ زانی کا منہ کالا کرکے اسکو گدہے پر سوار کیا جاوے) تو اسکو قبول کرو -
اگر وہ حکم نہ ملا بلکہ وہ ملا جو ٹھیک توریت مین نازل ہے تو اس سے بچنا یہہ لوگ (اسا بین) تجھ کیون

وكيف يحكمونك وعندهم التوراة
فيها حكم الله ثم يتولون من بعد ذلك
وما اولئك بالمؤمنين - المائدہ ۶۴

منصف بناتے ہین - حالانکہ خود انکے پاس توریت ہے
جسمین **خدا کا یہہ حکم** موجود ہے پھر اس سے یہہ
منہ پھیرتے ہین اور یہہ ماننے والے نہین ہین -

صحیحین اور سنن ابی داؤد وغیرہ مین اُن آیات کی تفسیر وشان نزول مین بروایات بعبداللہ

اخرج ابو داود عن ابی هريرة رضه قال زنا رجل
من اليهود وامراة فقال بعضهم لبعض اذهبوا
الى هذا النبي فانه نبي بعث بالتخفيف فان افتانا
بفتيا دون الرجم قبلناها واحتججنا بها عند الله
قلنا فتيا نبي من انبيائك فاتوا النبي صلى الله عليه
وسلم فقالوا يا ابا القاسم ما ترى في رجل
وامرأة زنيا فلم يكلمهم كلمة حتى اتى بيت مدراسهم
وفي رواية له عن ابن عمر فوضع رسول الله صلى الله
عليه وسلم وسادة فجلس عليها ثم قال ائتوني التوراة
وفي رواية المسلم فانطلق رسول الله صلى الله

عبداللہ بن عمرؓ وبراء بن عازب رضہ وابو ہریرۃ رضہ کی حدیث
مروی ہے کہ یہودیون مین ایک مرد اور عورت نے زنا کیا
یہودیون نے چاہا کہ یہہ رجم سے بچجا توریت مین
حکم ہے) بچ رہین - اور ہم بھی مورد اعتراض نہون
نبی (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس چلو - یہہ
دین با تخفیف کے ساتھہ بھیجا گیا ہے - اس سے
کوئی ہلکا سا حکم ملیگا - سو اگر اسنے رجم سے اتر
کر کوئی حکم دیا تو اسکو ہم قبول کرینگے - اور خدا
کے سامنے یہہ سند پیش کرینگے کہ ہمنے تیرے
ایک نبی کے فتوے پر عمل کیا ہے اور اگر یہہ بھی حکم

علیہ وسلم حتی جاء یہود فقال ما تجدون
فی التوراۃ علی من زنا فقالوا نسود وجوھھما
ونحالف بین وجوھھما ویطاف بھما
فقال فاتوا بالتوراۃ ان کنتم صادقین
فجاءوا بھا حتی وضع الرجل
علی آیۃ الرجم فقرأ ما قبلھا وما بعدھا
ووضع کفہ علی آیۃ الرجم وقرأ ما
بین یدیھا وما وراءھا فقال لہ عبد اللہ بن سلام
وھو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرہ فلیرفع
یدہ فرفعھا فاذا تحتھا آیۃ الرجم فامر بھا رسول اللہ فرجما
وفی روایۃ البخاری فرفع یدہ فاذا فیھا آیۃ الرجم
فقالوا صدق یا محمد ان فیھا آیۃ الرجم فامر
بھما رسول اللہ فرجما۔ وفی روایۃ لمسلم
فقال رسول اللہ اللھم انی اول من احیا
امرک اذ اماتوہ فامر بہ فرجم فانزل
اللہ یا ایھا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون
فی الکفر الی قولہ ان اوتیتم ھذا فخذوہ
یقول ائتوا محمدا فان امرکم بالتجمیم

رجم ہے وہی تو اسکو نہ لینگے۔ آن حضرت انکے
ساتھ چلکر انکے مدرسہ مین تشریف لائے۔
اوہون نے آن حضرت کے لئے رتو اضعاً تکیہ
پیش کیا آپ اوسپر ٹیک لگاکر بیٹھ گئے۔ آنحضرت
نے پوچھا تمہارے ہان زانیون کے لئے کیا سزا
ہے اونہون نے کہا یہی سزا ہے کہ انکا مونہ کالا
کیا جاوے اور دونون کی پیٹھونکو جوڑ کرکدہے
پر سوار کرکے گلی کوچون مین پھرایا جاوے
آن حضرت نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو
توریت لاؤ اور پڑھ سناؤ۔ توریت لائے
تو آن حضرت نے تکیہ نکال کر توریت کے
نیچے رکھا۔ اور یہہ کلمہ فرمایا۔ میں تجھہ پر
ایمان لایا۔ اور اسپر غصے تجھے اُتارا۔ پھر
ایک جوان جو توریت خوب پڑھتا ہتا آیا
اور اُسنی پڑھنا شروع کیا جب آیۃ رجم آئی
تو پڑھنے والے نے اسپر ہاتھہ رکھدیا۔ عبداللہ
بن سلام (صحابی جلیل الشان جو یہودی مسلمان ہوے
اور توریت کے بڑے عالم تھے) نے کہا یا رسول
اسکو آپ فرماوین کہ ہاتھہ کو اوٹھاوے
ہاتھہ اوٹھایا تو وہین آیت رجم کو پایا۔
پھر وہ یہودی معترف ہوئے کہ ہان یا محمد (صلعم)

والجلد فجلدوه وان افتاكم بالرجم فارجموه فانزل الله ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكفرون ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الظالمون ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الفسقون في الكفار كلها۔

بیشک آیۂ رجم توراۃ مین موجود ہے۔ پس آن حضرت صلعم نے اُن زانیون کے لئے رجم کا حکم دیا اور انکو سنگسار کیا گیا۔ پھر آن حضرت نے جناب باریتعالے مین عرض کیا کہ الٰہی انہون نے تیرے حکم کو فوت کر دیا تھا۔ مین نے انکو سب سے پہلے زندہ کیا ہے۔ اور اسپر آیۂ یا ایھا الرسول لا یحزنک الذین الخ نازل ہوا یا ایھا الذین لا یحزنک الذین الخ۔

ان آیات واحادیث سے حکم رجم کا تورات مین خدا کی طرف سے نازل ہونا ثابت ہوا اور اسکے ضمن مین اس امت کے لئے اسکی مشروعیت کا ذکر بھی آگیا کیونکہ انمین آن حضرت کا حکم جاری کرنا اور اسکے زندہ کرنے مین پیش قدمی کا اظہار کرنا مذکور ہوا ہے۔

اس سے بڑھکر صراحت وضاحت سے بھی اس حکم کی مشروعیت اس امت کے لئے ثابت ہے اور کتاب وسنت اسپر شاہد ہیں کتاب اللہ مین یہہ آیت نازل ہوئی تھی الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتہ یعنے جب مرد وعورت متزوج ومتاہل ہوکر پھر زنا کے مرتکب ہون تو اونکو سنگسار کرو مگر اب زنا کے بعد اسکا قرآن کیطرح پڑھنا اور قرآن مین لکھنا منسوخ ہوگیا اور حکم باقی رہا اور سنت سنیہ مین اسکا حکم برابر جاری رہا۔ آن حضرت نے اسکو جاری رکھا۔ اور آپکے بعد خلفا مین برابر جاری رہا۔

عن ابن عباس يقول قال عمر بن الخطاب على منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله بعث محمدا بالحق وانزل عليه الكتاب فكان مما انزل آية الرجم فقرأناها ووعيناها وعقلناها فرجم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجمنا بعده فاخشى ان طال بالناس زمان ان يقول قائل ما نجد آية الرجم في كتاب الله فيضلوا بترك فريضة انزلها الله وان الرجم في

بخاری اور مسلم وغیرہما نے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضہ تعالے نے آن حضرت صلعم کے منبر پر (خطبہ مین) فرمایا کہ اللہ تعالے نے آنحضرت کو حق کے ساتھہ بھیجا اور اونپر کتاب اوتاری جسمین آیۂ رجم بھی تھی۔ ہمنے اسکو پڑھا اور یاد رکھا اور سمجھا۔ پس آنحضرت نے رجم کیا آپکے بعد ہمنے (یعنے خلفا نے) بھی کیا مجھے ڈر ہے

فی کتاب اللہ حق من زنا اذا احصن من الرجال والنساء اذا قامت البینۃ او کان الحمل او الاعتراف اخرجہ البخاری و مسلم واللفظ لہ۔ وعن ابن عباس نزلت آیۃ الرجم فی النور ثم نسخت تلاوۃ الرجم فی التلاوۃ و بقی الحکم۔ اخرجہ ابن ماجہ۔ ذکرہ فی التسہیل۔

کہ لوگو بہت زمانہ دراز گزرے تو وہ یہ کہنے لگیں کہ حکم رجم قرآن مین نہین ہی پس وہ ایک حکم فرض کے ترک کرنے سے گمراہ ہو جاوین۔ یہہ حکم رجم قرآن سے تو منسوخ ہو چکا ہی۔ اوس شخص پر جو متاہل ہو کر زنا کرے اس قسم کہ زنا کا اقرار یا اپر شہادت ثابت ہو یا زنا کا حمل ظاہر ہو جاوے۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آیۃ رجم سورہ نور مین نازل ہوئی تھی پہر اسکا پڑہنا منسوخ ہوا اور حکم اور حضرت عمرؓ کو آن حضرت نے رجم کیا ہی (جیسے ماعز اسلمی یا غامدیہ جہنیہ) اوسکی تفصیل صحیح مسلم مین بصفحہ ۶ جلد ۲ ہے

یہہ حکم رجم کے منجانب اللہ ہونے پر تحقیقی دلیل کا بیان ہے اور **دلیل الزامی** کا بیان اسباب مین ویسا ہے جیسا کہ حکم سود کے باب مین نمبر سابق مین بصفحہ ۱۳ گزر چکا ہے اسلئے کہ اس حکم کا منجانب اللہ ہونا بھی (حکم سود کی مانند) سیاق و سباق تورات سے ثابت ہے۔ احبار کے بیسوین باب (جسمین یہہ حکم ہے) کا شروع یہہ ہے۔ پہر خدا نے موسےٰ کو خطاب کرکے فرمایا الخ پہر اسی سیاق سے وہ حکم بیان کیا گیا اور استثنا کی عبارت مین (جو سابقاً منقول ہے) صاف پایا جاتا ہے کہ موسےٰ علیہ السلام اس حکم مین مخاطب ہین اور خدا متکلم پس اس حکم کا منجانب اللہ ہونا سیاق و سباق تورات سے ثابت ہے اور جس امر کا منجانب اللہ ہونا سیاق و سباق تورات سے ثابت ہو اسکا واقعی خدا کی طرف سے ہونا آپکے نزدیک مسلم ہے بعینہ اس تقریر سے جو نمبر سابق مین بصفحہ ۱۳ گذر چکی ہے اور ایک **طرفہ وجہ الزام** یہہ بھی ہے کہ خود بدولت اپنی پرانی کتاب **میزان الکلام** مین اس حکم کا منجانب اللہ اور حکم اللہ ہونا بڑے زور و شور سے ثابت کر چکے ہین حتی کہ اس حکم کے ثبوت سے تورات کی تحریف لفظی سے بری ہونے پر استدلال کر گئے ہین اور اسکی تائید مین انہی آیات و احادیث (جنسے ہمنے استدلال کیا ہی) کو معرض استدلال مین لائے ہین چنانچہ اس کتاب کی جلد اول مین بصفحہ ۲۱۰ آپکا اس حکم کے تورات مین موجود ہونے پر حدیث بخاری

سے (جو مذکور ہوئی) استدلال کر[illegible] حکم اللہ ہونے پر آیۃ وکیف یحکمونک
وعندھم التوراۃ فیہا[illegible] لیا ہے پھر بصفحہ ۸۰ حدیث مذکور کا
ایک ٹکڑا نقل کرکے [illegible] حدیث سے صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ یہ
آیۃ جسم توریت [illegible] یہہ کہ کتاب مین سے اسکو نکال ڈالا تھا۔
اب یہی تو[illegible] بود ہے"۔

یہہ آپکا [illegible] سے صاف اقرار ہے اور یہہ آپ پر سخت ملزم حجت
ہا[illegible] سے حکم بنہ کا منجانب اللہ حکم ہونا ثابت ہے اور توریت

علاوہ ازاحکام عشرہ حکم **قصاص** ہے جو کتاب خروج
۲۴ - کتاب بستثنا مین باب ۱۹ مین وارد ہے - **احبار** کی عبارت یہ
[illegible] بدلے توڑ[illegible] آنکھ کے بدلے آنکھ - دانت کے بدلے دانت - جیسا کوئی کسیکو فالج
بنا لیا ہے - **تورین** مین بھی ذکر ہے "جان کے بدلے جان لیجاوے" اس حکم کے
اللہ ہونے پر ویسی ہی دو دلیلین تحقیقی والزامی موجود ہین اور ویسی تقریر و تحریر کی ہے
ہے - مگر خوف طوالت سے سیاق سابق کو بدل کر اونکو مختصراً بیان کیا جاتا ہے - اللہ
تعالے نے **قرآن** مین فرمایا ہے کہ ہمنے انکو حکم دیا کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ

وکتبنا علیہم ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص - مائدہ - ع ۵

اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے
اور دانت بدلے دانت کے - اور زخمونکا بھی
بدلا لیا جاوے -

اور توریت کے الفاظ سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ حکم خدا کی طرف سے بھی ہے - جیسی
سیاق مین اس حکم کا بیان ہے اسکے شروع مین یہہ الفاظ فرمائے گئے ہین - پھر خداوند نے
موسے کو خطاب کرکے فرمایا الخ - اور جناب مخاطب نے بھی **تبیین الکلام** صفحہ ۲۵ پر آیت

فا کو نقل کرکے یہہ ثابت کیا ہے کہ یہہ حکم خ کیطرف نسبت کیا گیا ہے۔ **چوتھا** حکم توریت ی اسرائیل پر چربی کے حرام ہونے کا حکم پہنچا نجا ہ لفظ ہوا ا ظ توریت سے ثابت ہے اور قرآ ا تصدیق کیا ہے۔ احبار باب ۷ مین ہے۔ پھر خداوند نے موسےٰ سے خطاب کرکے فرمایا کہ بنی ع ابن ا کو حکم کر کہ بیل اور بھیڑ اور بکری کی چربی نہ کھایو۔

دفعہ ۲۳ **قرآن مجید** مین ہے اور ہمنے یہودیون پر ناخن دار جانور حرام کردیے ہین اور گائی بکری کی چربی کو حرام کیا۔ یا وہ چربی جو اُنکی پیٹھون پر یا انتڑیون سے لگی ہوئی ہو یہہ بدلہ تھا اُنکی سرکشی کا۔ اور ہم سچ کہتے ہین۔

وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیھم شحومھما الا ما حملت ظھورھما او الحوایا او ما اختلط بعظم ذلک جزیناھم ببغیھم وانا لصادقون (الانعام ۱۸)	

یہہ احکام اربعہ کے سوا اور بہت سے احکام توریت مین پائے جاتے ہین جنکا منجانب اللہ ہونا الفاظ سورۃ سے ثابت ہے اور قرآن وحدیث مین بھی اسی کے موافق ارشاد ہوچکا ہے لیکن ن سب کی تفصیل موجب تطویل ہے لہذا انمین چند احکام کا اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے اور انمین ان احکام کے مواضع بیان کا توراۃ وقرآن وحدیث مین نشان دیا جاتا ہے۔

ترتیب نمبر سابق	حکم	مواضع بیان آں از توراۃ	تائید وتصدیق آں از حدیث وقرآن	مواضع قرآن	کیفیت
۵	ختنہ	احبار باب ۱۲ - آیہ ۳ پیدائش ۱۷ - ۱۱	حضرت ابراہیم نے ختنہ کیا۔ خدا تعالیٰ نے انکو حکم دیا۔	[illegible]	[illegible]
۶	ممانعت خنزیر	احبار ۱۱ - ۸ استثنا ۱۴ - ۸	قرآن مین ہے کہ خدا نے مردار اور خون اور خنزیر کے گوشت کو حرام کیا۔	بقرہ ۲۱ انعام ۱۸ ۱۹۲	[illegible]

ن ناخن دار وہ کہلاتے ہین جنکے کُھر چیرے ہوئے نہین ہوتے جیسے اونٹ وغیرہ ۱۲

نمبر	حکم	مواضع بیان از توراۃ	تصدیق تحریف قرآن	مواضع آں	کیفیت
۷	ممانعت شراب	احبار ۱۰-۹	قرآن مین ہی شراب جوا اور بالفعل شیطان کے کاموں سے ہین انسے بچو۔	مائدہ ۶-۱۲	احبار مین ہی یہہ حکم خدا نے حضرت ہارون سے مخاطب ہو فرمایا ہے
۸ ۱۰	نجاست حیض	احبار ۱۵-۴	قرآن مین ہی حیض مابا بی ہی اسمین عورتون سے کنارہ رہو	بقرہ ۲۸۶	احبار مین شروع کہ یہہ حکم خدا نے ہمکلام ہو فرمایا ہے
۹	کتے کی قیمت کی کراہت	استثنا ۲۳-۱۷	حدیث مین ہی کہ کتے کی قیمت خبیث ہے	مسلم ص۱۹ جلد ۲	اس حکم مین موسی علیہ السلام مخاطب ہین۔
۱۰	غسل جنابت	احبار ۱۵-۱۶ وغیرہ۔ استثنا ۲۳-۱۰	قرآن مین ہی اگر تم جنبی ہو جاؤ تو نماز پڑھو یہان تک کہ غسل کرو۔	نساء ۶-۷	احبار مین ان احکام کے شروع مین حضرت موسی و ہارون سے خدا تعالی کا خطاب ہے۔
۱۱	مہر از دواج	خروج ۲۳-۱۶ پیدائش ۳۴-۱۲	قرآن مین ہی عورتونکو مہر ادا کرو اگر کسی عورت بہت سا مال دیا ہو تو واپس لو	نساء ۳۱۶	اس حکم مین موسی علیہ السلام مخاطب ہین۔
۱۲	مینڈھا اور درندہ کا بچہ جو ماں کے ساتھ ذبح ہو حرمت	احبار ۱۷-۱۵	قرآن مین ہی تم پر حرام ہی مردار اور گلا گھونٹا اور درندہ کا کھایا ہوا		ان احکام کے شروع مین اللہ تعالی کا موسی سے خطاب ہی۔ اور میتہ مین منخنقہ بھی داخل ہے۔

+ توراۃ مجدد مین ہی اعمال باب ۱۵ آیت ۲۹ مین صاف تصریح ہی۔ بتون کی چڑھاوون اور لہو اور گلا گھونٹی ہوئی چیزون اور حرام کاری سے پرہیز کرو۔

اظہار حق۔ جو شخص فرد ہی مین ذرہ بھی تعصب یا ضد کو دخل نہین دیتا وہ بیشک اس بات کا قائل ہوگا کہ قرآن کی تعلیم توراۃ کی تعلیم سے بہت افضل ہے۔